ایک انتہائی خوفناک اور دل ہلا دینے والی کہانی

ٹرنٹولا

مصنف : ـــــــ مظہر کلیم ایم اے

نگران : ـــــــ ایم اے ساجد

قیمت : ـــــــ روپے

چند باتیں

محترم قارئین

السلام علیکم ! جھنگ صدر سے جناب منور رضا شاہ صاحب نے ایک دلچسپ خط ار
کیا ہے ملاحظہ فرمایئے ۔

"منظہر کلیم صاحب آپ بیوقوف ہیں آپ اپنی ذہانت کو جاسوسی ناولوں میں ضائع کر
ہیں حالانکہ آپ کا طرز تحریر بے حد جاندار ہے خدا کے لئے آپ جاسوسی ناول لکھنا بند کر د
رومانی معاشرتی اور اصلاحی ناول لکھا کیجئے تاکہ آپ کا ادب میں کوئی مقام پیدا ہو سکے ورنہ آپ ک
داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں ہاں کبھی کبھی منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے جاسوسی ناول بھی ل
لکھا کریں کیونکہ ہمیں آپ کے نئے ناول کا شدت سے انتظار رہتا ہے ۔

خط آپ نے ملاحظہ فرمایا ۔ کتنا تضاد ہے محترم منور رضا شاہ صاحب کے خیالات میں ایکط
تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں دوسری طرف ذہانت کے گن گانے کے بعد مشورہ دیتے ہیں کہ میں رومانی ن
لکھوں تاکہ ادب میں مقام پیدا کر سکوں ۔ تیسری طرف انہیں میرے نئے جاسوسی ناول کا شدت
انتظار رہتا ہے اب آپ مجھے مشورہ دیجئے کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں اس خط سے ایک او

بات سامنے آتی ہے کہ جاسوسی ادب کے بارے میں ابھی لوگ ایک رائے پر متفق نہیں ہو سکے کچھ اسے ادب
میں شمار کرتے ہیں کچھ بے ادبی میں ۔ حالانکہ اس سے پہلے بہت سے مصنفین نے اس بارے میں بحث کی ہے اور
جاسوسی ادب کو ادب میں شمار کرنے پر زور دیا ہے ۔

میں اس بحث میں تو نہیں پڑنا چاہتا کہ جاسوسی ناول ادب میں شمار کئے جاتے ہیں یا نہیں ہاں البتہ
اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جاسوسی ناول بھی اپنا مقام رکھتے ہیں رومانی ادب کے مقابلے میں ان
میں صرف خامیاں نہیں خوبیاں بھی موجود ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ رومانی ناولوں میں پلاٹ
ایک سا ہی ہوتا ہے البتہ کردار بدل جاتے ہیں اور جاسوسی ناولوں میں کردار وہی ہوتے ہیں
البتہ پلاٹ بدل جاتا ہے یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے ملک کا جاسوسی ادب چند مخصوص کرداروں
کے مضبوط حصار میں مقید ہے لیکن آہستہ آہستہ یہ طلسم ٹوٹتا جا رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ
چند سالوں میں نئے کرداروں کو زیادہ پسند کیا جانے گا تب ہی اردو ادب میں جاسوسی ادب اپنا مقام
بنا سکے گا ۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ مورد الزام قارئین ہی ہیں ۔ جن کے ذہنوں پر چند مخصوص
کردار چھائے ہوئے ہیں اور جو ان کے علاوہ دوسرے کرداروں کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتے جس
سے پبلشرز کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور وہ مصنفین کو پرانے اور مخصوص کرداروں پر لکھنے کے لئے
مجبور کرتے ہیں اگر قارئین ذرا وسعت نظری سے کام لیں اور نئے کرداروں کو بھی پڑھیں تو میں
سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں ایسے ذہین مصنف موجود ہیں جو بہتر سے بہتر کردار پیش کر سکتے ہیں ۔

موجودہ ناول ٹونٹولا کے سلسلے میں عرض ہے کہ اس ناول کا اعلان کافی عرصہ پہلے کیا گیا تھا
لیکن چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر یہ لیٹ ہوتا چلا گیا جس کے لئے میں انتہائی معذرت خواہ
ہوں ۔ ویسے اتنا کہتا ہوں کہ دیر آید درست آید میں نے اس ناول پر کافی محنت کی ہے اس
لئے مجھے امید ہے کہ آپ کے تمام شکوے دور ہو جائیں گے ۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عرض ناشر

ناول ٹرنٹولا پیش خدمت ہے اس کی کہانی پر محترم مظہر کلیم صاحب نے ان گنت اب پر میں نے محنت کی ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ اسے ہر لحاظ سے ایک عمدہ ناول پائیں گے ٹرنٹولا کا پلاٹ حقیقت سے اتنا قریب ہے کہ اس پر فرضی ہونے کا گمان بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس ناول کی سب سے بڑی خوبی ہے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے کرداروں پر مظہر کلیم صاحب کی یہ پہلی کوشش ہے اس سے پہلے ان کے قلم نے جسطرح عمران اور ایکسٹو کے کرداروں میں جان ڈالی ہے اسی طرح مجھے امید ہے ان کرداروں پر بھی ان کی یہ کاوش کامیاب رہے گی۔ اس کے بعد ادارہ محترم جناب ایم۔ اے۔ پیرزادہ صاحب کا ایک شہرہ آفاق ناول غدار ایکسٹو پیش کر رہا ہے۔ جو پلاٹ اور سسپنس اور دلچسپی کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اور میں غدار ایکسٹو کے متعلق صرف یہ کہنا بہتر سمجھتا ہوں کہ یہ ذہنوں کو جام کرنے اور سوچ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جانے کی قوت رکھتا ہے۔

اب آپ ٹرنٹولا پڑھیے اور اپنی رائے سے نوازیئے۔ میں غدار ایکسٹو کے ساتھ جلد حاضر خدمت ہوں گا۔

والسلام ——— بی اے جمال

کیپٹن حمید کراہا لیکن ایک اور ضرب نے اُسے کراہنے سے بھی مجبور کر دیا کیوں کہ اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اسے ہوش آیا تو وہ ہسپتال میں پڑا تھا اور کرنل فریدی اس کے پاس بیٹھا ایک کتاب کے ورق الٹ رہا تھا۔

شکر ہے تمہیں ہوش تو آیا۔ فریدی نے کتاب بند کرتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کا خیال تھا کہ میں عالم بے ہوشی میں اس دار فانی سے کوچ کر کے حوروں سے ملاقات کرنے چلا آیا" حمید نے ہاتھ پر بندھی ہوئی پٹی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

خیر اتنے باغیرت تو تم نہیں۔

میں بے غیرت ہوں یا باغیرت ہوں تو آپ ہی کا ساتھی۔

ساتھی ... کرتی تو میں نے تمہارا سب انتظام کر دیا تھا۔ ورنہ کارلو پولیس والے کرتے۔ فریدی بھی آج خوشگوار موڈ میں تھا۔ یا شاید حمید کی دلجوئی کے لئے کہہ رہا تھا۔

سر افتخار کا کیا ہوا۔

حمید نے پوچھا۔

ٹرنٹولا اسے گولی مار دینے میں کامیاب ہو گیا۔ فریدی نے جواب دیا۔

اتنے میں جگدیش ہاتھ میں فائل لئے اندر داخل ہوا فریدی کو سلام کرنے کے بعد اس نے حمید پہ ایک ہمدردانہ نظر ڈالی لیکن حمید نے اسے آنکھ مار دی جگدیش مسکرا پڑا فریدی نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس کے ہاتھ سے فائل لے کر اس کے مطالعے میں مشغول ہو گیا حمید کے ذہن میں وہ سارا منظر گھوم گیا جس کے نتیجے میں وہ آج سر اور ہاتھوں پر پٹیاں بندھوائے ہسپتال میں پڑا تھا۔

کل صبح ابھی حمید بستر پہ ہی تھا کہ فریدی نے اس کی رضائی ایک جھٹکے سے اٹھا کر پھینک دی۔

کیا مصیبت ہے اب سونا بھی حرام ہے حمید نے کروٹ بدلتے ہوئے کہا۔

سونا تو مردوں کے لئے واقعی حرام ہے فریدی نے کہا۔

اگر تم عورت ہوتے تو شاید تمہیں میں سونا خرید کر دے دیتا۔

اجی میں اس سونے کو کہہ رہا ہوں جس کا تعلق نیند سے ہے۔ حمید نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

جلدی اٹھو ورنہ ٹھنڈے پانی کی بالٹی انڈیل دوں گا اٹھنے اور تیار ہونے کیلئے آدھ گھنٹہ دیا جاتا ہے ٹھیک آدھ گھنٹے کے بعد تم ناشتے کی میز پہ نیچے پہنچ جاؤ ورنہ۔ یہ کہہ کر فریدی چلا گیا۔

"ورنہ حمید میاں کی دم" حمید نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عجیب مصیبت ہے نوکری نہ ہوئی عذاب ہو گیا نہ دن کو آرام اور نہ رات کو چین بس ہر وقت کام کا بھوت سر پہ سوار رہتا ہے پتہ نہیں کیسے فولادی آدمی سے واسطہ پڑ گیا۔

لیکن حمید کا وعظ سننے کے لئے وہاں صرف ٹائم پیس تھی جو کم از کم حمید کے وعظ کی وجہ سے رک نہیں سکتی تھی حمید نے جلدی سے دو تین انگڑائیاں لیں اور پھر غسل خانے کی طرف دوڑا کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر آدھے گھنٹے سے لیٹ پہنچا تو فریدی اسے وہ نفسیاتی سزا دے گا کہ مدتوں یاد رہے گی وہ فریدی کی نفسیاتی سزاؤں سے بہت ڈرتا تھا۔ ایک دفعہ حمید کسی دوست کے ساتھ بار چلا گیا اور پھر اس کا بھی پینے کا موڈ بن

گیا چنانچہ جب رات کو گھر آیا تو ہلکا ہلکا خمار تھا طبیعت جولانی پر تھی۔ ہونٹوں پر انگریزی دھن تھی چنانچہ کپڑے تبدیل کئے بغیر جوتوں سمیت بستر پر سو گیا صبح آنکھ کھلی تو خود کو کوڑے کے ایک ڈرم میں پایا۔ اور سر کے بال غائب تھے ایسی اور بھی نفسیاتی سزائیں تھیں جن کے ڈر سے ہی حمید کی جان ہوا ہوتی تھی خیر ہاتھ پاؤں مار کر آدھے گھنٹے میں وہ ناشتہ کی میز پر پہنچ گیا۔ وہاں فریدی بڑے اطمینان سے بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ حمید کی جان ہی جل گئی۔

اگر آپ کو نیند نہیں آتی تو کم از کم اس غریب کو تو سو لینے دیا کیجئے حمید نے میز پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

لیکن فریدی کے کان پر جوں تک نہ رینگی وہ اسی طرح مطالعے میں مصروف رہا۔

یہ کیپٹن حمید اُلو کا پٹھا کیا فرما رہا ہے۔ حمید نے تقریباً چلاتے ہوئے کہا۔

جو اس قسم کے کیپٹن فرمایا کرتے ہیں۔ فریدی نے اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

کس قسم کے۔ حمید نے بغور فریدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جس قسم کے تم ہو، اور یہ کہہ کر فریدی نے ناشتہ کرنا شروع کر دیا اور حمید ناشتہ تیزی سے ختم ہوتا ہوا دیکھ کر آخر بے غیرتوں کی طرح ناشتہ پر ڈٹ گیا۔

"حمید"

"ہوں"۔ حمید نے نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

یہ خبر پڑھو فریدی نے اخبار حمید کو دیتے ہوئے کہا۔

فریدی کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی دیکھتے ہوئے حمید نے بھی سنجیدگی سے اخبار پر نظر ڈالی لیکن سرخی پر نظر پڑتے ہی وہ چونک پڑا پلیٹ کی طرف جاتا ہوا ہاتھ رک گیا وہ ہمہ تن خبر میں گم ہو گیا خبر تھی بھی سنسنی خیز اور حیرت انگیز۔

میونسپل کارپوریشن کے چیئرمین سر افتخار کو آج رات قتل کر دیا جائے گا

کل صبح اخبار کے دفتر میں ایک خط موصول ہوا جس میں کسی ٹرنٹولا نامی مجرم نے مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے۔

"میں عوام پولیس اور اعلیٰ حکام کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ اب روزِ حساب آپہنچا ہے حکومت کے کارندوں کو عوام کا خون چوسنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اب ان سے ہر بات کا پورا پورا حساب لیا جائے گا جو وعدہ وہ عوام سے کریں گے انہیں مقررہ مدت میں پورا کرنا پڑے گا ورنہ انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے گا سر افتخار چیئرمین میونسپل کارپوریشن نے آج سے ایک مہینہ پہلے ایک پریس کانفرنس میں عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ شہر

کی تمام سڑکوں کی ایک مہینہ کے اندر مرمت کروا دیں گے
آج ان کے وعدہ کو پورا ایک مہینہ ہو چکا ہے لیکن ابھی تک
ایک سڑک کی مرمت بھی نہیں ہو سکی۔ ہو سکتا ہے چیرمین صاحب
کو اپنا وعدہ بھول گیا ہو لیکن ٹرزنٹولا جو کہ عوام میں سے ہے
اور عوام کے مفادات کا نگران ہے یہ وعدہ نہیں بھول سکتا
چنانچہ عوامی قانون کے مطابق انہیں آج رات بارہ بج کر تین منٹ
پر گولی مار دی جائے گی تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور وہ آئندہ
عوام سے جھوٹے وعدے کرنے کی جرأت ہی نہ کریں۔

فقط

عوام کے مفادات کا نگران

ٹرزنٹولا

آگے اخبار والوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ ہم یہ خط اس لئے چھاپ
رہے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی منچلے کی شرارت نہ ہو اور واقعی
ہمارے درمیان کوئی خطرناک مجرم "ٹرزنٹولا" موجود ہو چنانچہ عوام اور
پولیس اس سے ہوشیار رہیں قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے والا دشمن
عوام کا خادم نہیں ہو سکتا۔

حمید نے خبر ختم کرکے فریدی کی طرف دیکھا تو وہ غور سے اسی
کی طرف دیکھ رہا تھا

کیا خیال ہے فریدی نے پوچھا۔

میرے خیال میں یہ کسی منچلے کی شرارت ہے جس نے خواہ مخواہ
پولیس اور ہمیں تنگ کرنے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا ہے۔ حمید نے اپنے
اسے چکر سے بچنے کے لئے کہا۔

اور یہ پڑھو۔

فریدی نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر حمید کو دیتے ہوئے
کہا اور حمید لفافہ دیکھتے ہی آئی مصیبت کا ورد کرنے لگا لفافہ میں
سے نکلنے والے کاغذ پر سادہ لفظوں میں تحریر تھا۔

مسٹر فریدی۔

امید ہے آج کے اخبار میں تم نے سر افتخار کے متعلق
خبر پڑھ لی ہو گی یہ کسی منچلے کی شرارت نہیں بلکہ میرا چیلنج ہے
میں ایک بات سے تمہیں پہلے ہی آگاہ کرنا چاہوں کہ میں یہ
سب کچھ عوام کی بھلائی کے لئے کر رہا ہوں اس لئے اگر
تمہیں عوام کی بھلائی مقصود ہو تو اور تم میرے اصول کے
طرف دار ہو تو آج رات سر افتخار کی کوٹھی پر مت موجود ہونا
ورنہ تم بھی میری بلیک لسٹ میں آ جاؤ گے اور پھر تمہارا
بھی وہی حشر ہو گا جو آج رات سر افتخار کا ہونا ہے۔

"ٹرزنٹولا"

حمید نے خط ختم کرکے ایک طویل سانس لی گیوں کہ اسے نظر آ
رہا تھا کہ اب یہ ایک چکر چل پڑا ہے۔

کیا خیال ہے ٹرنٹولا کا چیلنج قبول کرلیں۔ فریدی نے حمید کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا ضرورت ہے آخر وہ بھی عوام کا طرفدار ہے اور یہ سب کچھ عوام کی بھلائی کے لئے کر رہا ہے اور ہم بھی عوام کے خادم کہلاتے ہیں اس لئے اس سے مقابلے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حمید نے ٹرنٹولا کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

تو کیا اسے سر افتخار کو گولی مار دینے دیں۔

آخر حرج ہی کیا ہے۔ سر افتخار نے بھی تو عوام سے وعدہ پورا نہیں کیا۔

وعدہ پورا نہ کرنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ اسے جان سے مار دیا جائے اور ہوسکتا ہے کہ اس مہینے کوئی اور انتہائی ضرو کام نکل آیا ہو سڑکیں تو بعد میں بھی بنوائی جا سکتی ہیں اور پھر ٹرنٹولا کو کس نے یہ حق دے دیا ہے کہ وہ قانون کو ہاتھ میں لے لے آخر اسے عوام کے مفادات کا ٹھیکیدار بنایا کس نے ہے۔

"خیر خیر آپ ناشتہ کیجئے آپ کو تو جاسوس کی بجائے لیڈر ہونا چا تھا وہ دھواں دھار تقریریں کرتے کہ مجمع پھولوں کے ہاروں سے لاد دے حمید نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

ناشتہ ختم ہونے کے بعد فریدی نے حمید کو لنکن نکالنے کو کہا اور خود اندر ٹیلی فون کرنے چلا گیا۔

حمید لنکن گیراج سے نکال کر پورچ میں لے آیا تو کرنل بھی آ کر بیٹھ گیا۔

کدھر چلوں۔

کارپوریشن کے دفتر۔

کیوں۔ سر افتخار کو مرنے سے پہلے ایک بار دیکھنا چاہتے ہو۔ حمید نے عجیب لہجے میں کہا۔

فریدی اس کے لہجے سے چونک اٹھا۔

تو کیا تمہارا خیال ہے کہ مجرم آج رات ضرور سر افتخار کو گولی مار دے گا۔

میری پیشہ وارانہ زندگی میں تو یہی چلا آیا ہے کہ مجرم پہلے دو تین قتلوں میں چونکہ کافی ہوشیار ہوتا ہے اس لئے کامیاب ہو جاتا ہے۔ حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

نہیں حمید صاحب ہم آج رات سر افتخار کی کوٹھی پہ پہرہ دیں گے میں دیکھوں کا مجرم کس طرح سر افتخار کو ختم کرتا ہے۔

اور حمید کے دل پر تو گویا کوچ کر گئے اس سردی میں ساری رات کی نگرانی کے تصور سے ہی اس کی جان نکلتی تھی اور پھر آج رات تو اس کا ہوٹل شہزاد میں پروگرام تھا لیکن اب یہ سب کچھ ملیا میٹ ہو گیا اور وہ دل ہی دل میں ٹرنٹولا کو سینکڑوں گالیاں دینے لگا۔

کیوں حمید صاحب سانپ کیوں سونگھ گیا۔ فریدی نے اسے چھیڑتے

ہوئے کہا۔

سونگھنے کی بات نہیں میں تو رات کو اونگھنے کے پروگرام پر غور کر رہا ہوں ۔

دیکھو حمید آج رات ہمیں بہت زیادہ ہوشیار اور چوکنا ہو کر نگرانی کرنا پڑے گی کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ آج ہی رات ہم مجرم پر ہاتھ ڈال دیں ورنہ بعد میں معلوم نہیں اس کو گرفتار کرنے کے لئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑیں اس لیے تمہیں اپنی ڈیوٹی پوری ذمہ داری اور ہوشیاری سے دینی ہوگی۔

میں تو کہتا ہوں اس سردی میں نگرانی کرنے کے بجائے کہیں بیٹھ کر پاپڑ بیلنا آسان ہے۔

ابھی فریدی کوئی جواب نہ دینے پایا تھا کہ کار کارپوریشن کے دفتر پہنچ گئی۔ فریدی اور حمید کار سے اتر کر سر انتخار کے آفس کی طرف بڑھے چپڑاسی جو شاید انہیں پہچانتا تھا سلام کر کے چک اٹھا دی اندر داخل ہوئے تو سر انتخار انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اس نے خوش اخلاقی سے ان کے ساتھ ہاتھ ملایا لیکن اس کے چہرے پر خوف کے دبے دبے آثار گہری نظریں رکھنے والے کو یقیناً نظر آجاتے۔

سر انتخار ہم اس اشتہار کے سلسلے میں حاضر ہوئے ہیں فریدی نے بیٹھتے ہی سوال داغ دیا۔

سر انتخار ایک طویل سانس لے کر کرسی پر بیٹھ گئے چند لمحہ بعد

اس کے چہرے پر زردی کی دو تین لہریں پیدا ہوئیں، لیکن پھر آہستہ آہستہ طمانیت کے آثار پیدا ہوتے گئے۔

کرنل فریدی میرے خیال میں یہ کسی منچلے کی شرارت ہے۔ سر انتخار نے فریدی کو جواب دیا۔

اتنے میں چپڑاسی چائے لے کر آ پہنچا اس نے چائے بنا کر سب کے آگے رکھ دی۔

آپ کے دل میں اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ۔ فریدی نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

بظاہر تو کوئی وجہ نہیں ویسے میرا اندازہ ہے کیوں کہ کسی کو کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ لوگوں کو قتل کرتا پھرے۔

کیا آپ کی کوٹھی میں تہہ خانے ہیں۔

فریدی نے اچانک پوچھا۔

ہاں لیکن آپ کو کیسے اندازہ ہوا۔

سر انتخار نے چونکتے ہوئے کہا۔

تہہ خانے کا لفظ سن کر حمید بھی چونکا لیکن پھر چائے کا گھونٹ منہ میں ڈال کر ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا کیوں کہ اس کے خیال میں یہ سوال جواب دنیا کا سب سے بور کام ہے یہ سوال جواب تو فون پر بھی کیے جا سکتے تھے خواہ مخواہ دوڑے آئے۔

کچھ نہیں ویسے خیال آگیا تھا اچھا اب اجازت دیجئے بہر حال

آج ہی چند سپاہیوں کو آپ کی کوٹھی پر تعینات کر دوں گا۔ اور رات کو بارہ بجے یہ خود بھی پہنچ جائیں گے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ امید ہے یہ کسی کی شرارت ہی ہوگی۔

لیکن آپ لوگ کیوں تکلیف کریں گے میں خود ہی نپٹ لوں گا۔ سر افتخار نے کھڑے ہوکر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ یہ سب کچھ رسمی طور پر کہہ رہے ہیں دراصل وہ چاہتے ہیں کہ کرنل فریدی اور حمید وہاں موجود رہیں۔

نہیں تکلیف کیسی یہ ہماری ڈیوٹی ہے۔

اچھا خدا حافظ۔

فریدی نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

خدا حافظ۔

سر افتخار نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر بعد فریدی کی لنکن مین روڈ پر تیزی سے دوڑ رہی تھی۔

یہ سوال جواب تو آپ فون پر بھی کر سکتے تھے۔ حمید نے دل کی بات کہہ ڈالی۔

تمہاری عقل پر تو شہد کی مکھیوں نے چھتہ لگا رکھا ہے اگر مجرم نے سر افتخار کا فون ٹیپ کر رکھا ہوا تو پھر۔

میری عقل پر شہد کی مکھیاں تو نہیں البتہ حوا کی بیٹیوں کا چھتہ ضرور ہے حمید نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

اسی لئے تو آپ روز بروز نکمے ہوتے جا رہے ہیں۔

تو اب آپ ڈاکٹر بھی بن گئے۔ حمید نے فریدی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیا مطلب۔ فریدی نے چونک کر پوچھا۔ یہ ڈاکٹری کہاں سے ٹپک پڑی۔

آپ نے ابھی کہا نہیں کہ تم روز بروز کمزور ہوتے جا رہے ہو اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوا کہ تم میرے اصلی جدی پشتی دواخانے رجسٹرڈ کی مایہ ناز معجون استخدوس استعمال کرو۔ امید ہے دو دن بعد ہی چہرے پر نکھار آنکھوں میں روشنی ہونٹوں پر لالی عقل پہ پتھر اور جیب خالی ہو جائے گی۔

اب تمہاری بکواس شروع ہو گئی میں نے نہیں کمزور کب کہا تھا۔

میں نے تو کہا تھا کہ نکمے ہوتے جا رہے ہو۔

اوہو۔ معاف کیجئے میں بھول گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے آپ کے دواخانے کی گولی ہرن رفتار استعمال کر لی چاہیئے جس سے مجھ میں شیر کی طاقت چیتے کی پھرتی برق سی تیزی۔

"حمید مجھے یہ بے وقت کی راگنی اچھی نہیں لگتی" فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

ابھی راگنی نہ ہوئی ٹائم پیس ہوگئی کہ وقت پر الارم بجائے۔

تم خاموش نہیں رہ سکتے۔ فریدی کی آنکھوں میں سرخی آنے لگی شاید وہ کسی اہم موضوع یا نکتے پر غور کر رہا تھا۔

لیجئے بندہ نواز میں خاموش میرا خدا خاموش میری سات پشتیں خاموش اور سات پشتیں آئندہ آنے والی چپ خاموش بلکہ بالکل خاموش بس اب تو آپ خوش ہیں۔

اور فریدی کو اس کی یہ خاموشی سن کر ہنسی آ گئی۔

تمہیں تو کیپٹن ہونے کی بجائے کہیں بھانڈ ہونا چاہئیے تھا۔ خاموش ہوتے ہوتے بھی بیس فقرے بول دیئے۔

لیکن حمید نے جواب نہ دیا بلکہ چہرے پر کچھ برہمی کے آثار لئے کار چلاتا رہا۔

فریدی نے غور سے حمید کی طرف دیکھا اور بولا۔

برخوردار برا مان گئے۔

لیجئے اب خاموش ہوا ہوں تو لاڈ ہونے لگ گئے۔

اتنے میں کار دفتر پہنچ گئی۔ فریدی اور حمید اترے اور اپنے آفس میں چلے گئے۔ فریدی تو جاتے ہی اپنی بلیک فورس کو فون کرنے میں مصروف ہوگیا اور حمید صاحب نے ایک موٹی سی فائل اٹھائی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہوگیا حالانکہ فائل کے اندر عورتوں کے دلکش فوٹو تھے جن کے جسم کے حسین اور دلکش زاویوں پر حمید صاحب غور فرما رہے تھے۔

فریدی نے ٹیلی فون سے فرصت پا کر حمید کی طرف دیکھا اور پھر ریسور رکھتے ہوئے کہا حمید میں ایک جگہ کام جا رہا ہوں تم رات کو دس بجے سر افتخار کی کوٹھی پر پہنچ جانا میں وہیں ہوں گا۔

یہ کہتے ہوئے خود باہر چلا گیا۔

فریدی کے جاتے ہی حمید نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر فائل رکھ دی اور خود اب سے رات کے دس بجے تک کے پروگرام پر غور کرنے لگا پہلے تو اس نے سوچا کہ قاسم کے پاس چلا جائے لیکن پھر موڈ نہیں بنا۔ اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ یہ ٹرنٹولا آخر چاہتا کیا ہے بظاہر تو اسے کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آ رہی تھی کہ جس سے سر افتخار کو قتل کر کے مجرم فائدہ اٹھا سکتا پھر آخر ٹرنٹولا سر افتخار کو قتل کیوں کرنا چاہتا ہے بہر حال کافی دیر وہ اس موضوع پر اپنا دماغ خرچ کرتا رہا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا آخر اس نے سر جھٹک کر خیالات کا رخ موڑنے کی کوشش کی اور کافی حد تک کامیاب ہوگیا پھر بور ہو کر وہ دفتر سے اٹھا اور ٹیکسی پکڑ کر ہوٹل شہرزاد چلا گیا۔

رات کے دس بجے جب سٹیلائٹ ٹاؤن میں سر افتخار کی کوٹھی پر پہنچا تو چاروں طرف سناٹا تھا۔ اس علاقے میں چونکہ بڑے بڑے افسروں کی کوٹھیاں تھیں اس لئے کوٹھیاں کافی وسیع و عریض تھیں اور ان کے درمیان کافی فاصلہ تھا سردیوں میں رات کے دس بجے عموماً سکوت چھا جاتا ہے خاص طور سے ان علاقوں پر تو رات کے وقت گھمبیر سناٹا چھایا رہتا ہے۔

وہ محتاط تھا کہ ہو سکتا ہے کہ ٹرنٹولا نے اپنے کچھ افراد کو کوٹھی کے اردگرد نگرانی کے لئے لگا رکھا ہو تا کہ حفاظتی انتظامات کو چیک کیا

جائے لیکن وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا حمید نے کوٹھی کے چاروں طرف چکر لگایا۔ آخر وہ کوٹھی کی پشت پر آکر کھڑا ہو گیا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے ابھی وہ سوچ رہا تھا کہ اسے نزدیک ہی کسی درخت سے الو کی بھیانک آواز سنائی دی اس نے فوراً جواباً الو کی آواز نکالی کیوں کہ وہ سمجھ گیا تھا یہ فریدی کی طرف سے خفیہ اشارہ ہے ورنہ یہاں آبادی میں الو کہاں سے آگیا۔ چند لمحوں بعد ایک درخت کی آڑ سے فریدی نکل کر اس کے سامنے آگیا۔

حمید میرے ساتھ آؤ۔

فریدی یہ کہتا ہوا آگے نکل گیا۔

حمید فریدی کے پیچھے پیچھے خاموشی سے چل پڑا تھا کوٹھی کے بائیں طرف آکر فریدی نے ایک جست لگائی اور دیوار پر چڑھ کر اندر کود گیا حمید نے بھی نقل کی اور پھر دونوں کوٹھی کے اندر پہنچ گئے۔ سامنے والا دروازہ کھلا ہوا تھا حمید اور فریدی اس میں سے گزرتے ہوئے ایک راہداری میں پہنچ گئے اس راہداری میں پانچ کمرے تھے کونے والے کمرے کے روشندان سے روشنی چھن چھن کر باہر نکل رہی تھی فریدی اس کمرے کے دروازے پر جاکر رک گیا اس نے دروازے پر تین بار مخصوص دستک دی تو دروازہ کھل گیا کھولنے والے سر افتخار تھے جن کا چہرہ اس وقت زرد ہو رہا تھا۔

فریدی نے انہیں تسلی دی۔

سر افتخار آپ گھبرائیں نہیں میں نے مکمل انتظام کر دیا ہے اگر ڈرنٹا

اتنی کوئی مجرم ہے تو آج رات وہ یقیناً پکڑا جائے گا۔

خدا کرے ایسا ہی ہو۔

سر افتخار نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

حمید تم اس کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہرہ دو گے۔

فریدی نے حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور میں اندر سر افتخار کے پاس رہوں گا۔

حمید کو فریدی پر بہت غصہ آیا لیکن سر افتخار کی وجہ سے خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا مجھے فریدی صاحب نے کوئی گھر سے فالتو سمجھ رکھا ہے کہ جہاں عذاب کی جگہ ہو مجھے آگے کر دیا اب خود تو گرم کمرے میں بیٹھ کر سر افتخار سے باتیں کریں اور ہم باہر ٹھنڈی ہواؤں میں کھڑے اپنی قسمت کو کوستے رہیں۔

جاؤ حمید کیا سوچ رہے ہو۔

فریدی نے حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور ہاں دیکھو پوری ذمہ داری اور ہوشیاری سے نگرانی کرنا۔ راہداری کا خیال رکھنا لیکن دروازے کے اندر کسی حالت میں داخل نہ ہونا فریدی نے لمبا چوڑا لیکچر پلا دیا۔

اور حمید بے بسی سے منہ لٹکائے دروازے سے باہر نکل آیا۔

فریدی نے دروازہ اندر سے بند کر کے چٹخنی چڑھا دی اور پھر روشنی بھی بجھ گئی۔ اب حمید بالکل اندھیرے میں تھا راہداری میں ٹھنڈی

ہوا کافی زور شور سے لگ رہی تھی اور حمید کونے میں اپنے ہاتھ اوور کوٹ کی جیبوں میں ڈالے خاموشی سے کھڑا تھا اس وقت دوا ٹاؤن ہال کی گھڑی نے گیارہ بجائے ابھی ٹرنٹولا کے دیئے ہوئے ٹائم کے مطابق ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا حمید سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی یہ کوئی مذاق ہوا تو یہ چوٹ بھی ساری عمر یاد رہے گی لیکن فریدی جس طرح سنجیدہ تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ معاملہ ضرور کچھ گڑبڑ ہے اور فریدی کے اندیشے تقریباً صحیح نکلتے ہیں اب سردی کافی لگ رہی تھی چنانچہ اس نے آہستہ آہستہ دیوار کے ساتھ ساتھ راہداری میں چلنا شروع کر دیا۔ چلتا چلتا وہ راہداری کے دروازے سے باہر نکل آیا کوٹھی کا لان خاموش تھا ہر طرف سناٹے کی حکمرانی تھی تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ راہداری کے اندر آ گیا اسی طرح ٹہلتے ٹہلتے کافی وقت گذر گیا جب گھڑی نے باقاعدہ بارہ کے بعد ساڑھے بارہ کا گجر بجایا تو حمید چونک پڑا اس وقت وہ راہداری کے دروازے باہر کھڑا تھا ٹرنٹولا نے یہی وقت بتایا تھا اس کے اعصاب تن گئے اور راہداری کے اندر گھس کر ایک دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا پستول کے دستے پر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی ایک نظر اس نے کونے کے کمرے کی طرف دیکھا وہاں مکمل تاریکی تھی نہ جانے فریدی اندر کیا کر رہا تھا اچانک اس کے حساس کانوں میں ایک ہلکے دھماکے کی آواز آئی ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی چار دیواری کو پھاند کر

گیا ہو لیکن پھر خاموشی چھا گئی اس نے قدموں کی چاپ سننے کی بے حد کوشش کی لیکن کچھ بھی نہ تھا اس نے دھماکے کو اپنا وہم سمجھ کر ٹالنے کی کوشش کی چنانچہ وہ دوبارہ کونے والے کمرے کی طرف جانے لگا۔ اچانک اس کے سر پر ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا وہ کراہ کر پلٹا لیکن فوراً ہی دوسری ضرب پڑی اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ہسپتال میں پڑے پایا اور اب فریدی اسے بتا رہا تھا کہ ٹرنٹولا نے سر افتخار کو گولی مار دی ہے

آخر کیسے آپ بھی تو سر افتخار کے پاس کمرے میں موجود تھے۔ حمید نے تعجب سے پوچھا۔

نہیں ہم کمرے میں موجود نہیں تھے میں سر افتخار کو ایک تہہ خانے میں لے گیا تھا تمہیں یاد ہوگا کہ سر افتخار سے ان کے دفتر میں میں نے تہہ خانے کے متعلق پوچھا تھا چنانچہ ایسے ہی ایک تہہ خانے میں جس کا راستہ اس کمرے میں سے جو سر افتخار کی خوابگاہ تھی جاتا تھا چھوڑ آیا اور خود واپس اسی کمرے میں ایک صوفے کے پیچھے بیٹھ گیا ساڑھے بارہ کے چند منٹ بعد مجھے دروازہ آہستہ آہستہ کھلتا نظر آیا میں منتظر تھا کہ مجرم اندر آئے لیکن وہ باہر کھڑا رہا میں سمجھ گیا کہ مجرم نے تمہیں بے ہوش کر دیا ہے اسی لئے وہ اطمینان سے دروازے پر کھڑا ہے بہرحال دروازے سے ایک ہاتھ اندر آیا اس میں ٹارچ تھی اس نے ٹارچ جلا کر سارے کمرے کو دیکھا میں نے بستر پر تکیئے رکھ

کر اسے ایسا بنا دیا تھا جیسے کوئی آدمی بستر پر لیٹا ہوا ہو۔ خیر ٹارچ کا دائرہ اس بستر پر محدود ہو گیا پھر ٹارچ بجھ گئی اور دوسرا ہاتھ اٹھا آیا اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا اس کی نال پر سائیلنسر لگا ہوا تھا کھٹک کی آواز آئی اور گولی بستر میں گھس گئی میرے پستول سے شعلہ نکلا اور ریوالور ہوا میں اڑ گیا میں اٹھ کر دروازے کی طرف گیا تاکہ اس کو پکڑ سکوں لیکن اس نے پھرتی سے دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی چڑھا دی اور پھر راہداری میں بھاگتے ہوئے قدم گونجنے لگے میں بے بس تھا لیکن میں نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر بلیک فورس کو کال کیا جو کوٹھی کے گرد پہرہ دے رہی تھی انہیں الرٹ کر کے میں جب تہہ خانے میں پہنچا تو سر انتخار مر چکے تھے اور ان کے جسم پر ایک کارڈ پڑا ہوا تھا جس پر ایک خوفناک مکڑی بنی ہوئی تھی اس مکڑی کو ٹرنٹولا کہتے ہیں۔

لیکن وہ اس تہہ خانے میں پہنچا کیسے۔ حمید نے سوال کیا۔

دراصل اس تہہ خانے کا ایک اور بھی راستہ تھا جو خوابگاہ کے ساتھ والے کمرے سے آتا تھا جس کی بابت شاید گھبراہٹ میں سر انتخار نے مجھے نہیں بتایا دراصل مجرم نے ایک خوبصورت نفسیاتی چال چلی ہے کہ اس کے ایک آدمی نے تو خواب گاہ میں آ کر مجھے الجھائے رکھا اور دوسرے نے ساتھ والے کمرے سے داخل ہو کر تہہ خانے میں سر انتخار کو قتل کر دیا۔

لیکن ٹرنٹولا کو ہمارے پروگرام کا پتہ کیسے چلا۔

مجرم سے پوچھ کر بتاؤں گا۔

فریدی نے کہا۔

اور حمید اپنے اس بے تکے سوال پر جھینپ کر رہ گیا۔

سر انتخار کے قتل کو اخبارات نے خوب اچھالا تھا جس سے ملک میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی لوگوں کی زبانوں پر ٹرنٹولا چھایا ہوا تھا لوگ اس مجرم کے مقاصد پر مختلف تبصرے کر رہے تھے ادھر عوام کے ساتھ ساتھ حکومت میں بھی بے چینی پھیلی ہوئی تھی سر انتخار کا اس پراسرار طریقے سے قتل ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی فریدی پر حکام بار بار زور دے رہے تھے کہ وہ ٹرنٹولا کو روشنی میں لے آئے فریدی انہیں تسلیاں دے دے کر جھنجھلا چکا تھا بہرحال ابھی یہ ہلچل جاری تھی کہ ٹرنٹولا کی طرف سے ایک اور دھمکی موصول ہو گئی جس سے بے چینی عروج پر پہنچ گئی۔ یہ دھمکی وزیر خارجہ جناب فرقان احمد کے قتل کے سلسلے میں تھی اس سے حکام میں بے چینی کے ساتھ ساتھ افراتفری بھی پھیلنے لگی پورے ملک کی پولیس سیکرٹ سروس اور فوج کو الرٹ کر دیا گیا پہلے پہل دھمکی ان بڑے بڑے پوسٹروں سے ظاہر ہوئی تھی جو راتوں رات شہر کے تقریباً ہر چوک پر چسپاں کر دیئے گئے تھے دوسرے دن ملک کے تقریباً تمام اخبارات میں ٹرنٹولا کے خطوط شائع ہو گئے پوسٹروں اور خطوط کے مضامین یکساں تھے۔

بلوچ عوام پلیس اور حکام کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک کے وزیر خارجہ جناب فرمان احمد نے ملک کی خارجہ پالیسی کو ان خطوط پر تعمیر کیا ہے جو سراسر عوام کے مفادات کے خلاف ہے وہ بڑے بڑے سرمایہ داروں جاگیرداروں اور شورش پسند سیاست دانوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکے ہیں ان کی پالیسی سے جہاں اندرونی طور پر عوام کے مفادات کو نقصان پہنچا ہے۔ وہاں بین الاقوامی امور میں بھی ہماری ساکھ گر چکی ہے کوئی ملک بھی سچے دل سے ہمارے ساتھ نہیں رہا ہمارا ملک سرمایہ داروں کی جھولی میں پکے ہوئے آم کی طرح گر چکا ہے جس سے کسی وقت بھی ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

جہاں تک میرے علم میں ہے اس کی تمام ذمہ داری وزیر خارجہ پر عائد ہوتی ہے اس لئے عوام کے نگہبان ہونے کی حیثیت سے میرا یہ فرض ہے کہ میں ایسے وزیر خارجہ سے عوام کو نجات دلاؤں اس لئے آج سے ٹھیک پانچ دن بعد رات کے ساڑھے بارہ بجے وزیر خارجہ کو قتل کر دیا جائے گا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور ملک کی حالت سدھر سکے۔

عوام کے مفادات کا نگران
ٹرنٹولا

ان پوسٹروں اور اخباری بیان نے ملک میں تہلکہ مچا دیا سر افتخار ی موت ابھی لوگوں کو بھولی نہیں تھی ہر طرف یہ چیخ و پکار تھی سڑکوں پر ہوٹلوں پر۔ کلبوں میں اور دفتروں میں ٹرنٹولا ہی موضوع گفتگو بنا ہوا تھا ملک میں ایسا گروہ بھی پیدا ہو گیا تھا جس کی ہمدردیاں ٹرنٹولا کے ساتھ تھیں ان میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو کسی نہ کسی طریقے سے حکومت کے زخم خوردہ تھے حکومت ان پے درپے واقعات سے گھبرا گئی چنانچہ صدر مملکت نے ایک ہنگامی میٹنگ میں کیس کرنل فریدی کے سپرد کر دیا اور زور دیا کہ مجرم کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔

مصنفہ بلقیس ہاشمی کا شاہکار ناول
آشوریہ
جمال پبلشرز — بوہڑ گیٹ ملتان

قاسم نے اپنی لمبی سی نئی گاڑی ہوٹل کہکشاں کے کمپاؤنڈ میں روک دی اور پھر ہلکی ہلکی سیٹی بجاتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ آج وہ موڈ میں تھا کیونکہ حمید نے اس سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ کہکشاں ہوٹل میں ایک تگڑی سی لڑکی کے ساتھ تعارف کرائے گا سیٹی بجانے کے لئے اس کا چہرہ عجیب عجیب زاویے بنا رہا تھا مین گیٹ پر کھڑے ہوئے دربان کے لئے اس کی بنتی بگڑتی شکل دیکھ کر ہنسی روکنی مشکل ہو گئی تھی قاسم اس پر توجہ دیئے بغیر ہوٹل میں داخل ہو گیا اس عظیم الشان ہوٹل میں اس کی میز مستقل طور

ریزرو رہتی تھی اسی لئے اس ہوٹل کے مستقل گاہک اور تمام عملہ اس سے اچھی طرح واقف تھا وہ آہستہ آہستہ لڑھکتا ہوا اپنی میز کی طرف بڑھ رہا تھا اور پھر اپنی کرسی پر وہ یوں دھم سے بیٹھا جیسے میلوں چل کے آیا ہو کرسی مضبوط تھی اس لئے بچ گئی ورنہ جس انداز اور جس وزن کے ساتھ قاسم اس پر بیٹھا تھا یقیناً ٹوٹ جاتی۔ قاسم کے میز پر بیٹھتے ہی ایک ویٹر اس کے پاس آکر سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا کچھ کہنے کی اس میں ہمت ہی نہیں تھی کیونکہ وہ قاسم کی طبیعت سے بخوبی واقف تھا کہ بات بات پر اس کی ذہنی رو بہک جاتی ہے۔

قاسم نے ایک نظر ویٹر کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔

ابے کیا مسکینوں والی شکل بنائے کھڑا ہے جا کام کر۔

"حضور کوئی آرڈر"

ویٹر نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا قاسم سے اسے ہمیشہ موٹی ٹپ مل جاتی تھی اس لئے اس کی تلخ باتوں کو بھی نظر انداز کر دیا کرتا تھا۔

کان پکڑ لے۔

جی۔

ویٹر نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

ابے میں کوئی فارسی عربی میں گفتگو کر رہا ہوں جو تیری چھوٹی سی

عقل میں نہیں آ رہی۔

قاسم نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

اور ویٹر نے خاموش رہنے ہی میں عافیت سمجھی۔

ابے کیا ٹکر ٹکر میری صورت دیکھ رہا ہے پہلے تو کہتے تھے کہ آرڈر دو اب آرڈر دیا ہے تو میری صورت تکے جا رہا ہے" قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے ویٹر کو گھورا۔

اور ویٹر نے سوچا کہ اب بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ فی الحال ٹل جاؤں۔ چنانچہ خاموشی سے مڑ کر جانے لگا۔

کہاں بھاگا جا رہا ہے ادھر آ۔ قاسم نے اسے جاتے دیکھ کر آواز دی۔

اور ویٹر بے چارہ واپس مڑ آیا۔

کہاں جا رہا تھا۔

قاسم نے اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔

جناب وہ۔

ویٹر نے کچھ جواب نہ بن پاتے ہوئے رک رک کر کہا۔

اچانک قاسم کے چہرے کا تمام گوشت پھیل کر کانوں کی طرف دوڑنے لگا غار جیسا منہ کھل گیا چھوٹی چھوٹی آنکھیں بند ہو کر گوشت میں دھنس گئیں اور سر زور زور سے ہلنے لگا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ہی ہی سے ملتی جلتی آواز نکلنے لگی ویٹر سمجھ گیا کہ قاسم ہنسنے کی کوشش کر رہا ہے اس کو ہنستا دیکھ کر اس کے لئے ہنسی روکنا مشکل ہو گئی وہ منہ پھیر کر ہنسنے لگا۔

اچھا اچھا جا سالے پہلے بتا دیتا کہ تیرا معدہ کمزور ہے قاسم نے ہنسی روکتے ہوئے کہا قاسم شاید سمجھا کہ ویٹر کو پیشاب آ گیا تھا۔

اور ویٹر جان چھوٹتے دیکھ کر تیر کی طرح کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

قاسم نے اب اطمینان سے ہال میں بیٹھی ہوئی لڑکیوں کی طرف نظر ڈالنی شروع کر دی وہ ہر لڑکی کو دیکھ کر برے برے منہ بناتا۔

سالی ڈالڈے کی پیداوار نزاکت بیگم پتہ نہیں سانس کیسے لیتی ہے وہ دیکھنے کے ساتھ ساتھ ان پر اپنے مخصوص انداز میں کومنٹری بھی کرتا جاتا تھا۔ آواز چونکہ کافی بلند تھی اس لئے پاس کی میزوں پر بیٹھے ہوئے اشخاص بری طرح ہنس رہے تھے۔

منہ سے سانس لیتی ہو گی اور کیا کان سے لے گی۔ اچانک حمید کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی جو پاس والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا اور قاسم زور سے اچھل پڑا۔

ارے حمید تم تو سٹاری یعنی کہ ہا تھمسٹ بھی ہو گئے ہو۔ قاسم نے حمید کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

سٹاری اور ہا تھمسٹ میں سمجھا نہیں۔ حمید نے حیرت سے ان دونوں لفظوں کو دہراتے ہوئے کہا۔

ہی ہی تم تو اپنے آپ کو بڑے علامہ زہر سمجھتے ہو اب بولو قاسم نے

خوشی سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ابے الّو علامہ زہر نہیں علامہ دہر کہتے ہیں۔ حمید نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

ابے جاؤ میری مرضی میں زہر کہوں یا دہر تم کوئی خدائی فوجداری دار ہو قاسم نے برا منہ بناتے ہوئے کہا

اور حمید بے اختیار ہنس پڑا قاسم نے خدائی فوجدار کا انگریزی ترجمہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

ابے اتنے ہی منشی فاضل کابل ہو تو شروع میں ہی سمجھ جاتے۔ قاسم نے اسی لہجے میں کہا۔

کیا سمجھ جاتا۔

ارے وہی سٹارزی اور ہاتھمسٹ قاسم نے چیلنج کرنے کے انداز میں کہا

اوہ اب سمجھا تم شاید نجومی اور پامسٹ کہنا چاہتے تھے۔

تو کیا میں نے غلط کہا تھا۔

بالکل۔

حمید نے اطمینان سے کہا۔

اتنی انگریزی اور فارسی مجھے بھی آتی ہے نجوم ستاروں کو کہتے ہیں نے سٹارزی کہہ دیا تو بگھر ہی گئے۔

دوسرا لفظ تو ہے ہی غلط میں شرط لگا سکتا ہوں ہاتھ دیکھنے

والے کو پامسٹ کیسے کہہ دیں وہ کوئی پاؤں کی لکیریں تھوڑا دیکھتا ہے ہاتھ دیکھنے والے کو ہاتھمسٹ ہی کہنا چاہیئے قاسم نے اپنے لفظوں کی تشریح کرکے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اب میں تم سے کیا بحث کروں حمید نے اکتاتے ہوئے کہا۔

کرکے دیکھو ٹانگیں نہیں چیر دوں قاسم کو اچانک غصّہ آگیا۔

کیوں بحث کرنے میں ٹانگیں چیرنے کا کیا مطلب۔ حمید دوبارہ حیرت سے بولا۔

اور کیا بحث لڑائی ہی کو کہتے ہیں میں نے دو مولویوں کو بحث کرتے دیکھا تھا سالے بولتے بولتے لڑ پڑے تھے۔

اچھا تم یہ بتاؤ کوئی فل فلوٹی نظر آئی۔

حمید نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

خاک ہاں تم نے وعدہ کیا تھا کہاں ہے وہ۔ قاسم کو اچانک حمید کا وعدہ یاد آگیا۔

میری جیب میں۔

حمید نے جھنجلاتے ہوئے کہا۔

کیوں مذاق کرتے ہو یار ہم تو کہتے تھے تگڑی ہے تمہاری جیب میں تو چوہے کا بچہ نہیں آسکتا۔ قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

آجائے گی آجائے گی تم چائے تو منگواؤ۔ حمید نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

میں نہیں مانتا وہ لڑکی سالی کبھی تگڑی ہو نہیں سکتی جو تمہاری جیب میں آ جائے قاسم نے یقین نہ کرنے والے انداز میں کہا۔

ابے میرا مطلب تھا کہ وہ لڑکی ابھی ہوٹل میں آ جائے گی۔

تو سیدھی طرح کہو خواہ مخواہ کو نخرے بگھار رہے ہو۔ قاسم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔۔

وہ ویٹر کو ڈھونڈ رہا تھا تو تھوڑی دور پرے اسے ایک ستون کے ساتھ کھڑا نظر آ گیا۔

ارے او ویٹر صاحب ادھر آؤ دور کھڑے کیا تماشہ دیکھ رہے ہو۔ قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور ویٹر اس کی دھاڑ سن کر تیر کی طرح اس کی طرف لپکا۔

اس سے پہلے کہ قاسم بولتا حمید نے اسے چائے لانے کے لئے کہہ دیا اور ویٹر تیزی سے مڑ گیا قاسم نے جو ویٹر کو آرڈر دینے کے لئے منہ کھولا تھا تو وہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

منہ بند کرو ورنہ مکھی گھس جائے گی حمید نے اس کا غار جیسا دھانہ کھلا دیکھ کر کہا۔

اور قاسم نے اتنی سختی سے منہ بھینچ لیا جیسے ایک لمحے کے لئے بھی اس کا منہ کھلا رہ گیا تو واقعی مکھی گھس جائے گی۔

چند لمحے بعد ویٹر نے میز پر چائے اور بہت سے دیگر لوازمات چن دیئے حمید نے چائے بنائی اور پھر دونوں چائے پینے میں مشغول

ہو گئے

عمید بھائی یہ چائے سالی گرم گرم کیوں پی جاتی ہے۔ چائے پیتے پیتے اچانک قاسم نے حمید سے سوال کر دیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ چائے کے گرم ہونے کی وجہ سے پیالی بھی گرم ہو جاتی ہے اور چائے پیتے وقت جب ہونٹ پیالی کے کنارے سے لگتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی کنواری فل فلوٹی کا گرم گرم بوسہ لیا جا رہا ہو۔

حمید نے تشریح کرتے ہوئے کہا۔

ہی ہی مجا آ گیا مجھے تو پہلے پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ بات ہے قاسم نے منہ کھول کر ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر جب اس نے چائے کا گھونٹ لیا تو واقعی اس کے چہرے پر ایسے ہی تاثرات تھے جیسے کسی کا بوسہ لے رہا ہو لیکن دوسرے لمحے وہ زور سے اچھل پڑا کیوں کہ اس کا بالائی ہونٹ پورا چائے میں ڈوب جانے کی وجہ سے جل گیا تھا اس کے اچھلنے سے پیالی میں پڑی ہوئی ساری چائے اس کے کپڑوں پر آ گری اور اس کے گرتے ہی وہ اس زور سے اچھلا کہ میز ہی الٹ گئی حمید کے کپڑوں پر بھی چائے آ گری۔

اندھے ہو حمید نے جھنجھلا کر کہا۔

تم خود اندھے ہو بلکہ حافظ جی۔ قاسم نے رومال جیب سے نکال

کر کپڑے پونچھتے ہوئے کہا۔

ویٹر نے اس دوران ان کی میز سیدھی کر دی اور چند ٹوٹے ہوئے برتن سمیٹ کر لیے جانے لگا۔

حمید خاموش رہ گیا کیوں کہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ یہ ہاتھی اگر بگڑ گیا تو پھر اس کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔

وہ دونوں دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ قاسم اب تک برے برے منہ بنا رہا تھا۔

اچانک قاسم کی نظر نزدیک کی میز پر پڑ گئی اور پھر وہ سب کچھ بھول بھال کر اسے یوں یک ٹک دیکھنے لگا جیسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ نظر آ گیا ہو۔

حمید نے بھی اس کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے اس لڑکی کی طرف دیکھا لڑکی واقعی بے انتہا خوبصورت تھی اور پھر قاسم کے معیار کے بھی قدرے قریب ہی تھی کیوں کہ اس کا جسم بھی خاصا بھرا بھرا اور گداز تھا جس نے اس کے حسن میں چار چاند لگا دیئے تھے ادھر قاسم کی حالت ایسی تھی۔ جیسے

ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم

ادھر لڑکی نے بھی قاسم کو یوں بری طرح گھورتے ہوئے دیکھ لیا اس کے چہرے پر ناخوشگوار تاثرات تھے اور پھر وہ منہ پھیر کر اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک بھینسے کی طرح طاقت ور اور لحیم شحیم جوان سے باتیں

کرنے لگی

کیا کھانے کا ارادہ ہے۔

حمید نے طنزیہ پوچھا۔

اور قاسم جیسے ہوش میں آ گیا۔

کھانا تو میں گھر سے کھا کر آیا تھا۔ اس نے حمید کو جواب دیا۔

میرا مطلب تھا کیا اس لڑکی کو نظروں ہی نظروں میں کھانے کا ارادہ ہے۔ حمید نے اپنے فقرے کی تشریح کرتے ہوئے کہا۔

تمہارا ابھی دماغ خراب ہے نجروں سے بھی بھلا کوئی کھا سکتا ہے قاسم نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ حمید کوئی جواب دیتا لڑکی کا ساتھی ان کے میز کے قریب پہنچ چکا تھا۔

دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

کیپٹن حمید اپنے ساتھی کو سمجھا لو ورنہ توند پھاڑ دوں گا۔ اس نے غراتے ہوئے کہا۔

کیا سمجھا لوں۔

حمید نے تیوری چڑھاتے ہوئے کہا۔

یہ میری ساتھی کی طرف کیوں دیکھ رہا ہے۔

دیکھنا کوئی جرم تو نہیں حمید نے سرد آواز میں کہا۔

لیکن اس طرح گھور گھور کر دیکھنا بھی تو اچھا نہیں ہے۔

اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
قاسم جو ابھی تک نجانے کیوں خاموش تھا وہ یک دم بول پڑا۔
اپنے جاہیے کام کر میں گھور کر دیکھوں یا آنکھیں پھاڑ کر تم کون ہو
ہو دخل دینے والے۔
قاسم نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔
اور دوسرے لمحے اس نوجوان کا تھپڑ قاسم کے چہرے پر پڑا تھپڑ کی
زوردار آواز سے سارا ہوٹل گونج گیا۔
قاسم تو پیچھے سے اکھڑ گیا۔
اس نے ٹیک کر اس آدمی کی گردن پکڑی اور پھر اس کا سر زوردار
آواز میں میز سے ٹکرا دیا۔
حمید بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
اس آدمی کی ناک سے خون بہنے لگا۔
"اب لوبو سالے مچھر کی اولاد" قاسم بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
وہ نوجوان پھرتی سے اٹھنے لگا تھا کہ قاسم کا دوسرا ہاتھ اس کی کمر
پر پڑا اور وہ میز کے اوپر گر گیا اور قلابازی کھاتا ہوا دوسری طرف جا
سارے ہال میں شور مچ گیا لڑکی بھی چیختی ہوئی قاسم کے پاس آ گئی
قاسم دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھے یوں کھڑا تھا جیسے شکاری شیر مار
اس کی لاش پر کھڑا ہو کر فوٹو کھنچواتے ہیں لڑکی نے قاسم کی کمر پہ مکے مار نے
شروع کر دیئے لیکن ان مکوں سے قاسم کا کیا بگڑتا تھا۔

دوسرے لمحے حمید کی جان ہوا ہو گئی کیوں کہ اس نوجوان نے فرش
سے اٹھتے ہی ریوالور نکال لیا تھا قاسم ہاتھ پیر کی لڑائی میں تو شیر تھا لیکن
ان ہتھیاروں سے ان کی جان جاتی تھی۔
حمید کی نظر بھی اس نوجوان کے ریوالور پر پڑ گئی اس نے اس نوجوان پر
چھلانگ لگا دی لیکن اس سے پہلے اس کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور پھر
قاسم کی چیخ سے سارا ہال گونج گیا گولی اس کے بازو کا گوشت
پھاڑتی ہوئی گزر گئی دوسری گولی چلانے سے پہلے حمید اسے رگیدتا ہوا
دور تک لے گیا تھا گولی کی آواز اور قاسم کی چیخ نے سارے ہال میں
اور زیادہ افراتفری مچا دی اور پھر اچانک ہال میں گہرا اندھیرا چھا گیا اس کے
بعد تو کرسیاں ٹوٹنے اور شور میں ناقابل بیان اضافہ ہو گیا مردوں اور
عورتوں کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں کوئی دس منٹ بعد دوبارہ روشنی آ
گئی اور اب پہچانا بھی نہیں جا رہا تھا کہ یہ وہی سجا سجایا ہال ہے ایسے معلوم
ہوتا تھا جیسے کباڑی کی دکان ہو ہر طرف ٹوٹا ہوا فرنیچر اور برتن بکھرے پڑے
تھے کئی عورتیں فرش پر بے ہوش پڑی تھیں بہت سارے لوگ دیواروں کے
ساتھ چپکے ہوئے کھڑے تھے۔ قاسم بھی وہیں فرش پر پڑا اس کی آنکھیں حیرت
اور خوف سے پھٹی ہوئی تھیں اور دسے ابھی تک متواتر خون جاری تھا
اندھیرا ہوتے ہی حمید کے ہاتھوں سے وہ نوجوان مچھلی کی طرح پھسل گیا تھا
اب اس نوجوان کے ساتھ ساتھ وہ لڑکی بھی غائب تھی مینجر اور بیرے
سارے ہال میں بوکھلائے بوکھلائے پھر رہے تھے چند لمحوں بعد پولیس ہوٹل

میں آ دھمکی۔ حسبِ معمول ہوٹل کے دروازے بند کر دیئے گئے حمید نے
چند بیروں کی مدد سے قاسم کو فرش سے اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور پھر
جیب سے رومال نکال کر اس کے بازو پر کس کر باندھ دیا تاکہ خون
بہنا بند ہو جائے۔

مینجر سے تھوڑی سی گفتگو کے بعد پولیس انسپکٹر سیدھا حمید اور
قاسم کی طرف آیا۔

حمید نے تفصیل سے اسے سارے حالات بتلا دیئے۔

انسپکٹر چونکہ اسے پہچانتا تھا اس لئے اس نے خاموشی سے ا
کا بیان قلمبند کر لیا۔

بجلی بند ہو جانے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ سب کچھ کسی سوچ
سمجھی سکیم کے تحت کیا گیا ہے۔

نہیں حمید صاحب بجلی توان اوقات میں آس پاس کے تمام علا
میں بجھ گئی تھی۔

انسپکٹر نے حمید کو بتلایا۔

اوہ۔

تو اس کا مطلب ہے کہ بجلی اتفاقیہ چلی گئی تھی اور اس سے فا
اٹھا کر قاسم کو گولی مارنے والا نوجوان اور اس کی ساتھی لڑکی
ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

حمید نے کہا۔

ہاں یہی سوچا جا سکتا ہے۔ انسپکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر ہال کے دروازے کھول دیئے گئے تمام لوگ اٹھ کر چلے گئے
قاسم اور حمید بھی اٹھ کر باہر کی طرف چلے قاسم نے جیب سے اپنا خون
دیکھ لیا اس پر خاموشی کا دورہ پڑا ہوا تھا اس لئے وہ دونوں خاموشی
سے باہر آ گئے۔

احمق اعظم عمران اور اس کی ٹیم کا
ایک ہنگامہ خیز کارنامہ!
ماکازونگا
خوبصورت سرورق۔ اعلیٰ طباعت

ماکازونگا کے بعد آپ کے محبوب مصنف
مظہر کلیم ایم اے کا ایک اور شاہکار ناول
شوگی پاما
خوبصورت سرورق۔ عمدہ کتابت

احمق اعظم عمران اور کیپٹن شکیل کا ایک
یادگار کارنامہ!
سالویٹ آگر
خوبصورت سرورق۔ اعلیٰ کتابت

ماکازونگا، شوگی پاما، اور سالویٹ آگر
کے بعد آپ کے محبوب مصنف مظہر کلیم ایم اے
کا ایک اور شاہکار ناول!
ٹرنٹولا
خوبصورت سرورق۔ اعلیٰ کتابت

جمال پبلشرز ——— بوہڑ گیٹ ملتان

یہ ایک وسیع و عریض کوٹھی تھی اور اس کے طویل اور بڑے ہال میں تقریباً دس افراد چہروں پر نقاب لگائے ایک میز کے گرد خاموشی سے بیٹھے تھے میز کے درمیان میں ایک بہت بڑا گلدان رکھا ہوا تھا۔ جس میں گلاب کے تازہ پھولوں کا بڑا سا گلدستہ موجود تھا اتنے آدمی کوٹھی میں موجود ہونے کے باوجود کوٹھی کا کمپاؤنڈ کاروں سے خالی تھا۔ وہ سب خاموشی سے اسی گلدان کی طرف گھور رہے تھے جیسے ابھی گلدان میں جادو کے زور سے ہاتھی نکل آئے گا لیکن دوسرے لمحے گلدان میں سے ہاتھی نکلنے کی بجائے ایک تیز اور بھرائی ہوئی آواز نکلنے لگی اس گلدان میں یقیناً ٹرانسمیٹر چھپا ہوا تھا۔

گلدان سے نکلنے والی ہیلو ہیلو کی آواز سن کر وہ سب چونک پڑے

یس سر باس۔ ان میں سے ایک نقاب پوش نے آہستہ سے کہا۔

کوڈ۔ گلدان سے وہی آواز ابھری۔

ٹرنٹولا۔ نقاب پوش نے دہرایا۔

یس ٹرنٹولا سپیکنگ کتنے ممبر موجود ہیں۔

باس نے پوچھا۔

دس جناب۔

اوکے میں نے آپ لوگوں کو یہاں اس لئے بلوایا ہے کہ ہم اپنے پہلے شکار یعنی سر انتظار کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ گو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اور کرنل کی بلیک فورس اس کی حفاظت کر رہے تھے کرنل فریدی کو میں پہلے ہی متنبہ کر چکا تھا اس کے باوجود وہ آڑے آگیا چنانچہ اب وہ میری بلیک لسٹ میں آ چکا ہے آج رات فرقان احمد وزیر خارجہ کو ختم کرنا ہے اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو یقیناً یہ چیز ہمارے مشن کے لئے نیک فال ثابت ہو گی آج کی رات اس مشن کے لئے ہمیں پروگرام طے کرنا ہے مجھے خبر ملی ہے کہ آج وزیر خارجہ کی کوٹھی پر ملٹری پولیس سول ہیں۔ سی آئی اے، کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا زبردست پہرہ ہو گا اس لئے ہمیں کوئی واضح سکیم ترتیب دے لینی چاہیے تاکہ کامیابی کی راہیں زیادہ سے زیادہ روشن ہو سکیں آپ میں سے کسی

ممبر کے پاس کوئی تجویز ہو تو وہ پیش کرے۔ ٹرنٹولا کی آواز آئی ہ
ہو گئی۔

چند لمحے تک ہال میں خاموشی رہی پھر کونے میں بیٹھے ہوئے ای
نقاب پوش نے کھڑے ہو کر کہا۔

باس میرے ذہن میں ایک تجویز ہے وہ یہ کہ کیوں نہ ہم ا
یہ اعلان کر دیں کہ وزیر خارجہ کے قتل کا پروگرام تا اطلاع ثانی
ملتوی کر دیا گیا ہے اس سے یقیناً پہرے میں وہ سختی باقی نہیں
رہے گی اور ہم پروگرام کے مطابق آسانی سے وزیر خارجہ کو قتل کر
سکتے ہیں۔

تمہاری باتوں سے بزدلی کی بو آرہی ہے اور تمہیں علم ہے
کہ مجھے بزدلی کسی حالت میں بھی پسند نہیں۔ ٹرنٹولا کی گرجدا
آواز سے ہال گونج گیا۔

لیکن باس یہ بزدلی نہیں ایک چال ہے۔ اسی نقاب پوش نے
کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

نہیں ہم اپنے اعلان سے نہیں ہٹ سکتے تم نے پہلی با
ایسی غلطی کی ہے اس لئے بس معاف کرتا ہوں دوسری بار تم نے اگ
ایسی بات کی تو انجام سے تم بخوبی واقف ہو۔

تھینک یو باس میں آئندہ ایسی تجویز پیش نہیں کروں گا۔ نقاب
پوش نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر چپکے سے کرسی پر بیٹھ گ

ن کا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا۔

باقی نقاب پوش بھی سر جھکائے بیٹھے تھے کسی کے دماغ میں
کوئی خاص تجویز نہیں آرہی تھی۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد ایک
نقاب پوش اٹھ کھڑا ہوا باقی سب نقاب پوش چونک کر اس کی طرف
دیکھنے لگے۔

باس کیوں نہ ہم زیرو نور مشین استعمال کریں اس نقاب پوش
نے آہستہ سے کہا۔

نہیں فی الحال میں یہ مشین استعمال نہیں کرنا چاہتا اس کا موقع
ابھی نہیں آیا۔ میں اس مشین کو راز میں رکھنا چاہتا ہوں۔ باس کی
واز میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔

او کے باس۔

نقاب پوش بیٹھ گیا۔

اور ہال میں ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

ایک لمحے بعد ایک اور نقاب پوش جو بائیں طرف انتہائی کونے
میں بیٹھا ہوا تھا کھڑا ہو گیا۔

باس میں اس مشن کے لئے کام کرنے کو تیار ہوں میں اکیلا ہی
وہاں جاؤں گا۔ اس نقاب پوش نے خود اعتمادی سے بھرپور
لہجے میں کہا۔

شاباش ممبر تین ہماری نظروں میں تمہارا درجہ اور بلند ہو گیا ہے

مجھے امید ہے تم اس مشن سے کامیاب واپس آؤ گے لیکن اگر تم ناکام ہوگئے تو......!

ہرگز نہیں باس میں ہر حالت میں کامیاب لوٹوں گا" ہمز تین نے دوبارہ کہا۔

اوکے ہم تمہاری کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں ہمزتین یہیں رہو باقی سب جا سکتے ہیں۔ ٹرنٹولا کی گرجدار آواز گونجی۔

اور پھر باقی سب نقاب پوش ایک ایک کر کے ہال سے باہر نکل گئے صرف ہمزتین ہی وہاں بیٹھا تھا۔

جب ہال میں صرف ہمزتین اکیلا رہ گیا تو باس کی آواز دوبارہ گونجی۔

ہمزتین بائیں طرف والی الماری میں ایک سرخ رنگ کی فائل ہے اس میں وزیر خارجہ کی کوٹھی کا تفصیلی نقشہ اور دیگر ہدایات موجود ہیں۔ تم ان کا اچھی طرح مطالعہ کرو۔

اور ہمزتین نے الماری سے سرخ رنگ کی فائل نکال لی اور پھر وہ فائل کے مطالعے میں کھو گیا تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ بغور کوٹھی کے نقشے اور دیگر ہدایات کو بغور دیکھتا رہا اور پھر اس نے اطمینان کا طویل سانس لے کر فائل بند کی اور اسے اٹھا کر دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔

تم اچھی طرح سمجھ گئے اس نے جیسے ہی فائل الماری میں رکھی

سے باس کی آواز گونجی۔

یس باس میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا اور یقیناً مشن میں کامیاب ہوں گا۔

اس نے قدرے جھکتے ہوئے کہا کیوں کہ اسے پتہ تھا کہ گلدان میں موجود پھولوں میں ٹیلی ویژن کیمرہ فٹ ہے اس لئے ٹرنٹولا تمام ہال کو بخوبی دیکھ رہا ہوگا۔

اوکے وش یو گڈ لک اوور اینڈ آل، ٹرنٹولا کی آواز گونجی اور پھر سناٹا چھا گیا۔

حمید
ملک کی نامور ادیبہ
عذرا بانو
عرشی بی اے
کی انمٹ تحریر
شبنم
قیمت تیس روپے
جمال پبلشرز — لوہاری گیٹ ملتان ۲

آج وہی تاریخ تھی جس کا اعلان ٹرنٹولا نے وزیر خارجہ کے قتل کے بارے میں کیا تھا آج سارا دن ملک میں ایک عجیب ہلچل بے چینی اور اضطراب پھیلا رہا لوگ زندگی کے تمام موضوعات کو بھول کر اسی موضوع پر بحث کر رہے تھے آج ہر گھر میں اسی کا چرچا تھا کہ کیا ٹرنٹولا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا اور کیا ٹرنٹولا اس قتل کے لئے حق بجانب بھی ہے یا نہیں لوگ مختلف اندازے لگا رہے تھے ایک عجیب سے خوف آمیز اضطراب نے لوگوں کے ذہنوں پر قبضہ کیا ہوا تھا عوام سے زیادہ بے چینی اور اضطراب حکومت کے

افسروں میں پھیلا ہوا تھا۔ ہر افسر کا چہرہ ایک سوالیہ نشان بنا ہوا تھا۔ ذہنوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی کیا ٹرنٹولا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا ٹرنٹولا کون ہے؟ کیا چاہتا ہے مٹنگ۔ پہ مٹینگ بلائی جا رہی تھی ایک سپاہی سے لے کر صدر تک پریشان تھا وزیر خارجہ زمان احمد ظاہری طور پر مطمئن نظر آ رہے تھے لیکن ان کے دل میں بھی خوف و اضطراب نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔

ادھر فریدی آج سارا دن دفتر میں اپنی بلیک فورس کو خون کرنے میں مصروف تھا اس کے علاوہ اسے مختلف اجلاسوں میں بھی شریک ہونا پڑا صدر نے وزیر خارجہ کی کوٹھی پر حفاظت کے تمام انتظامات کرنل فریدی کو سونپ دیئے تھے ٹرنٹولا کے مقابلہ میں انہیں کرنل فریدی ہی امید کی شعاع نظر آ رہا تھا۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ فریدی نے بڑے بڑے مجرموں کی گردنیں مروڑ دی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ ٹرنٹولا کی پہلی کامیابی سے ہراساں ہو گئے تھے انہیں خوف تھا کہ کہیں ٹرنٹولا کامیاب نہ ہو جائے چند افسروں نے وزیر خارجہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ خفیہ طور پر ملک سے باہر چلے جائیں لیکن وزیر خارجہ نے اس کی مخالفت کی تھی کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ ملک سے فرار ہو گئے تو ٹرنٹولا کا رعب اور اثر عوام پر بہت گہرا پڑے گا۔ انہیں کرنل فریدی کے انتظامات پر بھروسہ تھا وہ جانتے تھے کہ ٹرنٹولا بھی آخر کوئی انسان ہی ہو گا خدا تو نہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ کامیاب ہو

جائے اور اگر ایک بار وہ ناکام ہوگیا تو پھر ٹرنٹولا کا تمام اثر جو اس
نے چیئرمین سرانتحار کو قتل کرکے لوگوں پر ڈالا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
زائل ہو جائے گا اس طرح یہ فتنہ یہیں دب جائے گا کرنل فریدی نے
کوٹھی کی حفاظت کے تمام ممکنہ انتظامات کرلئے تھے وزیر خارجہ کی کوٹھی کے
آس پاس کی تمام کوٹھیاں خالی کرالی گئی تھیں وہاں بھی ملٹری کا پہرہ بٹھا
دیاگیا تھا کرنل فریدی نے ایک اور چال چلی تھی اس نے وزیر خارجہ ا
اپنے قد اور جسامت کی قدرے مشابہت سے فائدہ اٹھایا اور خود رازدا
طور پر وزیر خارجہ کا میک اپ کر لیا۔ اور وزیر خارجہ پہ اپنا اس بات پہ
اتنی رازداری برتی گئی تھی کہ حمید تک کو علم نہ ہوا کرنل فریدی خود تو وزیر خارجہ
کی خوابگاہ میں بطور وزیر خارجہ موجود تھا اور وزیر خارجہ کرنل فریدی کا
روپ میں خوابگاہ کے ملحقہ تیسرے کمرے میں موجود ایک بڑی الماری
کے پیچھے چھپ گیا۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا کوٹھی میں سکون ہو
گیا تمام پہرہ دار اپنی اپنی پوزیشنوں میں چھپے بیٹھے تھے۔

رات کے ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے لان کے ایک کونے میں گٹر
کا ڈھکن آہستہ سے اوپر اٹھا آہستہ آہستہ بغیر کوئی آواز پیدا
ایک طرف ہٹ گیا یہ محض ایک اتفاق تھا کہ گٹر کے آس پاس
پہرہ دار اس وقت نہیں تھا۔

چند لمحے کی خاموشی کے بعد اس سوراخ سے ایک سر باہر نکلا
اس کا چہرہ تمامتر ایک بند نقاب میں چھپا ہوا تھا صرف آنکھیں

ہوئی تھیں چند لمحے ادھر ادھر کا جائزہ لینے کے بعد ایک سایہ سا تیزی
سے باہر نکلا اور اس نے زمین پر لیٹتے ہوئے انتہائی پھرتی دکھائی دی چند
لمحے تک وہ دم سادھے وہاں پڑا رہا پھر برآمدے کی طرف سانپ کی طرح
رینگنے لگا چاروں طرف بھیانک سکوت چھایا ہوا تھا تھوڑی دیر بعد وہ
برآمدے کے قریب پہنچ گیا اس کی خوش قسمتی سمجھئے یا اس کا کمال کہ
ابھی تک کسی کی بھی نظر اس پر نہیں پڑی تھی لیکن اس سایہ کے لئے
سب سے مشکل مرحلہ اب درپیش تھا لان میں تو وہ گھاس کی قدرے
اونچائی کی وجہ سے بچ گیا تھا لیکن برآمدے میں رینگنے پر کسی نہ کسی
کی نظر اس پر ضرور پڑ جاتی اور پھر وہ دھر لیا جاتا وہ خاموشی سے وہیں
پڑا تھا کہ اچانک اسے برآمدے کے بائیں طرف کے دوسرے ستون کے
پیچھے ایک ہلکی سی آہٹ محسوس ہوئی جیسے کوئی اپنی جگہ سے ہلا ہو۔
وہ سمجھ گیا کہ یقیناً کوئی شخص اس ستون کے پیچھے چھپا ہوا ہے
اب وہ اور بھی زیادہ محتاط ہوگیا ویسے اسے اچھی طرح معلوم تھا
کہ کوٹھی کے چپے چپے پر پہرے دار چھپے ہوئے ہوں گے لیکن وہ
فطری طور پر انتہائی دلیر اور نڈر واقع ہوا تھا اس لئے وہ دانستہ موت
کے منہ میں گھس آیا تھا اس کی دلیری اور بے خوفی واقعی قابل داد تھی
لیکن اس کے ذہن میں ایک پلان تھا اور اسے یقین تھا کہ کوئی غیر
معمولی واقعہ پیش نہ آیا تو وہ یقیناً وزیر خارجہ کو قتل کرکے صحیح سلامت
نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا پھر کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ

برآمدے کی طرف رینگنا شروع کر دیا اب وہ برآمدے کے بال
قریب پہنچ گیا پھر اسے معلوم ہوا کہ ستون کے پیچھے کوئی شخص ن
تھا بلکہ کسی شخص کے سائے پر اسے شبہ ہوا تھا اور پھر وہ پھرتی
برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے ہو گیا اس نے اپنی طرف سے ا
احتیاط برتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ پہرے داروں کی
نظروں پر چڑھ گیا جیسے ہی وہ ستون کے پیچھے چھپا فضا میں ا
تیز سیٹی لہرائی اور دوسرے لمحے تمام کوٹھی برقی بلب اور سرچ لائٹو
کی تیز روشنی میں نہا گئی روشنی ہوتے ہی وہ سایہ جو تمام سیاہ رنگ
کے چست کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اپنی جگہ سے اچھلا کیوں کہ اسے ع
ہو گیا تھا کہ وہ گھیر لیا گیا ہے لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی طرف
بڑھتا وہ حیرت انگیز پھرتی سے سامنے والے دروازے سے ٹکرایا او
دوسرے لمحے وہ کمرے کے اندر موجود تھا۔ کیوں کہ دروازہ اندر سے
بند نہیں تھا اس نے پھرتی سے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی ا
ایک طویل سانس لے کر مڑا لیکن دوسرے لمحے ایک گولی اس کے
بائیں بازو میں پیوست ہو گئی۔ اور وہ حیرت سے سن کھڑا کا کھڑا
رہ گیا کیوں کہ خلاف توقع اس کے سامنے کرنل فریدی کھڑا تھا جب
کے ہاتھ میں ریوالور تھا گولی شاید اسی نے چلائی تھی اسے براہ راس
کرنل فریدی سے اس طرح کے ٹکراؤ کی امید نہیں تھی اس لئے وہ حیر
رہ گیا لیکن وہ دوسرے لمحے چونک پڑا کیوں کہ ساری کوٹھی میں بھاگ

دوڑ اور تیز سیٹیوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

ریوالور گرا دو۔

اچانک کرنل فریدی چیخا۔

لیکن فریدی کی آواز سن کر اس کے ذہن میں ایک اور دھچکا لگا
کیوں کہ وہ آواز کسی صورت میں کرنل فریدی کی نہیں تھی اب کمرے
کے دروازے پر زور دار ٹکریں لگائی جا رہی تھیں اچانک اس کے ذہن
میں روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا اور پوری صورتحال اس کے
سامنے واضح ہو گئی وہ سمجھ گیا کہ فریدی نے چال چلی ہے یہ وزیر
خارجہ فطرن احمد ہے جو فریدی کا روپ دھارے ہوئے ہے اور
کرنل فریدی شاید وزیر خارجہ کا روپ دھارے ہوئے ہے وہ
پہچان چکا تھا کیونکہ ٹرنٹولا نے یہاں آنے سے
پہلے وزیر خارجہ کی تقریروں کے مختلف ریکارڈ اسے مہیا کئے تھے قسمت
نے اسے ایک انوکھا چانس دیا تھا یہ سب کچھ اس نے ایک
سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ہی سوچ لیا اور پھر دوسرے لمحے اس کے
ریوالور سے فائر ہوا اور کرنل فریدی ایک طویل چیخ مار کر فرش پر
آ گرا گولی ٹھیک اس کے دل پر لگی تھی اسی لمحے کارپوریشن کے ٹاؤن
ہال نے آدھی رات کا اعلان کر دیا اسی لمحے دروازہ ایک زوردار
آواز سے ٹوٹ گیا سب سے پہلے اندر داخل ہونے والا حمید تھا لیکن
وہ سیاہ پوش حیرت انگیز پھرتی سے جیسے اڑتا ہوا کمرے کے درمیان

میں بنی ہوئی کھڑکی سے ٹکرایا ایک جھناکے کی آواز آئی اور وہ کھڑکی کے شیشوں کو توڑتا ہوا کھڑکی سے گزرتا چلا گیا اب وہ ایک اور کمرے میں تھا اور پھر وہ اس کمرے کے باتھ روم میں گھس گیا باتھ روم کی کھڑ کھول کر وہ باہر نکلا کھڑکی کے پاس ہی ایک پائپ چھت کی طرف جار تھا وہ تیزی سے اس پائپ کے ذریعے اوپر چڑھنے لگا لیکن دوسرے لمحے مشین گن کی مخصوص آواز فضا میں گونجی اور پھر مشین گن کا پورا برس اس کے جسم پر لگا اس نے ایک ہلکا سا جھٹکا کھایا اور پھر ایک دھما سے وہ نیچے آن گرا چند لمحے تڑپنے کے بعد اس سیاہ پوش نے دم توڑ دیا۔

عمران سیریز

کرالنگ ڈیتھ

جمال پبلشرز — بوہڑ گیٹ ملتان

جس وقت روشنی ہوئی حمید برآمدے کے کونے میں چھپا ہوا تھا اس نے روشنی ہوتے ہی ایک سائے کو اچھل کر سامنے والے کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تھا چنانچہ وہ پھرتی سے اس کمرے کی طرف لپکا لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا دروازہ اندر سے بند ہو چکا تھا اور پھر ایک گولی چلنے کی آواز اسے سنائی دی اس نے زور زور سے دروازے پر ٹکریں مارنا شروع کر دیں پھر دوسرے سپاہی بھی اس کی مدد کو آن پہنچے ایک بار پھر گولی چلنے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ایک طویل چیخ بھی اسی لمحے دروازہ

ٹوٹ گیا۔ حمید پھرتی سے اندر داخل ہوا اس نے ایک سیاہ سائے کو اچھل کر سامنے والی کھڑکی سے گزرتا دیکھا اس سے پہلے کہ وہ اس پر گولی چلاتا اس کی نظر سامنے فرش پر تڑپتے ہوئے کرنل فریدی پر پڑ گئی کرنل فریدی کے سینے سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر بے پناہ کرب کے آثار تھے جیسے وہ مر رہا ہو حمید مبہوت کھڑا کا کھڑا رہ گیا اس کا ذہن سن تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا کرنل فریدی یہاں کیسے آن پہنچا اور پھر کرنل فریدی کی موت کیا کرنل فریدی مر رہا ہے...

کرنل فریدی کی موت کا تصور آتے ہی وہ جیسے ہوش میں آ گیا۔ نہیں نہیں کرنل فریدی نہیں مر سکتا اور پھر وہ لپک کر کرنل فریدی کی طرف بڑھا اسے اردگرد کا کوئی ہوش نہ رہا فرش پر پڑا ہوا کرنل فریدی اب ساکت ہو چکا تھا گولی جان لیوا ثابت ہوئی تھی۔

کرنل۔ حمید زور سے چیخا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اس نے کرنل کی موت کو محسوس کر لیا تھا۔

اوہ مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اس کے کانوں میں مانوس آواز گونجی اور وہ ایک جھٹکے سے پیچھے کی طرف مڑ گیا وہاں وزیر خارجہ فرقان احمد کھڑا تھا لیکن آواز... حمید نے سوچا یقیناً کرنل فریدی ہی کی تھی تو کیا۔ کیا؟

آپ۔ حمید نے رکتے ہوئے کہا۔

گدھے میں فریدی ہوں، کرنل فریدی جو وزیر خارجہ کے میک اپ میں تھا۔ اسے ایک طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"تو یہ" حمید بدستور حیرت زدہ تھا۔

"یہ وزیر خارجہ تھے" کرنل فریدی نے وزیر خارجہ پر جھکتے ہوئے کہا۔ اور حمید کے منہ سے اطمینان کی ایک طویل سانس نکل گئی وہ سب کچھ سمجھ گیا تھا۔

اب اس نے اپنے گردوپیش پر نظر ڈالی مجرم باہر اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔

کرنل فریدی ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا چند سپاہی مجرم کی لاش اٹھا کر اسی کمرے میں لے آئے۔

فریدی نے آگے بڑھ کر اس کے منہ سے نقاب اتار لیا وہ کوئی غیر ملکی ثابت ہوا۔

ایمونیا کی بوتل لے آؤ۔ فریدی نے حمید کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

اور حمید سر جھکا کر باہر نکل آیا ماحول کی سنجیدگی کا اس پر کافی گہرا اثر معلوم ہو رہا تھا تھوڑی دیر بعد وہ ایمونیا کی بوتل گیراج میں کھڑی ہوئی فریدی کی کار سے نکال کر واپس کمرے میں آیا فریدی نے اپنا اور وزیر خارجہ کا میک اپ ختم کر دیا اب وہ دونوں اصل شکل میں تھے کمرے میں موجود دوسرے آفیسر بھی فریدی کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے

کیوں کہ یہ سکیم ان کے علم میں بھی نہیں تھی۔

دوسرے لمحے کوٹھی میں بہت سی کاریں آکر رکیں صدر مملکت وزیر خارجہ کے قتل کی خبر سن کر بذات خود وہاں آگئے تھے ان کا چہرہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

یہ سب کچھ کیسے ہوگیا کرنل؟ انہوں نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کرنل فریدی نے تمام تفصیل انہیں سنا دی انہوں نے ایک نظر مجرم پر ڈالی۔

یہ بہت برا ہوا بہرحال آپ نے وزیر خارجہ کو بچانے کے لئے جو چال چلی تھی لیکن تمہاری چال مجرموں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوئی۔

دراصل غلطی مرحوم وزیر خارجہ سے ہوئی میں نے انہیں سختی سے منع کیا تھا کہ آپ کسی حالت میں بھی اس الماری کے پیچھے سے نہ نکلیں لیکن شاید وہ مجرم کو وہاں موجود پاکر گھبرا گئے تھے اور باہر آگئے ویسے پہلا فائر مجرم پر انہوں نے ہی کیا تھا لیکن گھبراہٹ میں کارگر نہ پڑا۔ اور مجرم کی گولی ان کے دل میں گھس گئی فریدی نے صدر کو ساری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

کیا یہی "رنگولا" ہے۔

صدر نے مجرم کی لاش پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

نہیں میرے خیال میں یہ اس کا کوئی کارندہ ہے کیوں کہ

بڑے مجرم بذات خود کبھی سامنے نہیں آتے فریدی نے کہا۔

دوسری صبح وزیر خارجہ کے قتل کی خبر سارے ملک میں پھیل گئی عوام سہم کر رہ گئے دوسرے دن کے اخبارات نے وزیر خارجہ کے قتل پر طویل تبصرے کئے اور پولیس کو خوب لتاڑا کرنل فریدی پر بھی دبے دبے الفاظ میں چوٹیں کی گئیں تھیں۔

ملک کی نامور ادیبہ عذرا بانو منشی بی اے
شبنم
قیمت تین روپے
جمال پبلشرز — لوہر گیٹ ملتان

قاسم آج موج میں تھا کل ہی اسے ایک بہت بڑا کنٹریکٹ ملا تھا جس سے اس کے اندازے کے مطابق تقریباً چارلاکھ روپے کا منافع تھا. قاسم لاکھ بے وقوف سہی لیکن اپنے کاروبار میں وہ بہت ہوشیار تھا. مثل مشہور ہے دیوانہ بکار خویش ہشیار۔

یہی حالت قاسم کی تھی کل ہی اس نے چیف انجینئر کو پچاس ہزار روپے کی رشوت دے کر ٹنڈر اپنے نام کھلوایا تھا اسی لئے آج وہ خوش تھا وہ سوچ رہا تھا کہ آج حمید کے ساتھ کوئی تگڑی سی خوشی منانی چاہئے جب بھی وہ موج میں ہوتا اس کا

دھیان حمید کی طرف ہی جاتا حمید اس کا ایسا دوست تھا جس سے وہ خار بھی کھاتا لیکن اس کے بغیر خوشی کا اس کے ذہن میں تصور ہی نہ آتا اسے حمید کی صلاحیتوں کا پوری طرح علم تھا ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ حمید کو ٹیلی فون کرے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی.

قاسم نے ریسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

ہیلو کون ہے قاسم کا لہجہ لٹھ مار قسم کا تھا.

ابے کیا چھپکلی بیگم سے مار کھائے بیٹھا تھا دوسری طرف سے حمید کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی.

کیا کہا ٹانگیں نہ چیر دوں ذرا مار کے تو دیکھے. قاسم کی آواز اور زیادہ بلند ہو گئی.

پھر کیا ہو گیا ہے تمہیں" اس بار حمید کے لہجے میں نرمی کے آثار نمایاں تھے.

قاسم بھی اس کے نرم لہجے سے متاثر ہو گیا اور اب اسے خیال آیا کہ آواز تو حمید کی ہے ورنہ پہلے وہ فقرہ سن کر ہی اکھڑ گیا تھا اس نے سوچنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی کہ کون بول رہا ہے۔

ابے حمید صاحب تم ہو اللہ قسم تم تو جنتی ہو جنتی قاسم نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا.

کیوں میں جنتی کیسے ہو گیا حمید کی آواز میں حیرت تھی۔

میں تمہیں فون کرنے والا ہی تھا کہ تم نے پہلے فون کر دیا صاف جاہر ہے کہ تم کوئی پیر فقیر ہو اور پیر فقیر جنتی ہوتے ہیں قاسم نے تشریح کرتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے جنتی ہی ہوں تمہاری طرح جہنمی تو نہیں" حمید نے اسے چڑاتے ہوئے کہا۔

کیا کہا میں جہنمی، ابے ذرا میں نے مسکہ لگایا تو اکڑ ہی گئے۔ سالے تم کیا تمہاری سات پشتیں جہنمی ہیں میں کیوں ہونے لگا جہنمی سالے پولیس والے ہوتے ہی جہنمی ہیں۔ قاسم ہتھے سے ہی اکھڑ گیا بھلا! وہ اپنے آپ کو جہنمی کہلانا کیسے گوارا کر لیتا۔

تم بھی تو پولیس والوں کے دوست ہو اس لئے تم بھی میرے ساتھ جہنم میں جاؤ گے حمید نے مزید ٹکڑا لگاتے ہوئے کہا۔

تو پھر آج سے میری تمہاری دوستی موستی ختم تم نے مجھے پہلے کیوں ملا نہ تبلا دیا خواہ مخواہ اب توبہ موبہ کرنی پڑے گی۔ قاسم کے لہجے میں پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔

ارے قاسم ہاں مجھے یاد آیا چلتے ہو تمہیں تگڑی سی فل فلوٹیوں سے ملوا لاؤں۔ حمید نے اچانک اپنا لہجہ بدل دیا۔

فل فلوٹیوں ارے اچھی چلو قاسم خوش ہو کر بولا تگڑی سی فل فلوٹیوں کے تصور سے ہی اس کی باچھیں کھل گئیں اور وہ جنت جہنم سب کچھ بھول بول گیا۔

جاؤ حمید نے کہا۔

چلنا پڑے گا۔ قاسم نے پھر تجسس سے مجبور ہو کر پوچھ لیا۔

ہیں۔ حمید نے دھیرے سے جواب دیا۔

لک ہے میں تیار ہوں قاسم نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

ے میں نے جہنم کہا ہے حمید نے زور دیتے ہوئے کہا۔ اس اشاید جہنم کے لفظ پر قاسم نے جوش میں غور نہ کیا ہو۔

، ہاں میں نے سن لیا ہے میں کوئی بہرہ میرا تو نہیں۔ جہنم ہے ، فلوٹیاں تو ہوں گی قاسم نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا۔

کے کوٹھی آ جاؤ میں انتظار کر رہا ہوں حمید نے کہا اور رسیور

م نے بھی جلدی سے رسیور رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈریسنگ نٹر بڑھ گیا۔

ڑی دیر بعد وہ ایک بہترین قسم کا سوٹ پہنے چہرے پر فاصا ونڈا سا میک اپ کر کے باہر نکلا جیسے ہی وہ پورچ میں آیا اسے مو ہاتھ باندھے کھڑا نظر آیا قاسم کے چہرے پر اسے دیکھ کر ں پڑ گئیں۔

ے حرام مخور چڑی مار کی اولاد کیا منحوس سی شکل لئے کھڑا نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

مائی باپ کچھ عرج کرنا ہے شمو نے قاسم کے فقروں کی پرواہ کئے

بغیر انتہائی لجاجت آمیز لہجے میں کہا۔

" ابے حجور کی اولاد میں تیرا مائی باپ کیسے ہوگیا" قاسم کے
پر قدرے حیرت کے آثار تھے۔

حجور ہمارے مائی باپ تو آپ ہیں۔ شمو کا لہجہ اور زیادہ لجاجت
ہوگیا۔

ابے پھر وہی کالا جھوٹ سالے میں کوئی نل فلوٹ ہوں جو ب
رہا ہے چلو باپ تو بن سکتا ہوں لیکن مائی باپ دونوں اکھٹے
بحث کے موڈ میں آگیا۔

حجور یہ تو محاورہ ہے۔ شمو کی اب سمجھ میں آیا کہ قاسم کا اصل
کیا ہے۔

واہ بیٹے بڑے مولوی تفجل حسین کی دم اب تم بھی مجھے محاور
لگے ہو چلو بھاگ جاؤ یہاں سے ورنہ مار مار کے بھرکس نکال دوں
کے لہجے میں اکتاہٹ تھی۔

لیکن حجور۔ شمو نے قاسم کو کار کی طرف بڑھتے دیکھ کر پھر کہا۔

جا بھاگ بے حجور حجور لگا رکھی ہے ورنہ کار اوپر چڑھا دوں گا
نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرا
شمو نے اب خاموشی میں عافیت سمجھی ورنہ قاسم سے کوئی بع
تھا کہ وہ شمو کے اوپر ہی کار چڑھا دے قاسم نے کار سٹارٹ کی
لمحے بعد اس کی نئی شیورلیٹ شہر کی سڑکوں پر تیزی سے دوڑ رہی

انع نل فلوٹیوں کا تصور کر رہا تھا جن سے حمید نے اسے ملوانا
کبھی کبھی اپنے تصور میں اتنا غرق ہو جاتا کہ حادثہ ہوتے ہوتے
ہرحال وہ بخیر و عافیت حمید کی کوٹھی تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا حمید
ے انتظار میں برآمدے میں ہی کھڑا تھا قاسم نے کار روکی حمید
ر اس میں بیٹھ گیا اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا اٹیچی کیس بھی
س نے کار کی پچھلی سیٹ پر رکھ دیا۔

لو پیراڈائز لوائنٹ حمید نے قاسم کو کہا۔

لیکن تم تو جہنم کا کہہ رہے تھے قاسم نے چونکتے ہوئے کہا۔

وہیں سے راستہ جاتا ہے۔ حمید نے اطمینان سے کہا ویسے حمید
رت تھی کہ قاسم آخر اتنے مطمئن انداز میں جہنم کا نام کیوں لے رہا ہے۔

برخلاف توقع قاسم نے خاموشی سے کار سٹارٹ کی اور پھر اس کی
یزی سے شہر سے دور ہونے لگی پیراڈائز لوائنٹ ساحل سمندر کا
مخصوص کونہ تھا جہاں اتوار کی شام کو تمام شہر کا حسن سمٹ کر اکٹھا
ا تھا اور آج اتوار تھا اس لئے حمید نے وہیں کا پروگرام بنایا تھا۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد قاسم نے اچانک حمید کی طرف خوفزدہ
ظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا سچ مچ جہنم میں جاؤ گے بتانے قاسم کیا سوچتے سوچتے خوفزدہ
یا تھا۔

تو کیا تم مذاق سمجھ رہے ہو حمید نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

اوے مرگیا قاسم کا چہرہ خوف سے بگڑ گیا اور اس نے
پھر کار کو بریک لگا دی۔

ابے الو کار تو چلاؤ سارا ٹریفک روک دیا ہے تم نے۔
حمید نے پریشانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔
بے شمار کاریں ان کے پیچھے رک گئی تھیں اور ہارن پر ہارن
دیے جا رہے تھے اس وقت وہ شہر کی سب سے زیادہ معروف سڑک
میں تو نہیں چلاتا ٹریفک جائے سالی بھاڑ میں پہلے یہ
مذاق کر رہے تھے قاسم نے سٹیئرنگ سے ہاتھ اٹھا لئے۔
ابے موٹے تم کار تو چلاؤ حمید جھنجھلا گیا کیوں کہ دراصل ان
سارا ٹریفک رک چکا تھا۔
لیکن اس سے پہلے کہ قاسم کار چلانے یا نہ چلانے کا ف
ایک قوی ہیکل سا نوجوان قاسم کی کھڑکی کے قریب آ گیا اس کا
اور غصے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا وہ شاید پچھلی کار میں تھا
کار کیوں نہیں چلاتے تمہارے باپ کی سڑک ہے اس نے ا
سے قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور قاسم پہلے سے ہی اکھڑ گیا۔
نہیں چلاتا سالے تمہاری کوئی دھونس ہے ہماری م
یا نہ چلائیں تم کوئی خدائی فوجدار ہو۔
قاسم نے تو اب چابی گھما کر انجن بھی بند کر دیا۔

اور دوسرے لمحے وہ ہوا جس کی امید کم از کم حمید کو نہیں تھی۔ اس نوجوان
نے جیب سے ریوالور نکال کر قاسم پر فائر کر دیا قاسم ریوالور پر نظر پڑتے
ہی لاشعوری طور پر خوفزدہ ہو کر بے اختیار جھک گیا اور گولی سامنے
ونڈ سکرین پر پڑی ونڈ سکرین کی کرچیں اچٹ کر حمید کے چہرے کو زخمی کر گئیں
اس کے چہرے سے خون بہنے لگا حمید کے غصے کی انتہا نہ رہی وہ پھرتی سے
دروازہ کھول کر باہر نکل آیا نوجوان بھی شاید غصے میں پہلا فائر کر بیٹھا تھا اب
ہوش میں آ گیا اور اس نے دوسرا فائر نہیں کیا لیکن اب حمید کے سر
پر چھپکلی سوار ہو گئی تھی اس نے جمپ لگایا اور پھر کار کے بونٹ پر سے
ہوتا ہوا نوجوان کو سڑک پر لیتا گیا فائر کی آواز سے چاروں طرف سراسیمگی
پھیل گئی تھی۔ اور اب ان دونوں کے ارد گرد بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے تھے
چند نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو علیحدہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے
قاسم کار میں بولقوں کی طرح بیٹھا ٹکر ٹکر دونوں کو لڑتے دیکھ رہا تھا جیسے
اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے شاید فائر کے دھماکے
نے اس کے اعصاب کو سن کر دیا تھا۔
حمید اس نوجوان کو سڑک پر رگید رہا تھا اور پھر اس نوجوان کو غصہ آ گیا
وہ بھی ایک مضبوط جسم کا مالک تھا اور شاید لڑائی بھڑائی میں بھی ماہر تھا۔
کیوں کہ دوسرے لمحے اس نے جھٹکا دے کر حمید کو الگ پھینک دیا لیکن حمید
کے سر پر تو بھوت سوار تھا۔ وہ پھر اچھل کر اس پر آ پڑا لیکن وہ نوجوان
کروٹ بدل گیا اور حمید اپنے ہی زور میں لڑھکتا چلا گیا نوجوان نے

نے حمید کو پکڑنا چاہا لیکن حمید نے اس کے پیٹ میں مکا دے مارا اور
وہ کراہ کر وہیں سڑک پر الٹ گیا باقی لوگوں نے اس نوجوان کا حشر دیکھ
کر ان کو چھڑانے کی مزید کوشش نہ کی اور خاموشی سے تماشہ دیکھنے لگے
وہ نوجوان جیسے ہی اٹھا حمید نے اچھل کر اس کی ناک پر ٹکر دے ماری ٹکر
انتہائی شدید تھی اس نوجوان کی ناک سے خون بہنے لگا ادھر حمید کا چہرہ بھی
اپنے ہی خون سے تر تھا اس کی آنکھوں کے آگے بھی خون جمع تھا جس سے
سارا منظر اسے گہرا سرخ نظر آ رہا تھا جس نے اس کی دہشت کچھ اور
بڑھا دی دوسرے لمحے اس نوجوان کی فلائنگ کک حمید کے سینے پر پڑی
اور حمید سڑک پر آ گرا لیکن پھر لپک کر اٹھا اور اس نوجوان کی طرف لپک
اس نے حمید کو مکا مارنا چاہا لیکن اس کا ہاتھ حمید کی گرفت میں آگیا اور
حمید نے جھٹکے سے اس کا بازو مروڑ دیا تڑخ کی آواز نکلی اور اس کے
ساتھ ہی اس نوجوان کے منہ سے ایک کربناک چیخ نکل گئی بازو کی ہڈی
ایک ہی جھٹکے سے ٹوٹ گئی تھی حمید نے دوسرے ہاتھ کا مکا اس کے پیٹ
میں دے مارا اور وہ لڑکھڑا کر سڑک پر گرنے لگا تھا کہ اچانک ایک زوردار
دھماکا ہوا اور اس نوجوان کے سر کے چیتھڑے اڑ گئے یہ کارنامہ یقیناً
رائفل کی گولی کا تھا اس سے پہلے کہ حمید سنبھلتا ایک اور دھماکا ہوا
اور حمید کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور منہ کے بل سڑک پر آ گرا اسے
محسوس ہوا جیسے اس کی پشت میں کوئی گرم گرم سلاخ اترتی چلی گئی ہو۔ اس کی
آنکھوں کے سامنے اندھیرے چھانے لگا اس کا جسم زور زور سے جھٹکے کھا

ے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑتی جا
ں ہے اس نے بے اختیار ادھر ادھر ہاتھ ٹیکے لیکن بے سود اس کا ذہن
ندلا ہوتا جا رہا تھا اور پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی عمیق گہرے
ریں گرتا چلا جا رہا ہو۔ اور پھر اس کے ذہن میں ایک ہلکا سا دھماکا ہوا
ر خاموشی چھا گئی حمید جس کی پشت میں گولی لگی تھی چند لمحے سڑک پر تڑپ تڑپ
ب ساکن ہو چکا تھا اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں میں
یلے ہوئے تھے اور آنکھیں بند تھیں ادھر قاسم نے حمید کو لہو گرتے اور
پتے دیکھ کر ہوش کھو دیئے اور جیسے ہی حمید کا جسم ساکن ہوا وہ بھی
ں کار میں بے ہوش ہو کر سیٹ پر گر گیا۔

پھر حسب معمول ملک کی تمام اخباروں میں ٹرنٹولا کا نیا طویل خط
گیا اخباروں نے اس خط کو پہلے صفحے پر نمایاں طور پر شائع کیا۔
افسروں نے ان خطوط کے لفافوں کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی
سراغ کا پتہ چلایا جا سکے لیکن وہ سب خط دارالحکومت کے
سے پوسٹ کئے گئے تھے اس لئے ان سے کسی سراغ کا ملنا
بے سود تھا۔

خط یہ تھا۔

"ٹرنٹولا ایک عظیم طاقت ہے اور یہ عظیم طاقت اب

کے مفادات کی نگرانی کے لئے میدان میں نکل آئی ہے
حکومت کے انتہائی مکمل انتظامات اور کرنل فریدی کی ذہین
چالوں کے باوجود ٹرنٹولا اپنے جاری کردہ اعلان میں کامیاب
ہوگیا ہے وزیر خارجہ فرقان احمد نے ملک کی خارجہ پالیسی
کی بنیاد ملک کے مفادات کے خلاف رکھی ہے اس کا نتیجہ اسے
بھگتنا پڑا حکومت کو اب پتہ چل گیا ہوگا کہ عوام میں کتنی
قوت ہے اور عوام کا نمائندہ ٹرنٹولا کیا طاقت رکھتا ہے کرنل
فریدی نے عوام کے مقابلے میں ظالم حکومت کا ساتھ دے کر
ٹرنٹولا کی نظروں میں اپنا مقام گرا لیا ہے اس کا نام میری
بلیک لسٹ میں درج ہو چکا ہے لیکن اس کی سابقہ خدمات
کے پیش نظر میں اسے ایک اور موقع دیتا ہوں اور اس کے
ساتھ ہی اسے متنبہ کرتا ہوں کہ اگر اب اس نے ٹرنٹولا کی راہ
میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی تو اسے سر بازار ختم کر دیا
جائے گا اس کا ثبوت اسے کیپٹن حمید کی موت کی شکل میں
دے دیا گیا ہے جسے میرے کاز سے الجھنے کی پاداش
میں سر بازار شوٹ کر دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے محسوس کیا ہے کہ عوام کی اخلاقی
حالت کو تباہ کرنے میں سب سے زیادہ ہاتھ سینما اور فلم
سٹوڈیوز کا ہے اس لئے عوام کی اخلاقی حالت سدھارنے

کے لیئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ حکومت ملک کے تمام سینما اور سٹوڈیوز کو فوری طور پر بند کر دے ورنہ آج سے ٹھیک تین دن بعد دوپہر کو بارہ بجے ملک کے تمام سینما اور سٹوڈیوز کو ڈائنا میٹ سے اڑا دیا جائے گا اور اس تمام نقصان کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

عوام کے مفادات کا نگران

ٹرنٹولا

خط کے چھپتے ہی عوام میں خوف و ہراس اپنے انتہاء پر پہنچ گیا حکومت وزیر خارجہ کے قتل سے پہلے ہی پریشان تھی کہ اب ٹرنٹولا کے نیئے اعلان نے ساری حکومت کو ہلا کر رکھ دیا کرنل فریدی پر سب آس لگائے بیٹھے تھے لیکن حمید کی اس طرح پراسرار موت اور وزیر خارجہ اور چیئرمین کارپوریشن کے سلسلے میں کرنل فریدی کی ناکامی سے اب ان کا اعتقاد کرنل فریدی سے بھی اٹھ گیا تھا۔

ادھر عوام کا زیادہ طبقہ جو مذہب کے متعلق شدید جذبے رکھتے تھے اب ٹرنٹولا کے حق میں ہو گیا تھا۔ انہیں ٹرنٹولا کے نیئے اعلان نے بہت خوشی بخشی تھی وہ واقعی سمجھتے تھے کہ سینما اور فلم سٹوڈیوز نے عوام کی اخلاقی حالت انتہائی پست کر دی ہے اس لیئے وہ انہیں تباہ کرنے کے سلسلے میں ٹرنٹولا کو حق بجانب سمجھنے لگے تھے مذہبی رہنماؤں نے بھی دبے لفظوں میں ٹرنٹولا کے حق میں پروپیگنڈہ شروع کر دیا تھا اسطرح

ٹرنٹولا عوام کا ہیرو بن جانے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ حکومت اس صورتحال سے بھی پریشان تھی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں عوام حکومت کے خلاف بغاوت نہ کر دیں۔ ادھر حمید کی موت کے بعد حمید کی لاش سمیت کرنل فریدی بھی روپوش ہوگیا تھا حکومت نے اسے ڈھونڈنے کی کی کوششیں کی تھیں لیکن بے سود۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کی لاش کا کہیں پتہ نہ چلا۔

تھک ہار کر حکومت نے اس کی تلاش فی الحال ترک کر دی سینما اور سٹوڈیوز کی حفاظت کا انتظام کرنے لگی سینماؤں اور سٹوڈیوز کے مالکوں نے ٹرنٹولا کے خلاف حکومت سے مدد کی درخواست کی تھی وہ بھلا اپنی کروڑوں روپے کی جائداد سے کیسے ہاتھ دھو دیتے۔

ادھر حکومت نے سینماؤں اور سٹوڈیوز کو بند کرنے کے حق میں نہیں تھی۔ کیوں اس شعبے سے حکومت کو روزانہ لاکھوں روپے کی آمدنی ہوتی تھی۔ اس لیئے حکومت نے ان کی حفاظت کے لئے بڑے پیمانے پر بندوبست کر لیا۔ اور ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا سینماؤں اور سٹوڈیوز کی حفاظت کے سلئے فوج کی مدد بھی طلب کر لی گئی۔ ملک میں ٹرنٹولا کے موضوع پر بات چیت کرنے کے لئے پابندی لگا دی گئی۔

واقعی ٹرنٹولا نے تمام ملک کو ایک عجیب پریشانی سے دوچار

کر دیا تھا جس سے نپٹنے کی کوئی صورت حکومت کو نظر نہیں آ رہی تھی۔

فائروں کی آواز سنتے ہی مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا جدھر جس کا منہ آیا بھاگ گیا لیکن مخالف سمت سے ایک سپورٹ کار تیزی سے قاسم کی کار کی طرف بڑھی اس میں سے ایک نوجوان پھرتی سے باہر نکلا اور اس نے حمید کی لاش اٹھا کر کار میں دھکیلی اور پھر دوسرے لمحے اس کی کار ریورس گیر میں کافی دور تک پیچھے بھاگتی چلی گئی اور پھر ایک مناسب جگہ دیکھ کر اس نے ٹرن لیا اور پھر وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی یہ سب کچھ چند لمحے ہی میں ہو گیا۔ سب لوگ حیران پریشان تھے انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب

گیا ہے۔ کیا انہوں نے کوئی خواب دیکھا ہے چند لوگوں کا
ن تھا کہ یہ سب کچھ کسی فلم کی شوٹنگ کے لئے کیا گیا ہے غرضیکہ
منہ آتی باتیں پھر دوسرے لمحے پولیس کی پٹرولنگ کاریں وہاں
گئیں قاسم کو کار سے نکال کر پٹرولنگ کار میں ڈال کر ہسپتال
گیا۔ اس نوجوان کی لاش اٹھا کر ایک اور پٹرول کار کے ذریعے پولیس
ڈکوارٹر بھیج دی گئی قاسم۔ اور اس نوجوان کی کار جو قاسم کے بالکل
ئے تھی دھکیل کر سڑک کے کنارے پر کی گئی۔ اور ٹریفک کھول دیا گیا
بالکل معطل ہو چکا تھا چاروں طرف اس واقعے پر شدید چہ میگوئیاں
ی تھیں۔ پریس رپورٹر اور پریس فوٹو گرافر بھی آن دھمکے۔
سپورٹس کار حمید کو لئے تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی سڑکوں
بھاگی جا رہی تھی کار چلانے والے کے جبڑے بھنچے ہوئے تھے
وہ پوری توجہ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا چند لمحے بعد وہ ایک
م الشان کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ گیا چوکیدار نے کار رکتے دیکھ
جلدی سے پھاٹک کھول دیا اور دوسرے لمحے کار پورچ میں
زد تھی اس نوجوان نے تیزی سے حمید کو اٹھا کر کمر پر لادا حمید کے
ارے کپڑے خون سے بھرے ہوئے تھے وہ اس کو تیزی سے اٹھا
مختلف کمروں سے ہوتا ہوا بڑے سے کمرے میں آ گیا یہ کمرہ اپنے
زو سامان کے لحاظ سے کسی سرجن کا آپریشن تھیٹر معلوم ہو رہا تھا
س نوجوان نے پھرتی سے حمید کو سینے کے بل میز پر لٹا دیا

کمرے میں موجود ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے چہرے پر انتہا
سنجیدگی اور وقار تھا۔ حمید کی طرف بڑھا اس نے حمید کی نبض
اور پھر اسے سیدھا کر کے اس کے سینے پر کان لگا دیئے ا
اس کی آنکھیں کھول کر ٹارچ کی روشنی اس کی آنکھوں پر ڈا
کے لئے آنے والا نوجوان اس کے قریب خاموشی سے کھڑا تھا
چہرے پر امید و بیم کے سائے لہرا رہے تھے ڈاکٹر نے اس ک
دیکھا اور کہا ابھی جان باقی ہے کیس انتہائی سیریس ہے میں
کا فوراً اپریشن کرنا چاہتا ہوں اور اس نوجوان کا چہرہ اطمینا
کھل گیا اور اس کے منہ سے اطمینان کی ایک طویل سانس نکلی
ادھیڑ عمر یقیناً ڈاکٹر تھا۔ اس نے میز کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا
کہیں گھنٹی بجنے کی آواز آئی اور پھر چند لمحے بعد دو نرسیں او
اور نوجوان کمرے میں داخل ہوئے وہ حمید کو اس حالت میں
پر پڑے ہوئے دیکھ کر چونک پڑے ڈاکٹر نے انہیں فوراً اپریش
تیاری کا حکم دے دیا اور وہ سب پھرتی سے اپریشن کی تیا
مصروف ہو گئے۔

حمید کو لے آنے والا نوجوان اس دوران کمرے سے باہ
تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کوٹھی کے گول کمرے میں آیا او
لمحے بعد وہ کسی کو فون پر کال کر رہا تھا۔
ہیلو زیرو ون سپیکنگ۔ اس نے رابطہ قائم ہوتے ہی جلد

ہارڈ سٹون۔

دوسری طرف سے فریدی کی پروقار آواز گونجی۔

زیرو ون نے مختصر طور پر فریدی کو تمام حالات بتلائے۔

اور ڈاکٹر قریشی کی کیا رپورٹ ہے؟ اب فریدی کی آواز میں شدید پریشانی نمایاں تھی۔

انہوں نے کہا ہے کہ کیس انتہائی خطرناک ہے وہ اپریشن کی یاری کر رہے ہیں۔

زیرو ون نے بتلایا۔

اوہ میں وہیں آ رہا ہوں۔

فریدی نے کہا۔

اور یہ سن کر زیرو ون نے رسیور کریڈل پہ رکھ دیا اور دوبارہ پریشن تھیٹر کی طرف چل پڑا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو ڈاکٹر جو حمید کے خون کا تجزیہ کر رہا تھا سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

مسٹر زیرو ون کیپٹن حمید کے خون کا گروپ بی پازیٹو ہے اور انہیں اس گروپ کے خون کی دو بوتلیں چاہئیں اور اتفاق سے ہمارے سٹاک میں بھی گروپ بی پازیٹو آج موجود نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے پریشانی سے کہا۔

ڈاکٹر ہمارے اس ہیڈ کوارٹر میں کسی کا بھی گروپ بی پازیٹو نہیں ہے

زیرو دن کے لہجے سے بھی شدید پریشانی نمایاں تھی کیوں کہ اسے علم کہ آپریشن فوری ہونا انتہائی ضروری ہے ورنہ حمید کے بچنے کی کوا امید نہیں رہے گی اور آپریشن کے لئے اس گروپ کے خون کا فوا انتظام انتہائی ضروری ہے۔

اتنے میں کرنل فریدی آپریشن تھیٹر میں داخل ہوا اس کی آنکھیں جوش سے سرخ تھیں اس کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر سب ہاتھ اٹھا کر سلام کئے لیکن وہ تیزی سے حمید کی طرف بڑھتا چلا گ اس نے اس کی نبض ہاتھ میں اٹھا کر دیکھی پھر ڈاکٹر کی طرف دیکھا اب اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار تھے کیوں کہ اسے حمید کی نازک حالت کا پورا احساس ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر نے اسے خون کے متعلق بتلایا۔

بی پازیٹو۔

کرنل فریدی نے چونک کر دہرایا۔

لیس سر

ڈاکٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

میرا بلڈ گروپ بھی بی پازیٹو ہے میرا خون لے لیں۔

اوہ ویری گڈ۔

ڈاکٹر کے ساتھ سب کے چہرے قدرت کی اس مہربانی پر کھل

کیپٹن حمید اپنی باغ و بہار طبیعت کی وجہ سے تمام بلیک فو

میں انتہائی مقبول تھا۔

پھر دوسرا نوجوان ڈاکٹر قریشی کا اسسٹنٹ ڈاکٹر تھا اس نے فریدی کو ایک بیڈ پر جو لٹا کر اس کا خون لینا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد دو بوتلیں نکالی جا چکی تھیں۔

کرنل فریدی حیرت انگیز آدمی تھا دو بوتلیں خون نکل جانے کے باوجود بھی اس کے چہرے پر نقاہت کے قطعی کوئی آثار نہیں تھے اب ڈاکٹر قریشی نے حمید کا آپریشن کرنا شروع کر دیا کرنل فریدی بھی پاس کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا آپریشن کرکے گولی نکال لی گئی اور پھر زخم سی دیئے گئے حمید کو سٹریچر پر ڈال کر ایک اور کمرے میں ایک بیڈ پر لٹا دیا گیا اور خون کی بوتل اس کے بازو کے ساتھ اٹیچ کر دی گئی۔

مبارک ہو کرنل آپریشن کامیاب رہا۔ حمید موت کے منہ سے بچ کر نکل آیا ہے اس میں قدرت کی مہربانی کا بڑا دخل ہے گولی اگر تین انچ اوپر لگتی تو حمید کی وہیں موقع پر ہی موت واقع ہوجاتی۔

ڈاکٹر نے کرنل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر حمید کی موت کا ذکر مت کرو میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کرنل فریدی نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا۔

اور ڈاکٹر اس فولادی آدمی کو اس طرح جذباتی دیکھ کر حیران رہ گیا۔

کرنل اب حمید کے بیڈ کے پاس بیٹھا اپنا خون اس کے جسم میں جاتا دیکھ رہا تھا اور خدا کی قدرت پر حیران تھا کہ دونوں کے خون کا گروپ بھی ایک ہے ۔

کرنل کا خون قطرہ قطرہ حمیدؔ کے جسم میں جا رہا تھا اور اس کی نبض جس پر کرنل نے ہاتھ رکھا ہوا تھا آہستہ آہستہ ابھر رہی تھی پہلی بوتل ختم ہونے پر دوسری بوتل لگا دی گئی۔ کرنل فریدی کا خون حمید کی رگوں میں زندگی بن کر دوڑ رہا تھا ۔ اور کرنل کا چہرے نبض کو معمول پر آتے دیکھ کر خوشی سے گلنار ہوتا جا رہا تھا ۔

عمران سیریز

ایکسٹو کارز

جمال پبلشرز — بوہڑ گیٹ ملتان

دارالحکومت کے سب سے معروف کاروباری علاقے نیو وے کے کونے میں تھری سٹار ہوٹل کی عظیم الشان اور بلند و بالا عمارت کے کمپاؤنڈ میں اس وقت بے شمار کاریں موجود تھیں یہ دارالحکومت کے بہترین ہوٹلوں میں سے ایک تھا۔ اس ہوٹل کی مالکہ لیڈی بہزاد ایک ادھیڑ عمر کی بیوہ خاتون تھی۔ خان بہزاد اچھا صاحب جائداد آدمی تھا اس کی موت کے بعد لیڈی بہزاد نے تمام مختلف رہائشی مکانات کوٹھیاں اور دکانیں فروخت کر کے آج سے دو سال پہلے اس عظیم الشان ہوٹل کو خرید لیا تھا پھر اس کے حسن انتظام جدت اور چند دیگر وجوہات کی بناء پر امراء طبقے میں

یہ ہوٹل مقبول ہوتا چلا گیا۔ اس مقبولیت میں جہاں اس ہوٹل کی خوبصورت ویٹرس کا ہاتھ تھا وہاں اس میں وقتاً فوقتاً ہونے والے بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈانسروں کے رقص بھی شامل تھے عیاش طبقے کے لئے یہ ہوٹل کسی جنت کی حیثیت رکھتا تھا اس ہوٹل میں ایک سو کے قریب ایسے کمرے بنائے گئے تھے جو گھنٹوں کے حساب سے بھی بک کئے جا سکتے تھے اگر کوئی چاہے تو اسے دادِ عیش دینے کے لئے خوبصورت سوسائٹی گرلز بھی مہیا کی جاتی تھی۔ ہر قسم کی ملکی اور غیر ملکی شراب یہاں مل سکتی تھی اس کے لئے لیڈی بہزاد نے باقاعدہ حکومت سے لائسنس لے رکھے تھے لیڈی بہزاد کے تعلقات کا حلقہ انتہائی وسیع تھا کہ پولیس اس ہوٹل کی طرف نظر ڈالنے کی بھی جرأت نہ کر سکتی تھی۔ یہ ہوٹل دس منزلہ تھا اور مکمل طور پر ایئر کنڈیشن جدید ہوٹلنگ کے تمام لوازمات اس ہوٹل میں مہیا کئے گئے سوئمنگ پول۔ ڈائننگ ہال سٹنگ ہال وغیرہ وغیرہ لیڈی بہزاد نے اپنی رہائش کے لئے دسویں منزل کے دو سوٹ مستقل طور پر ریزرو کئے ہوئے تھے۔

ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں ایک سیاہ رنگ کی مرکری کار داخل ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی کار پارک میں جا کر رک گئی ایک طویل القامت قوی الجثہ لیکن ادھیڑ عمر کا شخص جس کے جسم پر بہترین سوٹ تھا اور ہاتھ میں تمباکو کا پائپ۔ کار میں سے اترا دروازہ لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف چل پڑا اس کے مضبوط جبڑے

کی بناوٹ اس کی شدید طور پر سنگدل ہونے کی بین دلیل تھی آنکھوں سے سفاکی کی لہریں نکل رہی تھیں اور چہرے پر بڑی بڑی مونچھوں نے اس کی شخصیت کو انتہائی پر رعب دار بنا دیا تھا جیسے ہی وہ مین گیٹ کے قریب پہنچا باوردی دربان نے انتہائی ادب سے سلام کر کے دروازہ کھول دیا اس نے آہستہ سے سر جھکایا اور اندر داخل ہو گیا اور پھر باوقار قدم اٹھاتا ہوا لفٹ میں داخل ہو گیا۔ لفٹ بوائے نے اس کے کہنے پر پانچویں منزل کا بٹن دبا دیا چند لمحے بعد وہ پانچویں منزل کے کاریڈار میں پہنچ گیا۔ پھر وہ کمرہ نمبر دو سو چالیس کے سامنے رک گیا اس نے جیب سے چابی نکالی اور پھر لاک کھول کر وہ کمرے میں داخل ہو گیا یہ ایک سنگل بیڈ روم تھا اس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر چابی کی نوک ایک چھوٹے سے سوراخ میں داخل کر دی۔ کٹک کی آواز آئی اور ڈبل لاک لگ گیا اب اس لاک کو باہر سے کسی طرح بھی نہیں کھولا جا سکتا تھا وہ کمرے میں رکے بغیر ملحقہ باتھ روم میں داخل ہو گیا فلش کی ٹینکی کے ہینڈل کو اس نے دوبارہ کھینچا اور پھر ٹینکی کا ڈھکنا اتار کر اس نے اس میں ہاتھ ڈال دیا ہاتھ نکالنے کے بعد اس نے ڈھکن دوبارہ ٹینکی پر فٹ کر دیا اور ہینڈل دوبارہ کھینچا ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا اور پھر وہ جگہ جس میں وہ ٹینکی فٹ تھی آدھا گھوم گئی اب وہاں ایک چھوٹا سا دروازہ تھا اندر ایک اور

کمرہ تھا اس نے سامنے والی دیوار پر لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا ٹینکی والا دروازہ بند ہو گیا اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی ریڈیم ڈائل رسٹ واچ پر ایک نظر ڈالی اور پھر دوسرا بٹن دبا دیا اس کمرے کا فرش نیچے دھنستا چلا گیا یہ ایک چھوٹی سی جدید قسم کی لفٹ تھی تقریباً پانچ فٹ تک وہ نیچے اترتی رہی پھر رک گئی یہ بھی ایک چھوٹا سا کیبن تھا وہ شخص کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اب وہ ایک اوسط رقبے کے کمرے میں تھا وہ کمرہ کسی سائنسدان کی لیبارٹری معلوم ہو رہا تھا۔ چاروں طرف عجیب وغریب ساخت کی مشینیں فٹ تھیں۔ کمرے میں کوئی شخص موجود نہیں تھا وہ شخص ایک بڑی سی مشین کے سامنے رکھی ہوئی فولادی کرسی پر بیٹھ گیا اس نے مشین کے ساتھ ملحقہ ہیڈ فون کو کانوں پر لگایا اور پھر مشین کا بٹن دبا دیا مشین میں زندگی سی دوڑ گئی مختلف ڈائلوں پر سوئیاں تھرکنے لگیں اس نے ایک اور بٹن دبا دیا مشین کے ساتھ لگے ہوئے مائیکروفون سے گانے کی آوازیں آنے لگیں یہ گانے قومی ریڈیو سے نشر کئے جا رہے تھے وہ تقریباً دو منٹ تک ریڈیو کی نشریات سنتا رہا پھر اس نے ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا ریڈیو کی نشریات میں گڑبڑ ہونے لگ گئی اور آہستہ آہستہ گانے کی آواز مدھم ہونی شروع ہو گئی ایک لمحے کے بعد گانے کی آواز مدھم ختم ہو گئی اس نے سامنے پڑا ہوا سپیکر اٹھا کر منہ سے لگا لیا اور پھر غرائی ہوئی آواز میں بولا۔

ہیلو ہیلو میں ٹرنٹولا بول رہا ہوں ٹرنٹولا ایک عظیم قوت ہے ٹرنٹولا جو عوام کا نمائندہ ہے میں نے تین دن پہلے اپنے اخباری پیغام میں حکومت کو خبردار کیا تھا کہ وہ عوام کی اخلاقی حالت سدھارنے کے لئے فوری طور پر ملک کے تمام سینما اور سٹوڈیوز قطعی طور پر بند کرنے کا اعلان کر دے اس کے لئے میں نے حکومت کو تین دن کی مہلت دی تھی لیکن مجھے افسوس ہے کہ حکومت نے ابھی تک اس سلسلے میں کوئی اعلان نہیں کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے عوام سے کوئی دلچسپی نہیں وہ صرف عوام سے بے پناہ ٹیکس وصول کرنے کی قائل ہے۔ لیکن ٹرنٹولا نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ عوام کی حالت سدھار کے ہی دم لے گا چاہے مجھے اس کے لئے حکومت کی پوری مشینری سے ہی کیوں نہ ٹکرانا پڑے ویسے پچھلے دو دنوں واقعات سے حکومت کو ٹرنٹولا کی بے پناہ قوت اور طاقت کا پوری طرح علم ہو چکا تھا میری دی ہوئی مہلت میں سے صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا ہے اگر اس ایک گھنٹہ کے دوران حکومت نے سینما اور سٹوڈیوز بند کرنے کا اعلان نہ کیا تو اب سے ٹھیک ایک گھنٹہ بعد ملک کے تمام سینما اور سٹوڈیوز ڈائنامیٹ سے تباہ کر دیئے جائیں گے چاہے حکومت ان کی حفاظت کا کتنا ہی انتظام کرے ٹرنٹولا نے جو اعلان کیا ہے وہی ہو گا ٹرنٹولا عظیم قوت ہے ٹرنٹولا سے ٹکرانا اپنی موت کو دعوت دینا ہے۔

عوام کے مفادات کا نگران

ٹرنٹولا

یہ کہہ کر اس نے سپیکر رکھ دیا اور سرخ بٹن آف کر دیا ما
فون پر دوبارہ گڑبڑ شروع ہو گئی۔ اب آہستہ آہستہ اسی گانے
آواز واضح ہونی شروع ہو گئی۔ اور چند لمحے بعد وہی گانا دوبارہ ن
ہو رہا تھا پھر اچانک گانا رک گیا اور اناؤنسر کی آواز آنی شروع ہو گئی۔
سامعین معاف فرمائیے چند نامعلوم وجوہات کی بناء پر چند منٹ
تک آپ نشریات نہ سن سکے ہم ان وجوہات کو ٹریس کرنے کی پوری
کوشش کر رہے ہیں اب آپ ایک اور گانا سنیئے۔

اس شخص نے مشین کے دوسرے بٹن بھی آف کر دیئے اور ہیڈ فو
اتار کر دوبارہ مشین کے ساتھ لگے ہوئے ہک کے ساتھ لٹکا دیا ا
کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی اسے اچھی طرح علم تھا کہ حکومت
ماہر ٹرنٹولا کے اس نشریئے کا مخرج معلوم کرنے کے لئے سر توڑ کو
کر رہے ہوں گے لیکن اسے یقین تھا کہ اگر ساری عمر بھی لگے رہیں تو
وہ اس مشین تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ اس مشین کے ورک کرنے
اصول اس قسم کی باقی مشینوں سے علیحدہ ہے عام طور پر تفتیش
کی لہروں کی طاقت اور ہوا کے رخ کو سامنے رکھ کر کی جاتی ہے
یہ ٹرانسمیٹر آواز کی برقی لہروں کو پہلے چاروں طرف پھیلا دیتی ہے
تمام لہریں بہت اونچی فضا میں اپنا ایک مرکز قائم کرتی ہیں اور پھ

صحیح طریقے سے اس مرکز سے پھیل کر ریڈیو کے ایریل کے ذریعے سن
سکتی ہیں اس لئے ماہرین اس مرکز تک تو یقیناً پہنچ جائیں گے جو دور
ین آسمانوں میں ہو گا لیکن اس کے بعد اندھیرا ہو گا اور وہ یقیناً یہ
سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ آواز ضرور کسی نامعلوم سیارے یا اونچی
پرواز کے طیارے سے نشر کی گئی ہے اور پھر وہ اسی لائن پر سر پٹکتے
رہ جائیں گے یہی سوچتے ہوئے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر
وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ایک اور مشین کے سامنے جا کھڑا ہوا
اس مشین کے اوپر درمیانی سائز کی سکرین بھی فٹ تھی اس نے مشین
کا ایک بٹن دبا دیا دوسرے لمحے سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین کی ایک
بہت بڑے ہال کی تصویر ابھر آئی۔ کسی بہت بڑے سائنسدان کی لیبارٹری
معلوم آ رہی تھی۔ اور اس میں تقریباً دس بارہ آدمی مختلف مشینوں پر کام کر
رہے تھے ٹرنٹولا نے ایک اور بٹن دبایا تو ہال میں کام کرنے والے
تمام آدمی چونک پڑے یقیناً اس کے بٹن دبانے سے وہاں گھنٹی بجی ہو گی
ٹرنٹولا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

نمبر سکس، فور اور تھرٹین فوراً بلیک روم میں پہنچ جاؤ۔

اور پھر ان آدمیوں میں سے تین نے آہستہ سے سر جھکا دیا ٹرنٹولا نے
بٹن آف کر دیا سکرین صاف ہو گئی۔

پھر وہ درمیان میں رکھی ہوئی ایک میز پر بیٹھ گیا جیب سے اس
نے ایک سرخ رنگ کا نقاب نکال کر چہرے پر لگا لیا اس نقاب پر سنہری

دھاگوں سے ایک بہت بڑی مکڑی بنی ہوئی تھی چند لمحے بعد سامنے د
دروازے پر لگا ہوا سرخ بلب سپارک ہونا شروع ہو گیا۔ ٹرنٹولا نے
کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ سرخ بلب سپارک ہونا بند
اور دروازہ آہستہ آہستہ کھل گیا سامنے وہی تین آدمی موجود تھے ج
تے سر جھکائے ہوئے تھے وہ تینوں مودبانہ طور پر اندر داخل ہو
اور ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند ہو گیا وہ تینوں ایک ط
خاموش کھڑے ہو گئے ان کی نظریں فرش پر لگی ہوئی تھیں ٹرنٹولا نے
لمحے کے لیے لعوذ ان کی طرف دیکھا اور پھر غراہٹ آمیز لہجے میں کہ

میں نے حکومت کو جو ریڈیو پر چیلنج دیا ہے وہ تم نے سن لیا
مجھے یقین ہے کہ گورنمنٹ سینما اور سٹوڈیوز کی شدت سے حفاظت کر
گی میں نے انہیں ایک گھنٹے کی مہلت دی ہے میں چاہتا ہوں کہ
بار زیرو فور کی مشین استعمال کی جائے تم تینوں نے اسے آپریٹ

او کے باس۔

تینوں نے سر جھکاتے ہوئے ادب سے کہا۔

نمبر سکس اور تھرٹین تم دونوں مشین سیٹ کرو اور نمبر فور تم ملک
تفصیلی نقشہ ریکارڈ سے نکال لاؤ ٹرنٹولا نے کہا۔

اور نمبر فور سر جھکا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا ٹرنٹولا نے میز
لگا ہوا بٹن دبا دیا اور دروازہ کھل گیا نمبر فور باہر چلا گیا درواز
بند ہو گیا نمبر سکس اور تھرٹین ہال کے ایک کونے میں رکھی ہوئی ا

ہیکل اور بظاہر انتہائی پیچیدہ مشین کی طرف بڑھ گئے۔ اس
شین کے نیچے پہیے لگے ہوئے تھے وہ اسے گھسیٹ کر ہال کے
رمیان میں لے آئے اور پھر نمبر تھرٹین نے مشین کے کونے سے
ہا کی ایک راڈ نکالی اور پھر ایک چھوٹا سا ہینڈل گھمانا شروع کر دیا
ہ راڈ ہال کی چھت کی طرف بلند ہونے لگی چند ہی لمحے بعد وہ راڈ کا
را چھت کے قریب پہنچ گیا اور پھر وہ چھت سے ٹکرا گیا کھٹ کی
واز آئی اور عین اسی جگہ راڈ کے قطر کے مطابق سوراخ ہو گیا راڈ
نکلتی چلی گئی نمبر تھرٹین نے ہینڈل گھمانا بند کر دیا ٹرنٹولا خاموشی سے
ی پر بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا ایک بار پھر دروازے پر لگا ہوا
خ بلب سپارک ہونا شروع ہو گیا۔ ٹرنٹولا نے دوبارہ وہی بٹن دبا دیا
وازہ کھلا اور نمبر فور ہاتھ میں ایک بہت بڑا کاغذ فولڈ کئے اندر داخل
ا اس نے وہ کاغذ ٹرنٹولا کے سامنے رکھی ہوئی میز پر پھیلا دیا یہ
ک کا ایک تفصیلی نقشہ تھا اس جیسا تفصیلی نقشہ شاید حکومت کے پاس
لی نہ ہو اس نقشہ میں جنگل کھیت شہر قصبہ اور گاؤں وغیرہ پوری
یل سے بنے ہوئے تھے شہروں کی چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سی بڑی گلی
پنے ناموں سمیت موجود تھی دو منزلہ تین منزلہ مکانوں کے علیحدہ ہوٹل
نا سٹوڈیوز۔ کیفے کلب۔ عبادت گاہیں غرضیکہ ہر چیز اپنی مکمل تفصیل
ساتھ موجود تھی یہ نقشہ ٹرنٹولا نے تیار کرایا تھا۔

نمبر فور اب جہاں جہاں سینما اور سٹوڈیوز ہوں ان کے گرد سرخ

دائرے لگا دو ٹرنٹولا نے بمبر فور کو حکم دیا۔
اور بمبر فور نے جیب سے سرخ پنسل نکالی اور نقشے پر جھکا
تھوڑی دیر بعد تمام نقشے پر سرخ دائرے نظر آرہے تھے ۔
کل کتنی تعداد ہے ؟
ٹرنٹولا نے نقشے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔
اور بمبر فور ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا تھوڑی دیر تک وہ دائر
گنتا رہا اور پھر اس نے کہا۔
باس پینتیس سٹوڈیوز اور چھ سو سینما ہیں۔
ہوں ٹھیک ہے اب تم بھی بمبر سکس اور تھرٹین کا مشین کی ہ
میں ہاتھ بٹاؤ اور بمبر فور بھی ادھر مڑ گیا جہاں بمبر سکس اور تھر
پر جھکے کھڑے تھے۔
بمبر سکس مختلف تاروں کو ایک دوسرے کے ساتھ جائنٹ کر
اور بمبر تھرٹین مشین کے ساتھ لگے ہوئے ایک بہت بڑے شفاف
میں قیف کی مدد سے کوئی سیال مادہ ڈال رہا تھا۔
بمبر فور نے مشین پر لگے ہوئے سینکڑوں ڈائلوں کو مختلف
کے ذریعے اسے چیک کرنا شروع کر دیا وہ تینوں پوری تند
اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے ٹرنٹولا نقشے پر جھکا ہوا
چیز کو بغور دیکھ رہا تھا اس نے ایک بار نقشے سے سر اٹھا کر
میں بندھی ہوئی رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور پھر ان تینوں سے

ر کہا۔
ہری اب پچاس منٹ رہ گئے ہیں۔
اور ان تینوں کے ہاتھ اور بھی تیزی سے چلنے لگے تقریباً پندرہ
ٹ بعد وہ فارغ ہو گئے۔
باس مشین آپریشن کے لئے تیار ہے۔
بمبر سکس نے جھک کر کہا۔
اس نقشے کو اٹھا کر سکرین پر سیٹ کر دو اور تمام دائروں کا فوکس قائم
کر لو۔
ٹرنٹولا نے حکم دیا۔
اور بمبر فور نے آگے بڑھ کر میز پر سے وہ نقشہ اٹھا لیا اور پھر
ہ تینوں مل کر مشین پر لگے ہوئے ایک بہت بڑے سکرین پر وہ نقشہ
یٹ کرنے لگے چند لمحے بعد وہ نقشہ سکرین پر فٹ ہو گیا نقشہ اور شیشوں
رمیان فٹ ہو گیا تھا اور شیشے پر مختلف رنگوں میں نمبر ہی نمبر پھیلے ہوئے
تے بمبر فور نے سرخ دائروں پر آنے والے نمبروں کو پڑھنا شروع کیا
اور بمبر سکس نے مختلف دائروں پر بنے ہوئے انہی نمبروں پر سوئیاں سیٹ کرتی
شروع کر دیں تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ تمام نمبروں کو ڈائلوں پر سیٹ کر چکا تھا
فوکس سیٹ ہو گئے جناب۔ بمبر فور نے ٹرنٹولا کی طرف مخاطب ہو
کر کہا۔
ٹھیک ہے ایک گھنٹہ گزرنے میں صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں

میں حکومت کو آخری وارننگ دے دوں۔

ٹرنٹولا نے کرسی سے اٹھ کر اسی مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس سے اس نے پہلے قومی ریڈیو کی نشریات روک کر اپنا پیغام نشر کیا تھا چند لمحے بعد وہ سپیکر میں بول رہا تھا۔

ٹرنٹولا آپ سے مخاطب ہے میری دی ہوئی مدت میں صرف چار منٹ باقی رہ گئے ہیں۔ ٹھیک چار منٹ بعد ملک کے تمام بڑے اور سٹوڈلیوڈ تباہ کر دیئے جائیں گے۔ حکومت نوٹ کرے۔

عوام کے مفادات کا نگران

ٹرنٹولا

اس نے مختلف سے الفاظ میں وارننگ دی اور مشین بند کرکے دوبارہ زیرو فور کی مشین کی طرف بڑھا اور اس نے ایک لمحے کے لئے تمام مشین پر سرسری نظریں ڈالیں اور پھر اطمینان کا سانس لیتے ہوئے گھڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا سیکنڈوں والی سوئی تیزی سے ڈائل پر گھومتی چلی جا رہی تھی جب ایک منٹ رہ گیا تو ٹرنٹولا نے ہاتھ اوپر اٹھا لیا نمبر فور نے ایک سرخ رنگ کے بٹن پر انگلی رکھ دی بظاہر اس کی انگلی ایک چھوٹے سے بٹن پر تھی لیکن وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کی انگلی در اصل چھ سو پچیس عظیم الشان عمارتوں کی مکمل تباہی پر رکھی ہوئی ہے بجانے یہ عمارتیں کن کن لوگوں نے کتنے پاپڑ

بیلنے کے بعد تیار کرائی ہوں گی بجانے ان پر کتنے کروڑ روپے خرچ ہوئے ہوں گے اور اب وہ سب صرف اس کی انگلی کے رحم و کرم پر تھے۔ کتنی قوت اور تباہی تھی اس کی اس انگلی میں جو بظاہر ایک معمولی سی انگلی تھی ایسی انگلی جو ملک کے پچیس کروڑ آدمیوں کے ہاتھوں میں بھی موجود تھی لیکن پچیس کروڑ افراد میں سے اس وقت سب سے اہم انگلی اسی کی تھی۔

اچانک ٹرنٹولا کا ہاتھ نیچے آیا اور دوسرے لمحے نمبر فور نے انگلی کے پورے زور سے بٹن کو دبا دیا ساری مشین میں سے بجلیاں سی چمکنے لگیں۔ راڈ کا رنگ سرخ ہو گیا۔ مختلف ڈائلوں میں بلب جلنے لگے ایک سیٹی کی آواز مشین سے نکلنی شروع ہو گئی آپریشن شروع ہو چکا تھا ٹرنٹولا ایک بہت بڑے ڈائل کو دیکھ رہا تھا جس پر ایک سے دس ہزار تک نمبر لگے ہوئے تھے سوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی اور پھر جیسے ہی سوئی چھ سو پچیس پر پہنچی ایک جھپاکا سا ہوا اور مشین بند ہو گئی ٹرنٹولا نے ایک طویل سانس لی اور پھر وہ ہال کے ایک کونے میں رکھی ہوئی ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس مشین پر بھی کافی بڑی سکرین لگی ہوئی تھی اس نے بٹن دبا دیا۔ اور مشین چل پڑی اور اس کی سکرین پر لہریں سی کودنے لگیں اس نے ہینڈل گھمانا شروع کر دیا نمبر فور سکس اور تھرٹین اس کے پیچھے کھڑے تھے پھر مشین پر دارلخلافہ کا نظارہ نظر آنے لگا اور

پھر دارالخلافہ کی حالت دیکھ کر ٹرنٹولا کی آنکھیں چمک اٹھیں سا
شہر میں آگ اور دھواں پھیلا ہوا تھا مختلف جگہوں پر آگ کے شع
آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے تھے۔

سارے شہر میں لوگ دیوانہ وار چیختے ہوئے بھاگ رہے تھ
فائر بریگیڈ کی گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی مختلف سڑکوں پر بھاگ
رہی تھیں۔ سارے شہر میں ملٹری پھیلی ہوئی تھی۔ ٹرنٹولا نے ایک او
ہینڈل گھمانا شروع کر دیا منظر آہستہ آہستہ کلوز ہونا شروع
گیا اب سکرین پر ایک بہت بڑے سٹوڈیوز کا منظر ابھر آیا تما
سٹوڈیوز آگ کے شعلوں میں گھرے ہوئے تھے اس میں بنی ہو
عمارتیں چٹخ چٹخ کر گر رہی تھیں۔

سٹوڈیوز کے چاروں طرف ملٹری کا پہرہ تھا فائر بریگیڈ
بجھانے میں مصروف تھے لیکن آگ ہر لمحے زور پکڑتی جا ر
تھی۔ عمارت کے ارد گرد بہت سی لاشیں ملبے میں دبی ہو
تھیں جن میں سپاہیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ شاید وہ عما
کی حفاظت میں متعین تھے کہ عمارت کی تباہی کا شکار ہو گ
ٹرنٹولا نے ہینڈل دوبارہ گھمانا شروع کر دیا چند لمحے بعد سار
شہر کے سینما اور سٹوڈیوز کی تباہی کا منظر سکرین پر دیکھ
تھا اب اس نے بڑا ہینڈل تیزی سے گھمانا شروع کر دیا منظر
ہوتا گیا اور پھر اس نے دوسرے بڑے شہروں کے فوکس کئے ہر

ں تباہی مچی ہوئی تھی ٹرنٹولا اپنے مشن میں قطعی طور پر کامیاب رہا تھا
ں نے ایک زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے مشین بند کر دی سکرین
اریک ہوگئی۔

ہوں۔ ٹرنٹولا سے ٹکرانے چلے تھے۔
ٹرنٹولا نے نخوت سے کہا۔
اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تینوں آدمیوں نے زور سے
نعرہ مارا۔
ٹرنٹولا عظیم قوت ہے۔
زیرو فور کی مشین بند کر کے کونے میں لگا دو۔ ٹرنٹولا نے انہیں
حکم دیتے ہوئے کہا۔
اور وہ تینوں لپک کر مشین کی طرف چلے گئے اور ایک بار
پھر راڈ چھت سے نیچے آنے لگی تھوڑی دیر بعد وہ مشین بند
کر کے کونے میں لگا چکے تھے۔
اب تم جاؤ۔
ٹرنٹولا نے انہیں حکم دیا اور میز پر لگے ہوئے بٹن کو دبا دیا
دروازہ کھل گیا وہ تینوں سر جھکائے کمرے سے باہر چلے گئے
دروازہ دوبارہ بند ہو گیا ٹرنٹولا نے نقاب اتار کر کوٹ کی جیب
میں رکھا اور الماری میں سے شراب کی بوتل نکال کر اس کا
کارک کھولا اور منہ سے لگا لی اور اس وقت منہ سے

ہٹالی عجب وہ خالی ہو چکی تھی خالی بوتل اس نے زور سے فرش پر دے ماری اور منہ پونچھتا ہوا اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

عابدہ ۔ حوریہ ، عذرانہ ، نورستہ اور وفا کی خوشبو ، نشوریہ
کے بعد — ہمارے ادارے کا ایک یادگار رومانی ناول

عروس بہار

جب کسی نو دمیدہ جوانی کے دل میں محبت کے شگوفے کھلنے لگیں۔
جب کسی سیم تن کے دل میں پیار انگڑائی لینے لگے اور جب کسی دوشیزہ شباب کے کنوارے ادھ کھلے ہونٹوں پر چراۓ ہوئے بوسوں کے پھول کھلنے لگیں تو سمجھ لیجئے کہ.... بہار آگئی ہے۔ خوبصورت پھولوں ، شگفتہ غنچوں زہریلے کانٹوں کے گرد گھومنے والی ایک خوبصورت کہانی ۔ جسے آپ کی محبوب مصنفہ رشیدہ بانو نے نشتر کی نوک سے صفحۂ قرطاس پر ابھارا ہے ۔

سفید کاغذ —— ہاف ٹون سرورق —— قیمت ۳۰/- روپے

جمال پبلشرز بوہڑ گیٹ ملتان

کرنل فریدی بلیک فورس کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا تھا اس کی میز پر ایک سرخ رنگ کا ٹیلی فون پڑا تھا پاس ہی ایک ایزی چیئر پر حمید لیٹا ہوا تھا۔ نقاہت کی وجہ سے اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا کرنل فریدی کی آنکھیں سرخ تھیں۔ اور سامنے والی دیوار پر نظریں گاڑے خاموش بیٹھا تھا وہ نجانے کس کے بارے سوچ رہا تھا۔ حمید خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو ہر لمحے رنگ بدل رہا تھا جب کافی دیر گذر گئی اور فریدی کے انداز میں فرق نہ آیا تو اس سے نہ رہا گیا اور

وہ بول پڑا گو آواز کافی نحیف تھی لیکن لہجے میں شوخی بدستور موجود تھی۔

میں نے کہا جاسوس اعظم صاحب کیا دیوار سے چمٹی ہوئی مکڑی کی ٹانگیں گن رہے ہو۔

آں کیا کہا مکڑی فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

جی ہاں مکڑی ہی کہا تھا ہاتھی نہیں۔

حمید نے جواب دیا۔

ہاں حمید اس وقت ملک ایک بہت بڑی مکڑی کی خوفناک ٹانگوں میں جکڑا ہوا ہے۔

فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

اس سے پہلے کہ حمید کوئی جواب دیتا ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی فریدی نے پھرتی سے ریسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

ہارڈ سٹون۔ فریدی کی سرد آواز گونجی۔

ون سکس جناب۔

دوسری طرف سے آواز آئی۔

کیا پوزیشن ہے فریدی کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

سر کوئی سراغ نہیں لگ سکا بس لوگوں نے بیک وقت تمام سینماؤں اور سٹوڈیوز کی عمارتوں پر ایک شعلہ سا چمکتا دیکھا اور دوسرے لمحے زور دار دھماکوں سے ان میں آگ لگ گئی بے پناہ نقصان ہوا ہے۔

ڈائنامیٹ کا کوئی سراغ نہیں لگا۔ فریدی نے اسی لہجے میں کہا۔

نہیں جناب یہ تمام عمارتیں ڈائنامیٹ سے ہرگز تباہ نہیں کی گئیں میں نے پوری طرح دیکھ بھال کی ہے۔

ون سکس کی اعتماد سے بھرپور آواز آئی۔

کیا ان عمارتوں کے ارد گرد کوئی مشتبہ آدمی تو نظر نہیں آیا۔

نہیں سر ہمارے آدمی تمام عمارتوں کے گرد پھیلے ہوئے تھے ایسا کوئی آدمی وہاں نظر نہیں آیا۔

اچھا نگرانی جاری رکھو جیسے ہی کوئی مشتبہ آدمی نظر آئے مجھے اطلاع دینا۔ فریدی نے اسے حکم دیا اور ریسیور رکھ دیا۔

اس بار عجیب قسم کا مجرم ٹکرایا ہے اتنی بڑی تباہی مچا دی اور کوئی سراغ نہیں لگ رہا۔

حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

ہاں حمید معاملہ کچھ اسی قسم کا ہے۔

فریدی نے مختصر سا جواب دیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ فریدی نے دوبارہ ریسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

ہارڈ سٹون۔ فریدی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

الیون تھرٹین سر۔ دوسری طرف سے کسی لڑکی کی آواز فریدی کے کانوں سے ٹکرائی۔

یس کیا رپورٹ ہے ؟

فریدی نے قدرے نرمی سے کہا۔

سر کیپٹن حمید سے ٹکرانے والے مجرم کا ایک سراغ ملا ہے۔

پوری رپورٹ دو رک مت جایا کرو۔

فریدی غرایا۔

یس یس سر

دوسری طرف سے لڑکی فریدی کی غراہٹ سے گھبرا گئی۔

سر اس کے کپڑوں پر پائے جانے والے لانڈری کے نشان
پتہ چلا ہے کہ اس کا نام مارٹن تھا اور وہ بندرگاہ کے راکسی
بار کے مالک کا پروردہ غنڈہ تھا۔

راکسی بار

فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

جی ہاں۔ الیون تھرٹین نے آہستہ سے کہا۔

ویری گڈ نمبر الیون تھرٹین تمہاری یہ رپورٹ انتہائی اہم۔
میں تمہاری کارکردگی سے بے انتہا خوش ہوں۔

فریدی نے کہا۔

تھینک یو سر

الیون تھرٹین کی آواز میں خوشی کی جھنکار تھی۔

حمید تم آرام کرو میں ذرا راکسی بار تک ہو آؤں۔

فریدی نے حمید سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

نہیں جناب بندہ بھی ساتھ جائے گا اب میری کمزوری دور
ہو چکی ہے۔ اور دوسرے میں اس کیس میں پوری سنجیدگی سے کام کروں
گا میں نے ٹرنٹولا سے اپنا انتقام لینا ہے۔

حمید نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

اوکے مجھے خوشی ہے۔

فریدی نے اطمینان سے کہا۔

اور حمید بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

چلو پہلے میک اپ کر لیں۔

فریدی نے کہا۔

اور پھر دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ایک کمرے میں چلے گئے۔
تقریباً آدھ گھنٹے بعد جب وہ دوبارہ اس کمرے میں آئے تو
دونوں اپنی شکلوں اور لباس سے خطرناک قسم کے غنڈے معلوم ہو
رہے تھے۔

وہ دونوں مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے اس عمارت کے
کمپاؤنڈ میں آئے اور پھر فریدی نے گیراج سے پانچ ہارس پاور کی
ہیوی موٹر سائیکل نکالی چند لمحے بعد وہ موٹر سائیکل فراٹے بھرتی
ہوئی بندرگاہ والی سڑک پر بھاگتی جا رہی تھی۔ فریدی موٹر سائیکل چلا
رہا تھا اور حمید اس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

کیا مار دھاڑ کا ارادہ بھی ہے۔ حمید نے زور سے بولتے ہوئے کہا
فریدی نے ایک لمحے کے لئے سپیڈ کم کردی اور مڑ کر کہا۔
یہ تو حالات بتائیں گے اور پھر سپیڈ تیز کر دی۔ حمید خالص غنڈ
سٹائل میں سیٹی بجانے لگا پاس سے گزرتی ہوئی دو تین گاڑیوں م
بیٹھی ہوئی لڑکیوں کو اس نے فحش اشارے بھی کئے اور وہ لڑکیاں منہ
بنا کر رہ گئیں۔
یہ غنڈہ لائف بھی انتہائی دلچسپ ہے بشرطیکہ کرنل فریدی سے
ٹکراؤ نہ ہو۔
حمید نے کہا اور فریدی ہنس پڑا۔
کیا خیال ہے؟ پھر مستقل طور پر غنڈے بن جائیں فریدی
نے ہنستے ہوئے کہا
واہ واہ مزا آجائے پورے ملک میں اپنی دھاک بیٹھ جائے۔
حمید نے تصور ہی تصور میں مزے لیتے ہوئے کہا۔
تو کیا اب کیپٹن حمید کی کوئی کم دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔
فریدی نے مزے لینے کے لئے حمید کو چھیڑا۔
خاک دھاک بیٹھی ہے ساری آزادی اس عہدے نے سلب
رکھی ہے اپنے سٹیٹس کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔
یہ آپ کو سٹیٹس کا خیال کب سے آنے لگ گیا"، فریدی ۔
حیرت سے پوچھا۔

تو آپ کا کیا خیال ہے بندہ سرے سے ہی مٹھپنجو ہے۔
حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
اپنے لئے بڑا صحیح لفظ استعمال کیا ہے۔
فریدی نے کہا۔
اور حمید منہ بگاڑ کر رہ گیا۔ اور پھر موٹر سائیکل کی رفتار بتدریج
ہونی شروع ہو گئی وہ بندرگاہ پہنچ چکے تھے چند ہی لمحے بعد راکسی
کے سامنے موٹر سائیکل رک گئی فریدی اور حمید نیچے اترے۔ موٹر
ائیکل سٹینڈ پر کھڑی کی۔ اور پھر دونوں خالص غنڈوں کے سٹائل میں
رتے ہوئے بار میں داخل ہوئے۔
شام کا وقت تھا اس لئے بار کی تمام میزیں آباد تھیں زیادہ
داد غنڈوں کی تھی کاؤنٹر پر ایک لمبا تڑنگا آدمی جس کی بڑی بڑی
نچھیں اس کے چہرے کو اور بھی زیادہ ہیبت ناک بنا رہی تھیں کھڑا
ھا۔ یہ راکسی بار کا مالک راجر تھا انتہائی نامی گرامی غنڈہ تھا فطری
ور پر بے رحم اور سفاک ہونے کی وجہ سے تقریباً تمام غنڈے اس
ے دبتے تھے۔ چار بار قتل کے الزام میں جیل گیا ہوا بھی کھا آیا تھا
لیکن دم خم وہی تھے۔ اس نے کڑی نظروں سے فریدی اور حمید کی
طرف دیکھا وہ انہیں پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا فریدی اور حمید
کاؤنٹر کی طرف ہی آئے فریدی نے کاؤنٹر پر کہنی ٹیکتے ہوئے ایک بار
ورے راجر کی آنکھوں میں دیکھا راجر فریدی کی آنکھوں سے نکلنے والی چمک سے

ایک لمحے کے لیے گھبرا گیا۔ حمید سراکر اٹھائے سارے ہال کو دیکھ رہا تھا
ہال میں بیٹھے ہوئے تمام غنڈے حیرت سے ان دو نئے غنڈوں کو
دیکھ رہے تھے جو راجر کے سامنے اس انداز میں کھڑے تھے انہیں دل ہی
ان نوواردوں سے ہمدردی ہونے لگی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ انہیں
راجر کے متعلق علم نہیں ہے اس لیے اس انداز میں اس کے سامنے
کھڑے ہیں۔ اب موت ان کا مقدر بن چکی ہے۔

کیا بات ہے؟

راجر نے انتہائی بھیانک انداز میں پوچھا۔

مارٹن کہاں ہے؟

فریدی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا اور راجر مارٹن
نام سن کر چونک پڑا ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں الجھن
تاثرات ابھرے لیکن دوسرے لمحے وہ پہلے سے بھی زیادہ غراہٹ
لہجے میں بولا۔

کون ہو تو تم سیدھے کھڑے ہو کر بات کرو۔

اور پھر سارا ہال زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا راجر کے
پر پڑنے والے زوردار تھپڑ نے اسے لڑکھڑا دیا تھا سارا ہال حیرت
اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ چند غنڈے ان کی طرف لپکے
راجر نے انہیں ہاتھ اٹھا کر روک دیا اس کا گال سرخ ہو چکا
لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں

ہرہ بگڑ گیا تھا وہ انتہائی کینہ توز نظروں سے فریدی کو گھور رہا تھا۔

مارٹن کہاں ہے؟

فریدی نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

لیکن راجر جواب دینے کی بجائے تقریباً اڑتا ہوا فریدی پر
یا وہ فریدی کی ناک پر مکہ مارنا چاہتا تھا فریدی پھرتی سے ایک
طرف ہٹ گیا اور وہ سیدھا فریدی کے پیچھے کھڑے ہوئے حمید پر
یا۔ حمید نے اطمینان سے اپنا گھٹنا اونچا کر دیا اندازہ بالکل صحیح
بت ہوا راجر کی ناک حمید کے گھٹنے سے ٹکرائی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا
رش پر گر پڑا چوٹ زوردار تھی۔ اس کی ناک سے خون بہنے لگا۔ لیکن
وہ پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن ایک بار پھر فرش پر آ گرا کیوں کہ
اس کی پشت پر فریدی کی زوردار لات لگی تھی۔ سارے ہال میں شور
مچ گیا اور چار غنڈوں سے جو راجر کے پیچھے تھے نہ رہا گیا اور وہ
چاقو نکال کر ان کی طرف لپکے۔

سنبھالو انہیں۔

فریدی نے زور سے چیخ کر حمید سے کہا۔

حمید نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس کی انگلی
ٹریگر پر دبتی چلی گئی یکے بعد دیگرے کئی چیخیں بلند ہوئیں حمید کی طرف
لپکنے والے غنڈے فرش پر گر کر تڑپنے لگے ریوالور پر سائیلنسر فٹ تھا
اس لیے ریوالور کا دھماکا نہیں ہوا یہ حالت دیکھ کر باقی لوگ تیزی سے

بار سے باہر بھاگنے لگے۔ ادھر فریدی نے راجر کی گردن پکڑ کر ایک لا
جھٹکا دیا اور وہ چیخ پڑا اس کے ہاتھ پیر یک لخت ڈھیلے ہو گئے شا
یہ کسی رگ کے دبنے کا اثر تھا۔

بتاؤ مارٹن کہاں ہے ورنہ ابھی گردن مروڑ دوں گا۔ فریدی نے
بھیانک آواز میں کہا۔

راجر پھنسی پھنسی آواز میں کہنے لگا بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔

اور فریدی نے جھٹکا دے کر اُسے دور پھینک دیا۔ وہ گردن سہلا
ہوئے اٹھ کھڑا ہوا خون کے دباؤ کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا
ناک سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا اس نے ایک نظر خالی ہال پر ڈا
اور پھر چند غنڈوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا جو ابھی تک بت
سارا تماشا دیکھ رہے تھے۔

جلدی کرو یہ لاشیں ٹھکانے لگا کر فرش پر صاف کرو۔

اور خود فریدی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے کاؤنٹر کے سا
والے دروازے کی طرف بڑھ گیا حمید نے ریوالور جیب میں رکھ لیا
پھر دونوں راجر کے پیچھے اس دروازے میں داخل ہو گئے حمید ا
تک چوکنا تھا کہ کہیں راجر پھر وار کرنے کی کوشش نہ کرے لیکن فرید
مطمئن تھا کیوں کہ اسے علم تھا کہ اب راجر کوئی حرکت نہیں کرے گا
اس سے مرعوب ہو چکا تھا۔

راجر نے انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود الماری ۔

برانڈی کی بوتل اور تین گلاس نکالے اور میز پر رکھ کر خود بھی ان کے
سامنے بیٹھ گیا۔

برانڈی پیو۔

اس نے انتہائی دوستانہ لہجے میں کہا۔

نہیں اس وقت موڈ نہیں ہے۔ فریدی نے بھی آواز میں نرمی پیدا کرتے
ہوئے کہا۔

اور راجر نے کندھے اچکاتے ہوئے اپنے لئے ایک گلاس بھرا اور
غٹاغٹ چڑھا گیا۔ برانڈی کی تیزی سے اس کے حواس کچھ ٹھکانے
آئے۔ اور اس نے منہ پونچھتے ہوئے کہا۔

اپنا تعارف تو کراؤ دوستو۔

وقت مت ضائع کرو مارٹن کے متعلق بتاؤ۔ فریدی نے دوبارہ سخت
لہجے میں کہا۔

جیسی تمہاری مرضی۔ بہر حال میں نے تمہیں دوست کہہ دیا ہے راجر
نے دوسری بار گلاس بھرتے ہوئے کہا۔

مارٹن کہاں ہے؟

فریدی نے ایک بار پھر غراتے ہوئے کہا

راجر نے دوسرا گلاس چڑھایا اور پھر کہا۔

مارٹن ایک ہفتے سے غائب ہے۔

کہاں گیا؟

میرے علم میں نہیں

راجر نے اطمینان سے کہا۔

دیکھو راجر سیدھی طرح بتا دو ورنہ میرے ہاتھوں تمہاری موت بھی واقع ہوسکتی ہے

فریدی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

راجر نے گھبرا کر نظریں ہٹالیں۔

تمہیں مارٹن سے کیا کام ہے اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھے بتاؤ مارٹن کہا ہے وہ کس کے لئے کام کر رہا ہے۔

اگر نہ بتاؤں تو۔

راجر نے قدرے سنبھلتے ہوئے کہا

لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر کرسی سے نیچے جا پڑا فریدی کا ہا اس کی کنپٹی پر پڑا تھا۔ حمید اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ راجر نے گرتے ہی ریوالو جیب سے نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا فریدی نے جھٹ سے میز الٹ دی۔ راجر میز کے نیچے دب گیا۔ ریوالور اس کے ہاتھ نکل کر دور کونے میں جا گرا اور پھر فریدی نے میز ایک طرف ہٹا کر ا ٹھوکروں پر رکھ لیا راجر نے سنبھلنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن ہر بار فرید کی لات اس زاویے سے اس کے چہرے پر پڑتی کہ وہ دوبارہ فرش چا لگتا۔ پھر اس کی چیخیں نکلنے لگیں۔ اور چند لمحے فرش پر سر ٹپکنے لگا فریدی

گردن سے پکڑ کر کرسی پر دے مارا۔ اور پھر برانڈی کا گلاس بھر کر کے منہ سے لگا دیا۔ راجر ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر گیا۔

وہ کیپٹن حمید کے ساتھ الجھ کر مارا گیا۔

راجر نے رک رک کر جواب دیا۔

اب اس کی آنکھوں میں بے بسی جھلک رہی تھی۔

آج کل کس کے لئے کام کر رہا تھا۔

فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

وہ مجھے مار ڈالے گا۔

راجر نے بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

کون؟

حمید نے پوچھا۔

وہی مجرم جس کے لئے وہ کام کر رہا تھا۔ وہ بہت بڑا مجرم ہے۔

کیا نام ہے اس کا جلدی بتاؤ۔ فریدی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

ٹرنٹولا۔

راجر نے آہستہ سے کہا۔

ہوں تم سے ٹرنٹولا نے رابطہ کیسے قائم کیا۔

بشیر دادا کی معرفت وہ اس کے لئے کام کر رہا ہے۔

مارٹن کے ذمہ کیا کام تھا؟ فریدی نے ایک اور سوال کیا۔

ایک آدمی کا اغوا۔

کس کا۔

فریدی نے جلدی سے پوچھا۔

کارپوریشن کے چیف نقشہ نویس صدیقی کا۔

راجر نے آہستہ سے کہا۔

اس کے، تمام کس بل نکل چکے تھے۔

چیف نقشہ نویس صدیقی۔

فریدی نے حیرت سے دہرایا۔

جی ہاں۔ راجر نے کہا۔

پھر۔ فریدی نے کہا۔

مارٹن نے اسے اغوا کر کے شیرو دادا کے اڈے پر پہنچا دیا اس کام ختم ہو گیا لیکن پھر وہ کیپٹن حمید سے نیول روڈ پر جھگڑ پڑا اور ڈر نے بھری سڑک پر کیپٹن حمید اور مارٹن دونوں کو شوٹ کر دیا۔

شیرو دادا نے تمہیں ٹرنٹولا کے ہیڈکوارٹر کے متعلق کچھ بتایا تھا نے اس سے سوال کیا۔

ہاں ایک دفعہ نشہ میں دھت اس نے ایک مقام کے متعلق اشا کیا تو تھا۔

راجر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

کونسا۔ فریدی نے جلدی سے پوچھا۔

تھر....آہ....آہ۔

راجر کرسی سے الٹ گیا اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ یلینسر لگے ریوالور سے اسے نشانہ بنایا گیا تھا گولی یقیناً سامنے والے دروازے سے چلائی گئی تھی۔ حمید اور فریدی کی چونکہ دروازے کی پشت تھی اس لیے وہ حملہ آور کو نہ دیکھ سکے۔ حمید پھرتی سے لپک دروازے سے نکلا اور ادھر فریدی نے ایک اور حرکت کی اس نے ب سے چھوٹا سا کیمرہ نکالا اور پھر راجر کی آنکھوں کے ساتھ کیمرہ لگا کر ن دبا دیا فلش کا جھماکا ہوا فریدی نے کیمرہ دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ جر مر چکا تھا۔ پھر وہ پھرتی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا باہر دروازے پر حمید کھڑا تھا۔

نکل گیا۔

اس نے فریدی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا۔

بے فکر رہو میرے پاس محفوظ ہے۔ فریدی نے عجیب سے لہجے میں کہا اور حمید حیرت سے آنکھیں جھپکانے لگا۔ جیسے اسے فریدی کے دماغ میں خلل نظر آ گیا ہو۔

فریدی پھرتی سے موٹر سائیکل پر بیٹھا اس نے کک لگائی موٹر سائیکل بالکل سٹارٹ ہو گیا۔ حمید بھی لپک کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور موٹر سائیکل تیزی سے ٹرن لے کر دوبارہ شہر کی طرف بھاگنے لگی۔

میں نے کہا حملہ آور کوئی چوہا تھا۔ حمید نے سر کھجاتے ہوئے فریدی سے

کہا.

ہوں. فریدی نے ہنکارا بھرا اور حمید ایک بار پھر زور زور سے سر کھجانے لگا اب وہ شہر میں داخل ہو چکے تھے.

کہاں چل رہے ہیں آپ؟

شیرو دادا کے اڈے پر فریدی نے مختصر سا جواب دیا.

حمید فریدی کو سنجیدہ پا کر نجانے کیوں خاموش ہو گیا.

تھوڑی دیر کے بعد وہ شہر کے وسط میں ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے موٹر سائیکل سے اتر رہے تھے. لیکن دوسرے لمحے عمارت کا دروازہ زور سے کھلا اور ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان پریشان سا باہر نکلا اس کی آنکھیں خوف سے پھٹ رہی تھیں.

کیا بات ہے دوست؟

فریدی نے اسے روکتے ہوئے کہا.

شیرو دادا کو کسی نے قتل کر دیا ہے. اس نے اپنا بازو فریدی کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے کہا اور بازو چھڑا کر وہ تیزی سے گلی میں بھاگتا ہوا چلا گیا.

فریدی حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا.

پھر وہ دونوں عمارت میں داخل ہو گئے اس عمارت میں شیرو دادا کا خفیہ اڈا تھا جہاں ہر قسم کا برا کام دھڑلے سے کیا جاتا تھا اندر افرا تفری پھیلی ہوئی تھی. بڑے ہال کے ایک کونے میں شیرو دادا کا مردہ ج

پر پڑا تھا گولی ٹھیک اس کے دل پر لگی تھی.

آؤ واپس چلیں.

فریدی نے حمید سے کہا.

اور وہ دونوں پھرتی سے واپس مڑ گئے چند لمحے بعد ان کا موٹر سائیکل ب فورس کے ہیڈ کوارٹر کے پھاٹک میں داخل ہو رہا تھا.

عمران اور اس کی ٹیم کا ایک دلچسپ ہنگامہ خیز کارنامہ

کردگانہ

بھیانک کہانی.
ہنگامہ خیز کارنامہ
ولولہ انگیز ایڈونچر

● کردگانہ قبائل کی دہشت اور بربریت سے بھرپور داستان ● کردگانہ ایک ایسا قبیلہ جن کے پاس لاتعداد جڑی بوٹیاں پائی جاتی تھیں. جن سے آب حیات بھی تیار ہو سکتا تھا اور ایٹم بم سے زیادہ زہریلا مادہ بھی ● عمران اور اس کے ساتھی ان جڑی بوٹیوں کی تلاش میں افریقہ کے گھنے جنگلوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں ● عمران جولیا اور صفدر کو کردگانہ دیوی کی بھینٹ چڑھ جانے کی تیاریاں ● کردگانہ کے خوفناک اور پر اسرار قبیلے میں جوزف کا ناقابل فراموش کارنامہ.

جمال پبلشرز = بوہڑ گیٹ ملتان

قاسم سر جھکائے اپنے ڈرائینگ روم میں ایک صوفے پہ بیٹھا تھ
سے چہرہ پہ بے پناہ غم کے آثار تھے آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تھی اور
کا منہ بار بار عجیب عجیب زاویے بنا رہا تھا اس کی دھان پان
سامنے والے صوفے پر بیٹھی تھی اس کے چہرے پر غم کے ساتھ ساتھ م
کی بھی ہلکی سی آمیزش تھی قاسم حمید کی موت کا سوگ منا رہا تھا وہ
طور پر غمزدہ تھا کیونکہ حمید کے دم کے ساتھ ہی اس کا دل بہل جاتا
یہ ٹھیک ہے کبھی کبھی وہ حمید کی حرکتوں کی وجہ سے بری طرح چڑ
ہو جاتا لیکن دل میں وہ حمید کی پرستش کرتا۔ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ

بلیر وہ پرکٹا پرندہ ہے ادھر قاسم کی بیوی کو گو حمید کی موت کا غم تھا
ن دل ہی دل میں وہ خوش بھی تھی کہ اب قاسم لونڈرپن سے باز آجائے
اسے اچھی طرح علم تھا کہ قاسم میں بذات خود اتنی ہمت نہیں کہ وہ
ی لڑکی سے ڈھنگ کی گفتگو کر سکے۔ چھیڑنا یا فلرٹ کرنا تو ایکطرف
ا یہ حمید ہی تھا جس کے بھروسے اور شہ پہ وہ ہر کام کر گزرتا تھا۔
قاسم نے سسکاری بھرتے ہوئے کہا۔
آہ حمید بھائی تو کیوں میری غناغار آنکھوں کے سامنے مر گیا۔ اس کی
کھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔
تو اس کا مطلب ہے تمہاری آنکھیں گناہ گار ہیں۔ قاسم کی بیوی نے
ہکتے ہوئے کہا۔
تمہیں کیا چاہیے میری آنکھیں غناغار ہوں یا بے غنا۔
قاسم کی ذہنی رو اچانک پلٹ گئی اس نے آنسو بہتی ہوئی آنکھوں سے
گھورتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا۔
کیوں کیا میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔
قاسم کی بیوی نے قدرے ادا سے کہا۔
بیوی ہی ہو کوئی محکمہ انکم ٹیکس تو نہیں کہ حساب لے رہی ہو قاسم بیوی کے
نخرے سے اور بھی چڑ گیا۔ اسے اپنی بیوی سے سخت نفرت تھی اور ہوتی کیوں
کیوں نہ وہ بیوی تو نام ہی کی تھی۔
ویسے قاسم کے لئے اس کی حیثیت ایک دم چھلے سے زیادہ نہ تھی بھلا

کہاں ہاتھیوں کو شرمانے والا قاسم اور کہاں چھپکلی سے بھی بدتر بیوی حالت یہ تھی کہ اگر قاسم زور سے پھونک بھی مار دے تو یقیناً اس کی بیوی ہوا میں اڑ جائے اس لئے وہ کہاں بیوی کے ناز نخرے اٹھاتا اسے تو کوئی ہتھنی جیسے جسم والی بیوی چاہیئے تھی۔

میں کہتی ہوں اچھا ہوا کہ حمید مر گیا تمہاری آوارگی سے تو جان ۔۔۔ قاسم کی بیوی نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

خیا خیا ٹانگیں نہیں چیر دوں گا مرے ہوئے کو کہہ رہی ہو قبر میں ۔۔۔ پڑیں گے۔

قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

تمہاری قبر میں کیڑے پڑیں گے جو مجھ نصیبوں جلی کو تنگ کرتے ہو

قاسم کی بیوی رونے لگ گئی۔

بیوی کو روتا دیکھ کر قاسم کا چہرہ یک لخت نرم پڑ گیا۔ عورت ۔۔۔ آنسو واقعی ایک ایسا خوفناک اور طاقت ور ہتھیار ہے جس کے آگے بڑے بڑے سنگدل نہ جم سکے قاسم بے چارہ تو تھا ہی ذہنی رد کا مریض وہ اس کا سامنا کہاں کر سکتا تھا۔

اس نے پچکارتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں میری قبر میں کیڑے پڑیں حمید کی قبر میں کیڑے پڑیں کیڑوں کے باپ پڑیں کیڑوں کے دادا پڑیں بلکہ کیڑوں کے قاسم پڑیں اور کیڑوں کے قاسم والا فقرہ سن کر قاسم کی بیوی کی بے اختیار

نکل گئی اور قاسم بیوی کو ہنستے دیکھ کر یوں خوش ہو گیا جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو لیکن اچانک اس کے ذہن میں حمید کے تڑپتے ہوئے جسم کا تصور آ گیا۔ اور اس کا چہرہ پھر بگڑ گیا۔

ارے تم ہنس رہی ہو میرا حمید بھائی اللہ اسے دونوں کروٹ جنت نصیب کرے۔

مر گیا ہے قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

اور قاسم کی بیوی اس کے لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے ذہن سے حیران رہ گئی۔

اب پیچھا بھی چھوڑو کتنے دن ہو گئے اس کا سوگ مناتے ہوئے کیا ساری زندگی اسی کے سوگ میں گزار دو گے۔

قاسم کی بیوی نے اکتاتے ہوئے کہا۔

جندگی اب میری جندگی کہاں رہی جندگی تو حمید کے ساتھ تھی۔

قاسم نے اسی موڈ میں کہا۔

میں تو سوچ رہا ہوں کہ خودکشی کر لوں اور جنت میں حمید بھائی کے ساتھ ہی لوٹوں۔

قاسم نے آنکھیں بند کر کے تصور ہی تصور میں مزے لوٹنے شروع کر دیئے۔

تو کر لو خودکشی دیر کس لئے کر رہے ہو۔ قاسم کی بیوی نے منہ بنا کر کہا۔

اچھا یہ بات ہے ابھی لو۔

قاسم نے غصے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ لڑھکتا ہوا اپنی خواب گاہ کی طرف جا رہا تھا قاسم کی بیوی بھی کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑی قاسم تیزی سے خوابگاہ میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ ابھی تک غصے سے سرخ تھا اس نے الماری کھولی اور پھر دراز سے ریوالور نکال لیا

ارے اللہ تم تو سچ مچ خودکشی کر رہے ہو۔

قاسم کی بیوی نے اسے ریوالور نکالتے دیکھ کر گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

تو اور کیا میں مذاق کر رہا ہوں۔ قاسم فخر سے پھول گیا کیوں کہ کسی عورت پر رعب ڈال کر وہ بے انتہا خوش تھا۔ چاہے پوزیشن ہی کیوں نہ ہو۔

اس نے اسی جوش سے مغلوب ہو کر ریوالور کی نال اپنی کنپٹی کے سا لگا لی۔ قاسم کی بیوی اب بری طرح گھبرا گئی لیکن آخر وہ اس کی بی تھی۔ وہ اسے ہینڈل کرنا جانتی تھی اس نے جھٹ ایک نفسیاتی وار کیا

ایک گولی دلیسے چلا کے تو دیکھو خالی ریوالور سے مجھے ڈرا رہے ہو

یہ بات ہے تو لو۔ قاسم نے جھٹکے سے ریوالور کا رخ چھت کی طر کرکے ٹریگر دبا دیا ایک زوردار دھماکا ہوا گولی چھت سے ٹکراتی ہوئی کمرے کے کونے میں جا پڑی۔

ارے باپ رے۔

قاسم نے دھماکے سے گھبرا کر ریوالور ہاتھ سے چھوڑ دیا اور گھبراہٹ اور خوف کی وجہ سے وہ فرش پر گر پڑا۔ قاسم کی بیوی کا نفسیاتی ربہ کامیاب رہا۔ قاسم کو یہ احساس ہو گیا کہ یہ واقعی ریوالور ہے اس کا سم سوڈے کے ابال کی طرح بیٹھ گیا۔ خوف سے اس کی آنکھیں پھٹی جا رہی تھیں۔

اب کرو خودکشی۔

بیوی نے اسے چمکارتے ہوئے کہا۔

کیوں کروں تم تو کہتی ہو گی جان چھوٹے اور میں مزے کروں۔ قاسم نے رش سے بمشکل اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی ذہنی رد یک بیک پلٹ گئی تھی۔

یہ کیا تماشہ ہو رہا ہے

اچانک دروازے سے ایک گرجدار آواز آئی۔

قاسم کا باپ سر عاصم دروازے میں کھڑا غصے سے قاسم کو گھور رہا تھا جو فرش سے اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

باپ کی آواز سنتے ہی قاسم ایک بار پھر فرش پر گر پڑا۔

چچا جان یہ خودکشی کر رہے تھے قاسم کی بیوی نے سر عاصم کے پاس آکر کہا

خودکشی وہ کیوں۔ سر عاصم حیرت سے قاسم کو گھورنے لگے۔

حمید کے مرنے کے غم میں قاسم کی بیوی نے وضاحت کی اب وہ بڑے اطمینان سے بول رہی تھی کیوں کہ اسے سر عاصم کی شہہ مل گئی تھی۔

نہیں ابا جان میں تو مذاق کر رہا تھا۔ قاسم نے جواب دیتے ہوئے اٹھ کر کہا تھا جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا۔

خبردار آئندہ اگر اس قسم کے مذاق کا تصور بھی کیا تم نے۔

سر عاصم نے قاسم کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

اور قاسم سر جھکائے کھڑا رہا۔ سر عاصم واپس مڑ گئے ان کے پیچھے پیچھے قاسم کی بیوی بھی مسکراتی ہوئی چل گئی اور قاسم کمرے کے درمیان یوں سر جھکائے کھڑا تھا جیسے کسی جواری کی سب پونجی لٹ چکی ہو

ابن کلیم کا عمران سیریز کا ایک اور شاہکار

برفانی عفریت

ایڈونچر نمبر

فرعون مصر کی اس محبوبہ کی داستان جو سات ہزار پہلے جسم لیکر زندہ انسانوں کا خون پی کر زندہ رہنے پر مجبور تھی اور جس وقت اس پُراسرار محبوبہ نے احمق عمران کا خون پینا شروع کر دیا ——— تو پھر ———

ایڈونچر نمبر ایک پُراسرار اور خوفناک جاسوسی ناول ہے جسے پڑھ کر آپ کا دل ڈوبنے لگ جائے گا ——— چھپ کر تیار ہے ———

خوبصورت سرورق ——— عمدہ کاغذ ——— قیمت ۹/- روپے

جمال پبلشرز بوہڑ گیٹ ملتان

سینما اور سٹوڈیوز کی اس طرح بھیانک تباہی سے تمام ملک میں سخت خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ عوام کا اعتماد حکومت سے اٹھ چکا تھا حکومت خود پریشان تھی۔ تمام بڑے بڑے آفیسروں وزیروں اور گورنروں کے چہرے لٹکے ہوئے تھے ہر لمحے انہیں اپنے سر پر تلوار لٹکتی نظر آ رہی تھی۔ ٹرنٹولا ان کے اعصاب پر سوار تھا صدر مملکت کی رات کی نیند اڑ گئی تھی۔ حکومت کے تمام تعمیراتی کام ٹھپ ہو کر رہ گئے تھے ادھر کرنل فریدی کا کوئی بس نہیں چل رہا تھا اب صدر مملکت سوچ رہے تھے کہ کسی اور ملک سے جاسوسوں کی ٹیم منگوائی جائے جو اس ٹرنٹولا کے خلاف تفتیش کرے لیکن

اس میں ان کے ملک کی توہین تھی۔ آج بھی وہ اپنے آفس میں سخت پریشانی کے عالم میں بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے کہ اچانک ان کی میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ یہ ٹیلی فون ڈائرکٹ تھا لیکن اس کے نمبر چند خاص الخاص افراد کے سوا کسی اور کو معلوم نہ تھے۔ اس لئے وہ اس فون پر کال آنے سے وہ قدرے حیران رہ گئے بہرحال انہوں نے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

ہیلو۔

انہوں نے آواز کو پر وقار بناتے ہوئے کہا۔

سر میں فریدی بول رہا ہوں۔

صدر مملکت کے کانوں میں فریدی کی آواز گونجی انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے کمرے میں بم پھٹ پڑا ہو۔ فریدی کی کال تھی ہی اتنی غیر متوقع کہ وہ حیرت زدہ رہ گئے بہرحال وہ سنبھل گئے اور اعصاب کو پرسکون بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

مسٹر فریدی آپ نے روپوش ہو کر ملک سے غداری کی ہے ایسی حالت میں جبکہ ملک ایک بھیانک خطرے سے دو چار ہے آپ کا روپوش ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے۔

ان کی آواز سے غصہ جھلک رہا تھا۔

سر میں جان بوجھ کر روپوش ہو گیا تھا تاکہ انڈر گراؤنڈ رہ کر ٹرنٹ کے خلاف کام کر سکوں۔ آپ مجھ پر غداری کا الزام مت لگائیں میں اپ

ن کا آخری قطرہ بھی ملک کی سلامتی کے لئے نچھاور کر سکتا ہوں۔ میری پچھلی خدمات اس بات کی گواہ ہیں۔ فریدی کی آواز میں سی ناراضگی نمایاں تھی۔

صدر مملکت یہ سن کر ٹھنڈے پڑ گئے۔

فریدی مجھے افسوس ہے کہ میں پریشانی اور غصے میں تمہارے علق ایسے الفاظ کہہ بیٹھا جن پر اب مجھے خود شرمندگی ہو رہی ہے حال میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں امید ہے میری اتنی معذرت ی ہو گی۔

ان کے لہجے سے واقعی ندامت ظاہر ہو رہی تھی۔

آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں سر بہرحال میرے اس وقت آپ کال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میں بدستور ٹرنٹولا کے خلاف کام کر رہا ں اب کچھ سراغ ملنے شروع ہو گئے ہیں امید ہے جلد ہی میں اس م کو گرفتار کر کے عوام کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ ھے خطرہ تھا کہ اس بار ٹرنٹولا کا نشانہ میں بنوں گا۔ اس لئے میں انڈر گراؤنڈ ہو گیا اور دوسری بات سامنے رہ کر میں جو کام کرتا وہ ٹرنٹولا کی نظروں میں ضرور آ جاتا اس مجرم نے سارے ملک میں انتہائی وسیع لیفن جال پھیلا ہوا ہے بہرحال آپ میرے متعلق مطمئن رہیں لیکن میرے تعلق اور کسی سے بھی ذکر نہ کریں اگر آپ کسی وقت مجھے کال کرنا اہیں تو ڈبل فور ڈبل سیون زیرو ڈون پر کر سکتے ہیں اگر میں موجود نہ

ہوا تو آپ کا پیغام بہرحال مجھے مل جائے گا۔

فریدی اس مجرم کا اصل مقصد کیا ہے؟

صدر نے پوچھا۔

سر میں ابھی خود کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا بہرحال اس کا مقصد
جو بھی ہوگا جلد ہی سامنے آجائے گا اور میں سمجھتا ہوں یہ مقصد انتہائی
انتہائی بھیانک ہوگا۔ عوام کے مفادات کا تو اس نے صرف عوام کی
ہمدردیاں جیتنے کے لئے ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔

فریدی حمید کے متعلق مجھے بڑا افسوس ہے۔ صدر نے حمید کی موت
پر اظہار ہمدردی کرنا چاہا۔ لیکن فریدی نے بات کاٹ دی۔

قطع کلامی معاف سر حمید زندہ ہے اس میں شک نہیں کہ موت کے
چنگل میں بری طرح پھنس گیا تھا لیکن ابھی اس کی زندگی باقی تھی بروقت
اپریشن اور علاج سے وہ بچ گیا ہے اور اب ٹھیک ٹھاک ہے۔

اوہو تو یہ تم نے بہت بڑی خوشخبری سنائی۔ مبارک ہو مجھے اس
خبر سے بے حد خوشی ہوئی ہے۔

صدر کی آواز سے واقعی خوشی کروٹیں لے رہی تھی کیونکہ وہ اچھی طرح
جانتا تھا کہ کیپٹن حمید اور کرنل فریدی یک جان دو قالب ہیں۔

تھینک یو سر اچھا مجھے اجازت دیجئے خدا حافظ۔

فریدی نے کہا۔

خدا حافظ صدر نے بھی رسیور رکھ دیا اب ان کے چہرے پر ط

طمینان کے آثار تھے۔

لیکن دوسرے دن وہ پھر گھبرا گئے جب انہیں معلوم ہوا کہ ٹرنٹولا
کی ایک اور دھمکی آج کے اخبارات میں چھپی ہے اخبار کی جو کٹنگ
اس سلسلے میں ان کے پاس پہنچی تھی اس میں درج تھا کہ۔

ٹرنٹولا جو عوام کے مفادات کا نگہبان ہے اور
عظیم قوتوں کا حامل ہے۔ حکومت کو ایک بار پھر خبردار کرتا
ہے کہ وہ اپنے سول سروس کے تمام افسروں کو اور خصوصاً
سیکرٹریٹ کے تمام اعلیٰ افسروں کو اچھی طرح سمجھا دے کہ اب وہ
زیادہ عرصے تک عوام کی جیبوں پر ڈاکہ نہیں ڈال سکتے وہ اپنے
فرعونوں جیسے انداز کو بدل کر اپنے آپ کو عوام کا خادم سمجھیں
ورنہ انہیں ایسی سزا دی جائے گی کہ موت بھی پناہ مانگے گی
آج کے بعد جس افسر نے بھی عوام میں سے کسی فرد کا حق مارا
یا ناجائز کام کرنے کے لئے رشوت لی یا عوام کو تنگ کیا اسے
اسی لمحے گولی مار دی جائے گی ٹرنٹولا کی نگاہوں کے سامنے
کوئی نہیں چھپ سکتا ٹرنٹولا عظیم قوت ہے اور عوام کو بھی
مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی افسر ان کو ناجائز تنگ کرے تو
اس کے متعلق وہ اخباروں میں مراسلات لکھ دیں ٹرنٹولا ان
سے خود ہی نپٹ لے گا ٹرنٹولا سے ٹکرانا اپنی موت کو دعوت
دینا ہے۔

عوام کے مفادات کا نگہبان
ٹرنٹولا

ٹرنٹولا کے اس اعلان کو پڑھ کر صدر مملکت خود بھی حیران رہ گئے۔ کہ آخر اس ٹرنٹولا کا اصل مقصد کیا ہے کیا واقعی یہ عوام کا خیر خواہ ہے بظاہر یہ اعلان صرف عوام کی بھلائی پر منحصر نظر آتا لیکن ان کا دل کہہ رہا تھا کہ اس چال کے پیچھے کچھ اور چیز ہے وہ سوچتے رہے سوچتے رہے آخر انہوں نے ایک فیصلہ کیا اور اپنے سیکرٹری کو طلب کر کے اسے تمام آفیسران کے نام ایک سرکلر کرنے کا حکم دیا کہ تمام آفیسران اپنے اپنے فرائض منصبی دیانت سے سرانجام دیں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اخباروں کے لئے بیان دیا۔ جو شام کے تمام اخباروں میں شائع ہو گیا اور ریڈیو سے اسے بار بار نشر کیا گیا۔

میں صدر مملکت ٹرنٹولا کو مطلع کرتا ہوں کہ اگر وہ واقعی عوام کا سچا خیر خواہ ہے تو وہ عوام اور حکومت پر اپنے آپ کو ظاہر کر دے اور قانون کو ہاتھ میں لینے کی بجائے عوام پر کی گئی زیادتیوں کی شکایت میرے پاس ارسال کرے میں ان کا فوری تدارک کرنے کو تیار ہوں یا وہ ان کے لئے عدالتوں کی طرف رجوع کرے اس نے جو طریقہ اپنایا ہوا ہے اس سے عوام کی بھلائی تو ایک طرف رہی عوام کا بے پناہ

نقصان ہو رہا ہے اور ملک کی سالمیت اور سلامتی کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے ظاہر ہے اس قسم کے حالات عوام کے مفادات کے حق میں نہیں جاتے اگر اس نے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا تو عوام یہ سمجھنے میں یقیناً حق بجانب ہوں گے کہ ٹرنٹولا کا اصل مقصد عوام کی بھلائی نہیں بلکہ ملک کی سالمیت اور سلامتی کو نقصان پہنچانا ہے جو میرے ملک کے حب الوطنی سے بھرپور عوام کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے اور پھر ٹرنٹولا کا عوام کی بھلائی کا ڈھونگ انہیں متاثر نہیں کر سکے گا۔

صدر مملکت کے اس بروقت اور مدبرانہ اعلان کا واقعی عوام پر ا اثر پڑا اور کثیر تعداد میں عوام صدر مملکت کے ہم خیال ہو گئے۔ ر ٹرنٹولا واقعی عوام کا خیر خواہ ہے تو اسے چھپ کر دار کرنے کی ضرورت وہ سامنے آئے اور برملا عوام کے حق میں کام کرے ملک کی تمام ی پارٹیوں نے صدر مملکت کے اس بیان کو سراہا۔ سب کو توقع تھی کہ کے اخبار میں صدر مملکت کے اس اعلان کے جواب میں ضرور کوئی ئی پیغام ہو گا۔ اس لئے عوام کو کل کی اخبار کا شدت سے انتظار تھا۔ نتظار اتنا بڑھا کہ لوگ کثیر تعداد میں رات ہی سے اخباروں کے ڑوں نیوز ایجنسیوں اور بک سٹالوں پر جمع ہو گئے۔ اخباروں کے مالک دعائیں مانگ رہے تھے کہ خدا کرے ٹرنٹولا کا کوئی خط مل جائے ں کہ انہیں علم تھا کہ اگر ٹرنٹولا کا خط مل گیا تو کل کے اخباروں کی سیل

ملک میں رہنما رڈ قائم کر دے گی ان کی دعائیں قبول ہو گئیں ا
طور پر سب اخباروں کے لیٹر بکسوں میں ٹرنٹولا کے خطوط پہنچ
نے روزانہ اشاعت سے دس گنا زیادہ تعداد میں اخبار چھاپے
سارے اخبار ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ ٹرنٹولا کا خط پہلے صفحے پر
تھا۔

ٹرنٹولا نے صدر مملکت کا بیان پڑھا اور سنا شکر ہے
حکومت کو عوام کی بھلائی کا صحیح معنوں میں خیال تو آیا بہرحال
ٹرنٹولا کا جواب حاضر ہے۔

میں جو کچھ کر رہا صرف عوام کی بھلائی کے لئے کر
رہا ہوں اور عوام گواہ ہیں اب تک میں نے جو اقدامات کئے ہی
وہ عوام کی بھلائی کی خاطر کئے ہیں لیکن اس کے لئے
میرا اپنا طریقہ کار ہے اور میں اسے بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ مجھے
یقین ہے جب تک میں پس پردہ رہ کر کام کروں گا حکومت
مجھ سے مخالف رہے گی اور عوام کی بھلائی کے لئے کچھ نہ کچھ
کرے گی اور اگر میں ظاہر ہو گیا تو حکومت کسی نہ کسی بہانے
گرفتار کرنے یا ختم کرنے کی کوشش کرے گی ویسے ٹرنٹولا
اتنی عظیم قوت کا حامل ہے کہ اگر وہ سامنے آ بھی جائے تو
حکومت اپنی پوری قوت کے باوجود اس کا بال بیکا بھی نہیں کر سکتی
لیکن میں سمجھتا ہوں ابھی میرے ظاہر ہونے کا وقت نہیں آیا ا

وعدہ کرتا ہوں کہ جب میں نے مناسب سمجھا میں اپنے
کو عوام کے سامنے پیش کر دوں گا۔ صدر مملکت کا یہ
ں دراصل عوام کو مجھ سے بہکانے کی ایک چال ہے
مجھے امید ہے عوام اس چال کو ناکام بنا دیں گے بہرحال
لا ایک بار پھر حکومت کو خبردار کرتا ہے کہ وہ میرے کل کے
ن کے متعلق سنجیدگی سے غور کرے ورنہ دوسری صورت
تمام نقصان کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

عوام کے مفادات کا نگران

ٹرنٹولا

خط کے چھپتے ہی عوام پھر دو حصوں میں بٹ گئے کچھ حلقے حکومت
تھے کچھ ٹرنٹولا کے حق میں۔ پھر اسی دن ملک میں انوکھے انداز کا
ام شروع ہو گیا۔ بہت سے اعلیٰ آفیسروں کو ان کے دفتروں ہی
لی مار دی گئی۔ کسی جگہ بھی گولی مارنے والا دیکھا نہیں گیا اور نہ
وں کا سراغ لگایا جا سکا بس اچانک ہی سب کچھ ہو جاتا دروازے
نے کے باوجود بھی کہیں سے اچانک گولی آتی اور وہ افسر اپنی کرسی
ڈھیر ہو جاتا کسی کو کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہو
ہے سارا ملک آہ و فغاں کی زد میں آ گیا ہر کالونی سے ایک نہ
جنازہ نکل رہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ملک میں کوئی
ناک اور بھیانک لیوا وبا پھیل گئی ہے شام کے اخباروں میں ان

وارداتوں کی ٹرنٹولا کی طرف سے تفصیل چھپ گئی تمام آفیسر در
الزامات تھے کہ انہوں نے عوام کی شکایات پر کان نہیں دھرا
کام نہیں کیا۔ وغیرہ وغیرہ حکومت مفلوج ہوکر رہ گئی بہت
آفیسران نے ٹرنٹولا کے خوف سے استعفے دے دیئے گو حکومت
کے استعفے فی الحال منظور نہیں کئے تھے لیکن آفیسروں نے دفتر آنا
دیا۔ حکومت کا تمام نظام معطل ہوکر رہ گیا۔

کرنل فریدی جب ڈارک روم سے باہر نکلا تو حمید ایک
کرسی پر بیٹھ کر کچھ سوچ رہا تھا فریدی کے چہرے پر فاتحانہ
تھی اور آنکھوں میں عجیب قسم کی چمک وہ سیدھا حمید کے پاس آ
پھر اس نے حمید کے ہاتھوں میں ایک پوسٹ کارڈ سائز کا
پکڑا دیا حمید نے چونک کر فوٹو دیکھا اور حیرت سے ششدر رہ
پورے فوٹو پر ایک بڑی سی آنکھ موجود تھی اور اس کی آنکھ کی پتلی
دبلے پتلے نوجوان کی تصویر تھی جس نے ہاتھوں میں ریوالور پکڑا ہوا
یہ کس کی تصویر ہے۔ حمید نے حیرت سے پوچھا۔

اسی مجرم کی جس نے رات کو قتل کیا ہے۔ فریدی نے اطمینان سے
منے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
لیکن آپ نے یہ تصویر کیسے کھینچ لی جبکہ مجرم مجھے بھی نظر نہیں آیا
اور آپ تو کمرے کے اندر تھے۔
حمید واقعی حیران تھا۔
ایک عام سی تھیوری ہے مرتے ہوئے آدمی کی آنکھ آخری لمحے جو
دیکھتی ہیں وہ نظارہ کافی دیر تک اس کی آنکھوں کی پتلیوں پر قائم رہتا
ہے تم جیسے ہی باہر نکلے میں نے جیب سے کیمرہ نکال کر مرتے ہوئے راجر کی
ں کا فوٹو کھینچ لیا۔ اسی لئے میں نے تمہیں کہا تھا کہ مجرم میرے پاس محفوظ
ہے۔
کمال ہے ایک نیا ہی آئیڈیا نکالا ہے آپ نے۔ حمید نے تعریف
کرتے ہوئے کہا۔
اس کو چھوڑ دو تم یہ دیکھو کہ آیا تم اس مجرم کو پہچانتے ہو یا نہیں
فریدی نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔
اور حمید نے بغور مجرم کی شکل کو دیکھنا شروع کر دیا کچھ دیر تک
وہ سوچتا رہا پھر بولا۔
کچھ کچھ یاد تو پڑتا ہے کہ اسے کہیں دیکھا ہے لیکن پوری طرح ذہن
میں نہیں آرہا۔
ذہن میں کس طرح آئے جبکہ تمہارے دماغ میں ہر وقت فضولیات

ہی بھری رہتی ہیں۔ اگر یہ کسی عورت کا فوٹو ہوتا تو اب تک تم نے اس کی سات پشتوں کا حال بتلا دیا ہوتا۔ فریدی نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔

یہ تو ٹھیک ہے آخر یاد رکھنے کی کوئی چیز بھی ہو تو یاد رکھا جائے حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اب میں بتاؤں یہ ہوٹل تھری سٹار کے بار روم کا کاؤنٹر مین اور معروف غنڈہ ساگا ہے۔

فریدی نے کہا۔

اوہ یاد آیا واقعی یہ وہی ہے میں بھی کہوں صورت کچھ جانی پہچانی سی تو لگتی ہے۔ حمید نے جھینپ مٹانے کے لئے کہا۔

فریدی نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے آواز آئی۔

لیس سکس ون سپیکنگ۔

ہارڈ سٹون۔

فریدی نے گمبھیر آواز میں کہا۔

لیس سر

سکس ون کی مؤدبانہ آواز گونجی۔

ہوٹل تھری سٹار کے عملے میں اپنا کوئی آدمی موجود ہے۔

یس سر نمبر تھرٹی تھری ٹو الیون۔ فورٹین وہاں بیروں کی صورت کام کر رہے ہیں۔

ٹھیک ہے انہیں پیغام پہنچا دو کہ بار روم کے کاؤنٹر مین ساگا کی نگرانی کریں۔ مجھے اس کی مکمل رپورٹ چاہیئے۔

اوکے سر ابھی پیغام پہنچا دیتا ہوں۔

دو گھنٹے بعد مجھے فون پر رپورٹ دینا۔ فریدی نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

حمید تم اسی میک اپ میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے شیرو دادا کے اڈے پر جاؤ وہاں سے تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ ٹرنٹولا شیرو دادا سے کسی ذریعے سے رابطہ رکھتا ہے۔

کیا آپ یہ فرض اپنی بلیک فورس کے کسی آدمی کے ذمہ نہیں لگا سکتے۔ حمید نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

جاؤ حمید وقت بہت کم ہے ملک پر چھائے ہوئے بھیانک خطرات میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور ابھی تک ہم مجرم کے خلاف کوئی پلان آف ایکشن بھی نہیں بنا سکے۔

فریدی انتہائی سنجیدگی سے بولا۔

اور حمید حالات کی نزاکت کا اندازہ لگا کر خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا میک اپ روم میں چلا گیا۔

حمید کے جانے کے بعد فریدی ساتھ والے کمرے میں گیا اور آدھے گھنٹے

لبعد جب وہ باہر نکلا تو وہ ایک ادھیڑ عمر کے لیکن نفیس طبیعت کے غیر
ملکی کے میک اپ میں تھا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا مختلف کمروں
ہوتا ہوا ہیڈ کوارٹر جسے عرف عام میں زیرو ہاؤس کے نام سے پکارا جاتا
تھا کے لان میں پہنچ گیا اور پھر اس نے گیراج سے ایک نئے ماڈل کی
نکالی اور پھر تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا کوٹھی سے باہر نکل گیا۔

اس کی کار کا رخ تھری سٹار ہوٹل کی طرف تھا تھوڑی دیر بعد
ایمپالا ہوٹل کے پارکنگ شیڈ میں رک گئی فریدی گاڑی لاک کرتا ہوا
مین گیٹ کی طرف بڑھا لیکن پھر ایک قوی ہیکل بڑی بڑی مونچھوں والے
غیر ملکی کو مین گیٹ سے نکل کر پارکنگ شیڈ کی طرف جاتا دیکھ کر چونک
اٹھا۔ فریدی نے صاف محسوس کر لیا کہ یہ غیر ملکی میک اپ میں ہے میک اپ
کے فن میں فریدی کو مکمل مہارت حاصل تھی۔ جہاں وہ بہترین سے بہترین اور
مکمل میک اپ کرنے کے فن میں ماہر تھا وہاں اس کی نظریں ایک لمحہ میں
اچھے سے اچھے میک اپ کو محسوس کر لیتی تھیں۔ وہ غیر ملکی فریدی کے پاس
سے گزرتا ہوا پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ فریدی بھی رکا نہیں بلکہ اسی رفتار
سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مین گیٹ میں داخل ہونے سے
اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر دیکھا پارکنگ شیڈ سے ایک سیاہ رنگ
کی مرسڈیز باہر نکل رہی تھی۔ اور اسے وہی غیر ملکی چلا رہا تھا فریدی
مین گیٹ میں داخل ہو گیا ایک لمحے تک اس نے ہال پر طائرانہ نظر ڈالی
اور پھر وہیں سے مڑ گیا دربان اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا لیکن وہ تیز

قدم اٹھاتا ہوا ایمپالا کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر دوسرے لمحے اس کی ایمپالا
تیزی سے ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل گئی اس نے مرسڈیز کو بائیں طرف
مڑتے دیکھ لیا تھا اس لئے ایمپالا کا رخ بھی ادھر ہی کو ہو گیا رفتار
معمول سے کافی تیز تھی اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ مرسڈیز کے قریب پہنچ
گیا۔ لیکن اب اس نے رفتار کم کر دی مرسڈیز اور ایمپالا کے درمیان دو اور
کاریں بھی تھیں مرسڈیز مختلف سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی اب شہر سے باہر
جا رہی تھی۔ فریدی سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ بھاگ دوڑ بے سود
ثابت ہو لیکن اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ مرسڈیز کا ڈرائیور ٹرنٹولا کے
سلسلے میں ضرور کام کا آدمی ثابت ہوگا اب تعاقب خاصا دشوار ثابت ہو
رہا تھا کیونکہ اس سڑک پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی اس لئے
مرسڈیز والا بوڑھا تعاقب سے باخبر بھی ہو سکتا تھا فریدی نے کچھ سوچ
کر ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور پھر اندر لگے ہوئے مختلف بٹنوں میں سے
ایک دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کار میں ایک ہلکی سی آواز ابھری۔

سکس ون سر۔

ہارڈ سٹون

فریدی نے سرد آواز میں کہا۔

یس سر

سکس ون میں اس وقت ہائی برج تیرہ پر ایک سیاہ رنگ کی مرسڈیز
کا تعاقب کر رہا ہوں یادگار چوک پر پیرلڈلنگ کار نمبر ۲۵ کو الرٹ کر دو

کہ وہ مرسڈیز کا تعاقب کرے اور پھر مجھے اس کی مکمل رپورٹ دے

او کے سر۔ سکس ون نے جواب دیا۔

اور فریدی نے بٹن آف کر دیا۔

اس نے دیکھا کہ مرسڈیز کی رفتار اب تیز ہو گئی ہے فریدی سمجھ گیا کہ مرسڈیز والا اس سے مشکوک ہو گیا ہے لیکن وہ بدستور اس کے پیچھے چلتا رہا تقریباً دس منٹ بعد مرسڈیز چوک یادگار کراس کر گئی اور پھر یہ دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی کہ ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار چوک کے بائیں طرف سے نکلی اور مرسڈیز کے پیچھے چلی گئی۔ فریدی نے امپالا یادگار چوک سے بائیں طرف موڑ لی پھر امپالا مختلف سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی دوبارہ تھری سٹار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ فریدی نے کار پارکنگ شیڈ میں لا کی اور خود ہوٹل کے اندر چلا گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اسے ایک اور جھٹکا لگا کیوں کہ ہال میں افراتفری مچی ہوئی تھی اور رساگا کی لاش فرش پر پڑی تھی کسی نے اسے گولی مار دی تھی۔

———— پہلا حصہ ختم ہوا

اس کے بعد کیا ہوا ———— ؟

یہ اس ناول کے دوسرے حصے میں پڑھیے۔

مظہر کلیم ایم اے کے قلم سے نکلا ہوا ایک اور شاہکار

ہیبت ناک کہانی، ہنگامہ خیز کارنامہ، ولولہ انگیز ایڈونچر، خوفناک مجرم

ٹرنولا

ٹرنولا جو بڑے بڑے تاجروں، مل مالکوں، نوابوں اور جاگیرداروں کیلئے آسمانی بجلی سے زیادہ خوفناک ثابت ہوا

ٹرنولا ایک ایسی پراسرار اور خوفناک کہانی ہے جسے ایک بار پڑھ کر آپ زندگی بھر نہیں بھلا سکتے۔

خوبصورت سرورق ۔ اعلیٰ طباعت ۔ قیمت ۹/ روپے

جمال پبلشرز۔ لوہاری گیٹ۔ ملتان

پاگل ایکسٹو، عمران اک وحشی، سارا بنگ ایلائی اولس، لیڈی آف نائٹ اور غدار ایکسٹو کے بعد محترم جناب ایم اے پیرزادہ کا ایک نیا شاہکار ناول

زہریلا عمران

☆ بے بسی کی ایک ایسی داستان جو عمران کے لئے ذلت بھی تھی اور قابل نفرت بھی۔

☆ ایسے لمحات جب عمران کے سامنے ظلم کی آندھی آئی لیکن عمران اتنا خوفزدہ تھا کہ مظلوم کی مدد کی بجائے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

☆ ایسی وحشت ناک قوت جس کے سامنے عمران اس شیر خوار بچے سے بھی بدتر تھا جسے باندھ کر ٹھوکروں پر رکھ لیا جائے۔

☆ ایسا دہشت ناک واقعہ جسے یاد کر کے آج بھی عمران پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

☆ ایسی کہانی جس کا آغاز ہزاروں سال قبل ہوا لیکن انجام عمران کی محتاجی پر ہوا۔

☆ پراسراریت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ۔

☆ دلچسپ، حیرت انگیز اور ریڑھ کی ہڈی میں دوڑا دینے والی سرد لہروں پر مشتمل ایسی داستان جس میں عمران کا ڈسنے والا زہریلا پن بھی ہے اور دشمن کا سر کچلنے والا پاؤں بھی

○ خوبصورت سرورق ○ اعلیٰ طباعت ○ قیمت ۱۸ روپے

جمال پبلشرز ○ بوہڑ گیٹ ملتان نمبر ۲

لاشیں، پہ مین، عمران اور دیوتا، دیوتا کی موت، موت کا میدان، آزادی کا فریب، گراس ونڈ، ان کے بیٹے اور ڈیتھ فیلو کے بعد آپ کے محبوب مصنف ایم اے ساجد کا ایک جاسوسی ناول

ٹرپل مین

○ وہ کون تھا جو چالاکی عیاری اور طاقت میں بھی عمران کا باپ ثابت ہوا۔

○ میجر سائمن اور ایکسٹو کی خوفناک جنگ ——— کیا ایکسٹو بھی مجرموں کے ٹولے میں شامل ہو گیا۔

○ وہ کیسا فارمولا تھا جس کو حاصل کرنے کے لئے انسانوں کا خون بہایا جا رہا تھا؟

○ دو عمران جو ایک دوسرے کو قتل کرنا چاہتے تھے ——— مگر کیوں ———؟

○ ڈاکٹر ٹڈسن جس نے عمران پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی کیا عمران ———؟

○ عمران اور صفدر موت کے منہ میں تھے۔ چوہان اور صدیقی ان کی بے بسی کا تماشا کیوں دیکھ رہے تھے ———؟

○ ٹرپل مین ایسے خوفناک اور عیار مجرموں کی کہانی ہے جس نے ایکسٹو کی پوری ٹیم کو مفلوج کر کے رکھ دیا تھا۔

خوبصورت سرورق ——— اعلیٰ طباعت ——— قیمت نو روپے

جمال پبلشرز بوہڑ گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم اے
دل دہلا دینے والی

حمید نے ٹیکسی سڑک پر ہی چھوڑ دی تھی پھر وہ پیدل چلتا ہوا شیرو
دادا کے اڈے پر پہنچا۔ بظاہر یہ اڈا ایک گندہ سا چائے خانہ تھا لیکن
حمید جانتا تھا کہ اس چائے خانے کے پردے میں کیا کیا ہوتا ہے۔ کیپٹن
حمید کو شیرو دادا اور اس کے ساتھی اسے اچھی طرح پہچانتے تھے لیکن
اس وقت حمید ایک خطرناک غنڈے کے میک اپ میں تھا اور دوسرا
سب کو علم تھا کہ ڈرنٹولا نے کیپٹن حمید کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے
حمید جس وقت اس چائے خانے میں داخل ہوا تو وہاں اداسی چھائی ہوئی
تھی۔ بہت کم تعداد میں غنڈے وہاں موجود تھے۔ کاؤنٹر پر شیرو دادا کا

خاص ساتھی ہیبت خاں موجود تھا۔ ہیبت خاں اپنے نام کی منا
سے سر سے لے کر پیر تک ہیبت خاں ہی تھا۔ طویل قامت
کی طرح چوڑا سینہ لحیم شحیم سارے چہرے پر مختلف زخموں کے نشان
بڑی مونچھیں آنکھوں میں ہر وقت سرخی چھائی رہتی تھی۔ کیوں کہ دا
کا بے حد شوقین تھا لحیم شحیم ہونے کی وجہ سے عام آدمی یہ خیال
تھا کہ ہیبت خاں کاہل اور سست ہوگا۔ لیکن حمید جانتا تھا کہ ہیبت
کے اندر چیتے کی سی پھرتی ہے چائے خانہ پہ اداسی شیر دادا کی
موت کی وجہ سے تھی حمید بھی خراماں خراماں چلتا ہوا ایک میز پہ جا
چائے خانے میں بیٹھے ہوئے تقریباً تمام غنڈوں نے چونک کر اس کو د
اور اسے پہچاننے کی کوشش کر رہے تھے ہیبت خاں نے بھی حمید کو
دیکھا اور پھر اس کے ماتھے پہ ایک ہلکی سی شکن نظر آئی اور دوسرے
لمحے وہ سر جھٹک کر دوسری طرف دیکھنے لگا، حمید کے میز پہ بیٹھتے ہی ا
غنڈہ ٹائپ بیرہ اس کی طرف بڑھا۔

گولی مار چائے ایک کپ بھیجو۔ حمید نے خالص غنڈہ سٹائل میں
بیرہ سے کہا،

اور بیرہ سر ہلا کر واپس چلا گیا،

حمید نے جیب سے سستے سگریٹوں کا ایک پیکٹ نکالا اور پھر اسے سل
کر زور سے کش لینے لگا۔ تیز و تلخ دھواں اس کے حلق میں گیا تو حمید کو ایس
محسوس ہوا جیسے مرچیں چبالی ہوں لیکن اس نے اس کا احساس چہرے

ہونے دیا،

اتنے میں بیرے نے ایک گندی سی پیالی میں ایک سڑی ہوئی چائے اس کے
سامنے رکھ دی۔

سنو۔

حمید نے بیرے سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

شیر دادا سے ملنا تھا۔

بیرہ حمید کی بات سن کر یوں اچھلا جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

کیا کہا شیر دادا۔

بیرہ نے آواز پر زور دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت چھپی ہوئی
تھی۔

ہاں ہاں شیر دادا میں نے کہا کسی جن بھوت کا نام نہیں جو تم یوں
اچھل پڑے ہو۔

حمید نے بھی اسی لہجے میں کہا۔

تم شاید نئے آئے ہو تمہیں علم نہیں کہ کل شیر دادا قتل کر دئے گئے
تھے۔ بیرہ نے ایک ایک لفظ علیحدہ علیحدہ بولتے ہوئے کہا۔

کیا کہا شیر دادا قتل کر دیئے گئے نہیں تم جھوٹ بولتے ہو شیر دادا
کو قتل کرنے کی کون جرأت کر سکتا ہے۔

حمید کرسی سے اچھل پڑا۔ جیسے اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی شیر دادا
کو قتل بھی کر سکتا ہے۔

ہیبت خاں جو کاؤنٹر پر کھڑا بغور بیرے اور حمید کی گفتگو سن
اب ان کے پاس آگیا بیرہ اسے قریب آتے دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا حمید
حیران و پریشان صورت بنائے کھڑا تھا۔

ہیبت خاں نے حمید کے کاندھے پر آہستہ سے ہاتھ رکھ د

دوست تم کون ہو۔

ہیبت خاں نے نرم لہجے میں کہا۔

شیر دادا میرے محسن تھے میں لاجندر نگر سے آیا ہوں۔ حمید نے
نرم لہجے میں کہا۔

ادھر میرے ساتھ آ جاؤ۔

ہیبت خاں نے اس سے کہا اور پھر بیرے سے کہا دو سپیشل
کمرے میں لے آؤ۔

حمید ہیبت خاں کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا کاؤنٹر کے ساتھ بنے
ایک چھوٹے سے سجے ہوئے کمرے میں آگیا۔

بیٹھو۔

ہیبت خاں نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
حمید اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اتنے میں بیرہ دو چائے ان کے در
میز پر رکھ گیا۔

کیا نام ہے تمہارا۔

ہیبت خاں نے چائے کی پیالی اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا

مجھے ٹائیگر کہتے ہیں۔

مگر میں نے پہلے تمہارا نام نہیں سنا۔ ہیبت خاں نے کچھ سوچتے
ہوئے کہا

ایک قتل کے سلسلے میں دس سال جیل میں رہا ہوں اب پچھلے مہینے
رہا ہوا ہوں۔

حمید نے وضاحت کی۔

کیوں مجھے جانتے ہو۔ ہیبت خاں نے حمید کو بغور دیکھتے ہوئے

میرے خیال میں تمہارا نام ہیبت خاں ہے۔ میں نے تمہارا نام راجندر
نگر میں اکثر سنا ہے۔

اچانک ہیبت خاں کے لبوں پر زہریلی سی مسکراہٹ دوڑ گئی اس نے
جیب سے ریوالور نکال کر حمید کے سامنے کر دیا۔

میرے دوست تم ہیبت خاں کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

کیا مطلب کیسا دھوکا میں سمجھا نہیں۔ حمید نے حیرت سے کہا وہ واقعی
ہیبت خاں کی اس اچانک حرکت پر حیران رہ گیا۔

کیا تم ٹرنٹولا کے آدمی نہیں ہو ہیبت خاں نے ریوالور کا رخ حمید کے
سینے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

ٹرنٹولا۔ بھلا میں ٹرنٹولا کا آدمی کیوں ہونے لگا اور پھر ٹرنٹولا کا تم سے
کیا تعلق۔ حمید نے اب اطمینان سے کہا۔

ٹرنٹولا شیرو دادا کو قتل کروا کے اب اس کا ردعمل دیکھنا چا
لیکن میرا نام ہیبت خاں ہے ہیبت خاں میں شیرو دادا کا انتقام
سے ایسا بھیانک لوں گا کہ آج تک کسی کے تصور میں بھی نہیں آیا ہو
خاں کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

میرے دوست تم یہ اپنا ریوالور جیب میں رکھ لو۔ شیرو دادا میرا م
میں اس کا انتقام لینے کے لئے تمہارا پورا ساتھ دوں گا۔ حمید نے
نرمی سے کہا۔ اس کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔

ہیبت خاں حمید کا اطمینان دیکھ کر الجھ گیا چند لمحے تک وہ کچھ
رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر ریوالور جیب میں رکھ لیا۔

اچھا دوست اگر تم کہتے ہو تو میں یقین کر لیتا ہوں دراصل شیرو دا
قتل نے میرے دماغ اور اعصاب پر بہت برا اثر ڈالا ہے۔ ہیبت
نے اپنے رویے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ آپ مجھے دیکھو جب شیرو دادا
کے متعلق سنا ہے میرا دماغ ٹھکانے پر نہیں رہا۔

ہاں یہ بتاؤ ٹرنٹولا کا کیا قصہ ہے۔

حمید نے نفسیاتی حملہ کیا تھا۔ اگر وہ براہ راست ٹرنٹولا کے متعلق
لیتا تو یقیناً ہیبت خاں مشکوک ہو جاتا اس نے شیرو دادا کی ہمدرد
الفاظ کے خاتمہ کے طور پر ٹرنٹولا کی بات بھی چھیڑ دی اور یہ حملہ خاصہ
کارگر رہا۔

یک مہینہ ہوا شیرو دادا سے ایک غیر ملکی شخصیت یہاں آ کر ملی اس
شیرو دادا کو ایک چھوٹے سے کام کے لئے ایک لاکھ روپے کی پیش کش
شیرو دادا اس سونے کی مرغی کو بھلا کیسے ہاتھ سے جانے دیتا
ے فوراً" وہ کام کر دیا ایک آدمی کی نگرانی کرنی تھی پھر وہ آدمی فون پر
چھوٹے کاموں کے لئے کہتا اور بڑی رقوم دے دیتا پھر کارپوریشن
ت نقشہ نویس کو اغوا کرنے کا حکم ملا شیرو دادا نے راجر کے پروردہ
ں سے یہ کام کرایا پھر راجر کیپٹن حمید سے الجھ پڑا اور ٹرنٹولا نے دونوں
ے میدان میں شوٹ کر دیا۔ دو دن ہوئے کہ بار روم میں دو غنڈے
اور انہوں نے راجر کو پیٹ کر ٹرنٹولا کے متعلق پوچھنا چاہا اس گفتگو
شیرو دادا کا ذکر بھی آ گیا ٹرنٹولا نے اسے شوٹ کرا دیا اور پھر اس
ے کے چند لمحے بعد وہ غیر ملکی یہاں آیا۔ اور اس سے پہلے کہ کوئی کچھ
وہ شیرو دادا کو گولی مار کر نکل گیا۔

ہیبت خاں نے پوری تفصیل بیان کر دی۔

اس غیر ملکی کا حلیہ بیان کر سکتے ہو یا وہ ٹیلی فون نمبر جس پر شیرو دادا
لا سے رابطہ قائم کرتا تھا۔

حمید نے بے چینی سے پوچھا۔

ہاں اتفاق سے مجھے ایک روز اس نمبر کا علم ہو گیا تھا میں شیرو
ا کے پیچھے کھڑا تھا کہ انہوں نے وہ نمبر گھمایا۔

تو پھر وہ نمبر بتاؤ۔ حمید نے کہا اس کے لہجے میں اب بے چینی صاف ظاہر تھی

لیکن دوسرے لمحے وہ کرسی سے اچھل کر نیچے آ گرا کیونکہ ہیبت خاں کا ایک زور دار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا اب ہیبت خاں کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

ہوں ہمیں لوٹنے آئے تھے۔

ہیبت خاں کا زور دار قہقہہ گونجا۔

لیکن حمید کے ذہن پر جھپکی سوار ہو گئی گو اس اپریشن کی وجہ سے میں قدرے نقاہت کے آثار تھے۔ لیکن اب غصہ کی وجہ سے اس کی یہ بھی وقتی طور پر دور ہو گئی حمید نے ریوالور کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہیبت خاں کی طرف چھلانگ لگا دی۔ ہیبت خاں نے ٹریگر دبا کھٹک کی آواز آئی گولی چلی۔ لیکن حمید کی پھرتی قابل داد تھی اس نے ہیبت خاں کو ڈاج دیا تھا۔ وہ فضا ہی میں قلابازی کھا گیا گولی اس کے طرف سے ہوتی ہوئی گذر گئی اور پھر حمید کی لات ہیبت خاں کے ہاتھ پر پڑی ریوالور اچھل کر دور جا گرا ریوالور پر چونکہ سائیلنسر فٹ تھا اس لئے چلنے والوں کو معلوم ہی نہ ہو سکا کہ اندر کمرے میں کیا ہو رہا ہے حمید ہیبت خاں کے ہاتھ پر لات مارتا ہوا ادھر کونے میں جا گرا تو ہیبت خاں نے اس فاصلے سے فائدہ اٹھانا چاہا اور لپک کر ریوالور کی طرف گیا۔ لیکن ادھر حمید اس موقع کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتا۔ چھلانگ لگا کر اس کے اوپر ہی جا گرا ہیبت خاں غرا کر پلٹا لیکن کے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر جم گئے ہیبت خاں نے ایک زور

ید کے پیٹ میں مار دیا مکہ بے حد طاقت سے مارا گیا تھا اس ید کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اس کے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے لیکن ے لمحے حمید نے سر جھٹک کر آنکھوں کے سامنے والی دھند کو جھٹکنے کی ش کی۔ اور وہ کامیاب ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ہیبت خاں ریوالو ۔ حمید کی کہنی کی زور دار ضرب اس کی پسلی پر آ پڑی اور وہ کراہ کر رہ گیا حمید کے سر پر جنون سوار ہو گیا اس نے تابڑ توڑ مکے مارنے شروع کر ے ہیبت خاں نے مختلف داؤ کھیلنے کی بے حد کوشش کی لیکن مقابلہ ید کے ساتھ تھا۔ اس نے سارے داؤ ناکام بنا دیئے چند لمحے ے بعد ہیبت خاں کے سارے کس بل نکل چکے تھے۔

ہمیں بتاؤ۔

حمید نے غراتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ہیبت خاں کوئی جواب دیتا ایک بیرہ روازہ کھول کر اندر آ گیا وہ ہیبت خاں اور حمید کی حالت دیکھ ردم بخود رہ گیا حمید نے پھرتی سے اس کی ٹانگ گھسیٹنی چاہی لیکن وہ یخیں مارتا ہوا باہر نکل گیا۔ حمید نے بھی وقت ضائع نہیں کیا اور ایک رر وار مکہ نڈھال ہیبت خاں کی کنپٹی پر مارا وہ بے ہوش ہو گیا حمید نے لپک کر اس لحیم شحیم غنڈے کو کاندھے پر لاد لیا اور دروازے سے باہر نکل گیا دوسرے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ لیکن دروازے سے نکلتے ہی اس کا سامنا تین مسلح بدمعاش غنڈوں سے ہو گیا جو کمرے کے دروازے کی طرف

بھاگے چلے آ رہے تھے حمید نے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے چلا دی۔ اور پھر وہ تینوں وہیں ڈھیر ہو گئے حمید تیزی سے بھاگتا ہوا خانے سے باہر نکل آیا۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اس وقت چاسے خانہ تھا وہ اسے لیے ہوئے گلی میں بھاگتا چلا گیا۔

وہ اندھا دھند تنگ و تاریک گلیوں میں بھاگتا چلا گیا یہ بھی اتفاق تھا کہ گلیاں سنسان تھیں...... جوش کی وجہ سے اسے ہیبت خاں کے بوجھ کا احساس ہی نہیں رہا تھا۔ اور پھر وہ جیسے ہی ایک گلی سے ہوتا ہوا سڑک پر آیا ایک تیز رفتار کار کی بریکیں تیزی سے چیخیں اور کار حمید کے پاس رک گئی۔

کار چلانے والی ایک خوبصورت اور الٹرا ماڈرن قسم کی لڑکی تھی۔

یا اللہ دستون۔

لڑکی نے کھڑکی سے سر نکال کر آہستہ سے کہا اور حمید نے ایک طویل سانس لی وہ سمجھ گیا کہ لڑکی بلیک فورس سے تعلق رکھتی ہے اس نے تیزی سے کار کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ہیبت خاں کو گٹھڑی کی طرح گھسیٹ دیا۔ اور پھر وہ خود بھی اندر داخل ہو گیا یہ سب کچھ چند منٹوں میں ہو گیا اور پھر کار تیزی سے سڑک پر بھاگنے لگی۔

ٹرنٹولا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں ٹہل رہا تھا کمرے کا دروازہ بند تھا ایک تپائی پر ٹیلیفون سیٹ موجود تھا تھوڑی دیر تک وہ ٹہلتا رہا وہ بار بار ایک ہاتھ کا مکہ دوسری ہتھیلی پہ مار رہا تھا بجانے اس کے ذہن میں کیا لاوا ابل رہا تھا پھر ٹیلی فون کی تیز گھنٹی سے کمرہ گونج اٹھا ٹرنٹولا نے ایک لمحہ کے لیے ٹیلی فون سیٹ کو گھورا پھر رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

ہیلو۔ وہ اتنے زور سے دھاڑا کہ کمرہ گونج اٹھا۔

باس ہم نے ان تینوں کے مکمل تحقیق مکمل کر لی ہے جنہوں نے آپ کی کار کا تعاقب کیا تھا۔

دوسری طرف سے ایک سہمی ہوئی سی آواز آئی۔

کون تھے وہ۔

ٹرنٹولا کی آواز میں شدید غراہٹ تھی۔

سر وہ تین افراد تھے اور تینوں یہاں کے مقامی اخبار "ٹارگٹ" کے عملے سے تعلق رکھتے ہیں۔

"ٹارگٹ"

ٹرنٹولا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

جی ہاں۔

دوسری طرف سے ہلکی سی آواز آئی۔

لیکن ٹارگٹ والوں کو میرا تعاقب کرنے کا فائدہ

ٹرنٹولا بدستور سوچ میں غرق تھا۔

معلوم نہیں باس۔

اوکے۔ نمبر تھری کو کہو کہ زیر فور کی مشین سے اخبار ٹارگٹ کا پورا دفتر اڑا دیا جائے۔

ٹرنٹولا نے حکم دیا۔

اوکے سر۔

دوسری طرف سے آواز آئی اور ٹرنٹولا نے رسیور رکھ دیا۔

وہ چند لمحے تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ایک منٹ بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

ہیلو۔ ٹرنٹولا نے باوقار انداز میں کہا۔

ٹرنٹولا۔

دوسری طرف سے آواز آئی۔

نمبر سلس۔ سر جنک متین سے کرنل فریدی کو تلاش کرو۔ مجھے ہر حالت میں اس کا پتہ چاہیئے۔

ٹرنٹولا نے غراتے ہوئے کہا۔

سر میں نے پہلے بھی بے حد کوشش کی ہے لیکن فریدی کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔

میں ناکامی کی بات نہیں سننا چاہتا۔ فریدی کا پتہ ہر حالت پر لگنا چاہیئے۔

ٹرنٹولا غصے سے دھاڑا

اوکے باس میں ایک بار پھر کوشش کرتا ہوں۔

کوشش ہر صورت میں کامیاب ہو جانی چاہیئے۔

ٹرنٹولا نے یہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

جیب سے نقاب نکال کر پہنا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ کمرے کا دروازہ ایک طویل راہداری میں تھا راہداری بالکل سنسان تھی راہداری سے گزرتا ہوا ایک اور دروازے کے سامنے رک گیا دروازہ بند

تھا۔ اس نے دروازے پر تین دفعہ مخصوص انداز میں دستک دی دوسرے لمحے وہ دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا ٹرنٹولا اندر داخل ہو گیا یہ دروازہ ایک بہت بڑے ہال میں تھا ہال میں صرف چند کرسیاں اور ایک میز تھی باقی سارا ہال خالی تھا۔ ٹرنٹولا ہال سے گزرتا ہوا کونے میں بنے ہوئے ایک اور دروازے کے قریب رکا اور پھر مخصوص انداز میں اس دروازے پر دستک دی دروازہ کھل گیا اور ٹرنٹولا اندر داخل ہو گیا یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے سامنے ایک اور دروازہ موجود تھا دروازے کے باہر ایک نقاب پوش پہرہ دے رہا تھا ٹرنٹولا جیسے ہی اس کے قریب پہنچا۔ نقاب پوش نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کی نالی اس کے سینے پر ٹکا دی اور دھاتی آواز میں غرایا۔

کوڈ۔

ٹرنٹولا نے سٹین گن کی نالی پر تین دفعہ مخصوص انداز میں تھپکی دی نقاب پوش نے سٹین گن ہٹا لی اور مڑ کر دروازہ کھول دیا ٹرنٹولا اندر داخل ہوا یہ ایک وسیع و عریض ہال تھا۔ جس میں بے شمار مختلف قسم کی چھوٹی اور بڑی مشینیں تھیں۔ اور تقریباً دس کے قریب نقاب پوش مختلف مشینوں کو آپریٹ کر رہے تھے۔ ان سب نے صرف ایک لمحے کے لئے آنے والے کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے البتہ اب ان کی حرکات پہلے سے کہیں زیادہ پھرتی تھی۔ ٹرنٹولا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ایک چھوٹی سی مشین کے پاس رک گیا یہ مشین بظاہر ایک درمیانے سائز کا ریڈیو گرام تھا

نقاب پوش اس مشین کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا اس پر ہوئے ڈائلوں کو دیکھ رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے ڈائلوں کے درمیان بہت بڑا ڈائل تھا جس پر سرخ رنگ کے مختلف ہندسے بنے ہوئے اور ایک انتہائی سرخ رنگ کی بڑی سوئی تھرتھرا رہی تھی۔ سوئی اس ت ۲۴۰ کے ہندسے پر تھی۔

نمبر سکس کچھ پتہ چلا۔

ٹرنٹولا کی غراہٹ آمیز سرد آواز نے سرگوشی کی۔

نو سر ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ نمبر سکس نے مشین کے اوپر بنی ہوئی ین پر بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

اس سکرین پر شہر کے ایک مختلف علاقے کا منظر صاف نظر آ رہا تھا اس منظر میں بہت سے لوگ عورتیں، مرد، بوڑھے اور بچے آ جا رہے تھے ڈائل کی سوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی اور سکرین پر منظر بھی اس کے ساتھ ساتھ بدیل ہوتا گیا اچانک ایک سڑک کا منظر سکرین پر ابھرا اور نمبر سکس کے اتھ ساتھ ٹرنٹولا بھی چونک پڑا۔

کیپٹن حمید اور ہیبت خان۔ نمبر سکس حیرت سے بڑبڑایا سکرین پر ایک سڑک کا منظر تھا۔ کیپٹن حمید غنڈوں کے لباس میں بے ہوش ہیبت خاں کو کاندھے پر لادے ہوئے تیزی سے ایک گلی سے باہر نکلا اس کے لی سے نکلتے ہی ایک کار اس کے قریب آ کر رکی جسے ایک لڑکی چلا رہی تھی۔ لڑکی نے کھڑکی سے سر نکالا۔

نمبر سکس نے پھرتی سے ایک اور بٹن دبا دیا مشین پر لگے ہوئے ا
چھوٹے سے لاؤڈ سپیکر پر مختلف آوازوں کا شور ابھرا۔

لڑکی نے کھڑکی سے سر نکال کر حمید کو کہا۔

ہارڈ سٹون۔ اور پھر کیپٹن حمید۔ بے ہوش ہیبت خاں کو کار کی پچھلی سیٹ
پر ڈال کر خود بھی سوار ہو گیا اور کار تیزی سے دوڑنے لگی۔

کیپٹن حمید ابھی تک زندہ ہے۔

ٹرنٹولا بڑبڑایا اس کی آواز میں حیرت نمایاں تھی۔

یس سر۔

نمبر سکس نے آہستہ سے کہا۔

کار کا تعاقب کرو ہمیں اس سے ضرور کرنل فریدی کا پتہ چل جائے
گا۔ ٹرنٹولا نے نمبر سکس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور نمبر سکس نے مشین
پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے لیور کو گھمانا شروع کر دیا منظر پر کار دوڑتی
نظر آ رہی تھی۔ کار سکرین کے فوکس ہی میں رہی مختلف سڑکوں پر گزر کر کار
ایک چھوٹے سے بنگلے پر رک گئی۔ بنگلے کا پھاٹک بند تھا لڑکی کار سے باہر
نکلی اور اس نے پھاٹک کے پاس لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو
دبا دیا۔ پھاٹک خود بخود کھلتا گیا پھر وہ دوبارہ کار میں بیٹھی اور کار بنگلے
کے اندر داخل ہو گئی کار کمپاؤنڈ سے گزرتی ہوئی پورچ میں جا کر رک گئی۔
لڑکی نے باہر نکل کر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا کیپٹن حمید پھرتی
سے باہر نکلا اور پھر اس نے بے ہوش ہیبت خاں کو باہر گھسیٹ لیا

یکن دوسرے لمحے کیپٹن حمید کے سینے پر ہیبت خاں کی لات لگی اور وہ
چل کر لان میں جا گرا۔ ہیبت خاں یقیناً ہوش میں آ چکا تھا لیکن اس
سے پہلے کہ وہ کوئی اور حرکت کرتا لڑکی کا ریوالور اس کی پشت پر لگ گیا۔

ہینڈز اپ۔

لڑکی نے کھردرے لہجے میں کہا۔

اور ہیبت خاں نے چپکے سے ہاتھ اٹھا لئے کیپٹن حمید بھی کپڑے جھاڑ
تا اٹھ کھڑا ہوا اور وہ اطمینان سے چلتا ہوا...... ہیبت خاں کے
قریب آیا اور پھر ایک زناٹے دار تھپڑ ہیبت خاں کے چہرے پر پڑا اور وہ
طرف الٹ گیا۔

لڑکی کے ریوالور کا رخ ابھی تک اس کی طرف تھا حمید نے تھپڑ مار
ایسے ہاتھ جھاڑے جیسے اس کے روز کا معمول ہو۔ پھر ریوالور کے زور پر
وہ دونوں ہیبت خاں کو لے کر کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔ کیپٹن حمید نے
ایک رسی کی مدد سے ہیبت خاں کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے اسے ایک
صوفے پر دھکیل دیا۔

لڑکی تیزی سے ٹیلی فون کی طرف لپکی۔

کلوز کر کے نمبر چیک کرو۔

ٹرنٹولا نے نمبر سکس کو حکم دیا۔ اور نمبر سکس نے ایک لیور کو تیزی
سے گھمایا۔ سکرین پر ٹیلیفون سیٹ بڑا ہونا شروع ہو گیا۔ پھر ایک انگلی نے
نمبر گھمانا شروع کر دیئے نمبر پہ نمبر گھومتے رہے اور جب نمبر گھومنے بند

ہو گئے تو بلیک سکس نے دوسرا لیور دوبارہ گھما دیا اب سکرین پر منظر دیکھا
ہوتا چلا گیا۔ لڑکی کے کانوں سے رسیور لگا ہوا تھا۔

ہیلو ہیلو بلیک فورس نمبر تھری ٹیلی سپیکنگ۔ لڑکی نے رابطہ قائم ہوتے ہی
کہا۔

یس نمبر فور آن دی لائن۔

دوسری طرف سے مدھم سی آواز آئی۔

سر ٹائیگر بمعہ ہیبت خاں کے پوائنٹ نمبر فور ون پر موجود ہے۔

ابھی انہیں وہیں روکو میں تھوڑی دیر میں مزید حکم دوں گا۔

دوسری طرف سے نمبر فور کی آواز ابھری اور لڑکی نے رسیور رکھا
تھری ون کا بٹن دبا کر دیکھو کیپٹن حمید کس میک اپ میں ہے
نے بلیک سکس کو حکم دیا۔

اور بلیک سکس نے پھرتی سے ایک بٹن دبایا اب کیپٹن حمید غنڈے کے
میک اپ میں موجود تھا۔

ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن حمید بچ گیا اور اب اس غنڈے
کے میک اپ میں ٹائیگر بنا ہوا ہے۔

لیکن یہ بلیک فورس اور ہارڈ سٹون کا کیا مطلب ہے؟ ٹھرلا
نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

میرے خیال میں یہ فریدی کی پرائیویٹ تنظیم ہے اور ہارڈ سٹون
اس کا کوڈ ہے۔ بلیک سکس نے اظہار رائے کیا۔

ہاں یہی ہو سکتا ہے۔

ٹھرلا نے کہا۔

ہاں ہیبت خاں کے اغوا سے انہیں کیا فائدہ؟

بلیک سکس نے کہا۔

ہیبت خاں کون ہے؟

ٹھرلا نے پوچھا۔

یہ رشید دادا کا خاص ساتھی ہے

بلیک سکس نے جواب دیا۔

اور ہیبت خاں کے اغوا سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسے رشید دادا اور
اس کے ساتھیوں کے رابطے کے متعلق ضرورت سے زیادہ معلوم ہو گا۔ ٹھرلا نے کچھ سوچتے
ہوئے کہا۔

کیا اسے گولی مار دی جائے۔

بلیک سکس نے پوچھا۔

ابھی نہیں اگر یہ یہیں ختم ہو گیا تو کرنل فریدی سامنے نہیں آسکے گا اس
لیے ہم کرنل فریدی کا پتہ معلوم کر سکتے ہیں۔

ٹھرلا نے کہا۔

اور پھر ان دونوں کی نظریں سکرین پر جم گئیں وہ لڑکی اور کیپٹن حمید
باتیں کر رہے تھے اور ہیبت خاں خاموش بیٹھا انہیں بغور دیکھ
رہا۔

اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی۔ لڑکی چونکی اور پھر تیزی
رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

مسٹر تھرسٹن ٹائیگر اور ہیبت خاں کو ہیڈ کوارٹر بھیج دو۔ ایک
وین ابھی پوائنٹ فوز ون پر پہنچے گی تم تا حکم ثانی وہیں رہو گی۔

اوکے سر۔

لڑکی نے رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید اور ہیبت خاں ایک بند وین میں سوار
اور وین بنگلے سے باہر نکل گئی

اس بنگلے کے محل وقوع نوٹ کر لو۔

ٹرنٹولا نے بزسکس کو حکم دیا۔

کر لیا ہے جناب۔

بزسکس نے جواب دیا۔

اب سکرین پر وین بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ وہ مختلف سڑکوں پر گزرتی
رہی تھی اور ٹرنٹولا کا چہرہ جوش سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

اچانک سکرین تاریک ہو گیا اور پھر مشین مردہ ہو کر رہ گئی۔

یہ کیا ہوا مشین کیوں بند ہو گئی ہے۔

ٹرنٹولا چیخ اٹھا۔

بجلی کی رو بند ہو گئی ہے جناب۔

بزسکس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اوہ یہ بہت برا ہوا اوہ اوہ۔

ٹرنٹولا مٹھیاں بھینچتا ہوا بولا

تم نے اپنے جنریٹر کا انتظام کیوں نہیں کیا۔

ٹرنٹولا دھاڑا۔

اور سب نقاب پوش سہم کر رہ گئے۔

ابھی ہو جائے گا۔

بزسکس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

شٹ اپ یو نان سنس۔

اف کتنا بڑا نقصان ہو گیا۔ ٹرنٹولا بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔

وہ مجرم جس نے حکومت کے بلند و بالا ایوانوں میں زلزلہ طاری کر دیا
آج صرف بجلی کی رو بند ہو جانے سے بے بس ہو گیا تھا

تھوڑی دیر بعد کرنٹ واپس آ گیا۔ مشین میں دوبارہ زندگی سی دوڑ گئی۔
ن روشن ہو گئی لیکن اب سکرین صاف تھی۔

جلدی کرو لیور گھماؤ۔

ٹرنٹولا کے لہجے سے پریشانی عیاں تھی۔

بزسکس نے تیزی سے لیور گھمانا شروع کر دیا منظر
منظر بدل رہا تھا۔ لیکن اس وین کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا۔
ٹرنٹولا کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی وہ ایک بہت بڑ[illegible]
تھا بزسکس لگاتار لیور گھماتا رہا۔ لیکن [illegible] جہاں

غائب ہو گئی تھی۔

اب بند کر دو ۔ ہم ایک بہت بڑا سراغ کھو بیٹھے ہیں۔

تھرتھولا نے دھاڑتے ہوئے بنر سکس سے کہا اور بنر سکس نے
سے بٹن آف کر دیا مشین بند ہو گئی اور ساتھ ہی سکرین بھی تاریک ہو گئی۔

عذرا بانو مرشی کے قلم سے ایک یادگار اصلاحی ا
معاشرتی ناول

شبنم

دو دھڑکتے ہوئے دلوں کی ایک رومان پرور کہا
جس کو آپ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے۔

سفید کاغذ ۔ خوبصورت سرورق ۔ قیمت -/۳۲

جمال پبلشرز ۔ لوہاری گیٹ ملتان

قاسم ہوٹل تھری سٹار کے مین ہال میں ایک میز پر منہ لٹکائے بیٹھا
تھا۔ اس کے چہرے پر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ تمام دنیا سے بیزار ہو
حرکات سے کاہلی اور سستی صاف ظاہر تھی۔ ہال تقریباً سارا بھرا ہوا تھا۔
ہم کے چاروں طرف الٹرا ماڈرن قسم کی لڑکیاں میزوں پر موجود تھیں لیکن
م ان سب سے بیزار بیٹھا تھا۔

اے عنید بھائی، اب ہمیں کہاں سے لے آؤں۔ قاسم نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

لیکن اس کی بڑبڑاہٹ بھی اتنی بلند تھی کہ اس کے پاس کی دو میز

میزوں پر بیٹھے ہوئے افراد نے بخوبی سن لیا۔

آپ نے مجھ سے کچھ کہا۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر کے غیر ملکی نے قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔

خواہ مخواہ تو مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

قاسم نے بُرا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب۔ غیر ملکی نے حیرت سے کہا۔

اور قاسم ایک بار پھر بڑبڑا کر رہ گیا۔

غیر ملکی نے اسے دیکھا جیسے سوچ رہا ہو کہ کوئی پاگل معلوم ہوتا ہے

ابے کمینہ بھائی خدا کے لئے تھوڑی سی دیر کے لئے قبر سے اٹھ آؤ کبھی فل فلوٹی سے تعارف ہی کرادو۔ اللہ بھلی کرے گا۔

قاسم دوبارہ بڑبڑانے لگا۔

اتنے میں ایک خوبصورت سا نوجوان اس کے سامنے خالی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

قاسم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر غصّے اور ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

اکلاق کس چڑیا کا نام ہے۔ اس نے نوجوان پر طنز کی۔

سبز رنگ کی چڑیا کو کہتے ہیں نوجوان نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

کیا مطلب قاسم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں۔

یہ آنکھیں ہی پھاڑتے رہو گے یا چائے بھی پلاؤ گے نوجوان نے مسکراتے ہوئے قاسم سے کہا۔

کیوں چائے پلاؤں کوئی میرے پاس فالتو فنڈ کے پیسے ہیں۔

ابھی تو اخلاق والی چڑیا کا پوچھ رہے تھے۔

ابے کیوں خواہ مخواہ کو میرے سر ہو رہے ہو۔ بھیک مانگنا ہے تو قاعدے سے مانگو۔

قاسم کا غصہ اب عروج پر تھا۔

قاعدے کا ایڈریس بتادو۔

نوجوان کے لبوں پر اب مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

کس قاعدے کا۔ قاسم نے حیرت سے پوچھا۔

جس سے میں بھیک مانگوں گا۔

ابے تم تو سچ مچ کے بھکاری ہو میں تو مجاق کر رہا تھا۔ قاسم نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے بٹوہ نکال کر دس کا ایک نوٹ نکالا اور نوجوان کے سامنے پھینک دیا۔

شکریہ نوجوان نے نوٹ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

اب ٹلو بھی یا یہیں گل محمد بنے بیٹھے رہو گے۔ قاسم نے زور سے کہا۔

چائے پلاؤ تو تمہارا فل فلوٹی سے تعارف بھی کرا دوں گا۔

اور قاسم کی مارے خوشی سے آنکھیں پھٹ گئیں وہ زور سے اچھلا

اور پھر چیخنے لگا بھوت بھوت بچاؤ بچاؤ۔

ہال میں بیٹھے ہوئے سب لوگ چونک پڑے قاسم اندھا دھند بھاگنے لگا اس کے سامنے جو میز بھی آئی الٹتی چلی گئی وہ مسلسل بھوت بھوت پکار رہا تھا۔

کچھ لوگوں نے اس ہاتھی کو بڑی مشکل سے پکڑا۔

کیا بات ہے؟ کہاں ہے بھوت! لوگوں نے حیرت سے پوچھا۔

وہ وہ بیٹھا ہے قاسم نے انتہائی خوفزدہ انداز میں اپنی میز پر بیٹھے ہوئے نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور سب لوگ حیرت سے اس نوجوان کی طرف دیکھنے لگے جو اب اٹھ کر انہیں کی طرف آرہا تھا۔

بچاؤ بچاؤ وہ آرہا ہے۔

قاسم نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن بہت سے لوگوں نے اسے مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ دوسرا شاید خوف کی وجہ سے اس کی وہ بے پناہ قوت بھی زائل سی ہو گئی تھی نوجوان جیسے ہی قریب آیا قاسم نے آنکھیں بند کرلیں۔

قاسم پاگل مت بنو ہوش میں آؤ۔ نوجوان نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اور قاسم نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولنی شروع کردیں اور پھر جیسے ہی اس نوجوان پر اس کی نظر پڑی اس نے پھر آنکھیں بند کرلیں اور چیخنا

اور پھر اس نے زور سے جھٹکا مارا اور لوگوں سے چھوٹ کر گیٹ کی طرف بھاگنا شروع کردیا۔ لوگ ایک طرف ہٹتے چلے گئے اور قاسم تیزی سے مین گیٹ سے باہر نکل گیا اس کے پیچھے پیچھے وہ نوجوان بھی باہر آگیا لوگ حیرت سے منہ پھاڑے دیکھتے رہ گئے۔

قاسم تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحے بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل گئی لیکن خوف اور تیزی کی وجہ سے اسے شاید معلوم نہ ہو سکا کہ وہی نوجوان پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہے ہوٹل سے کافی دور آنے کے بعد قاسم نے اطمینان سے سانس لیا ماتھے سے پسینہ پونچھا اور پھر بڑبڑایا۔

اللہ نے بچا لیا ورنہ بھوت چمٹ گیا تھا۔

اچانک قاسم کو پشت پر ریوالور کی نال کی چبھن محسوس ہوئی اور اسی لمحے اس نے بیک مرر میں اسی نوجوان کو دیکھ لیا۔

اس کی ایک بار پھر چیخ نکل گئی سٹیرنگ اس کے ہاتھ سے چھوٹتا چھوٹتا بچا شکر ہے سڑک پر ٹریفک زیادہ نہیں تھی۔ ورنہ ایکسیڈنٹ ہونے میں کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی۔

کار روکو۔

نوجوان نے سختی سے کہا۔

اور قاسم نے بریک پر پورا دباؤ ڈال دیا۔ کار ایک طویل بریک مار کر رک گئی۔

باہر نکلو۔ اسی نوجوان نے اسے حکم دیا۔

اماں بھوت صاحب میری جان چھوڑدو۔ میں تو اللہ میاں کا نیک بندہ ہوں۔ قاسم نے کان کو ہاتھ لگایا۔

تم باہر نکلو نوجوان کی آواز کرخت ہو گئی۔

با دل نخواستہ قاسم کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ کار اس وقت نیشنل پارک کے قریب رکی ہوئی تھی۔ نوجوان قاسم کو دھکیاں دیتا ہوا نیشنل پارک کے ایک کونے میں لے آیا۔ سنسان جگہ دیکھ کر قاسم کی روح فنا ہو رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا بجانے یہ بھوت کیا کرنے والا ہے۔

اس بنچ پر بیٹھ جاؤ۔

نوجوان نے اسے کہا۔

اور وہ خاموشی سے بنچ پر بیٹھ گیا اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ سارا جسم خوف کے مارے کانپ رہا تھا۔

ہاں اب بتاؤ تمہیں کیا سزا دی جائے۔ نوجوان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

جن صاحب خدا کے واسطے مجھے معاف کر دو میں بڑا مظلوم آدمی ہوں۔ قاسم نے اب باقاعدہ ہاتھ باندھ کر التجا کرنی شروع کر دی۔

تم نے مجھے بھکاری کیوں کہا تھا۔

جاؤ بابا میں بھکاری میرا باپ سالا سر عام بھکاری میری بیوی چھپکلی بیگم بھکاری۔

نہیں نہیں میں تمہیں تین مہینے کے لئے اس درخت کے ساتھ الٹا لٹکا دیتا ہوں۔

نوجوان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

الٹا تین مہینے باپ رے باپ میں مر جاؤں گا میرا باپ یتیم ہو جائے میری بیوی رنڈوی ہو جائے گی۔

قاسم کا خوف اب پورے عروج پر تھا اچانک اسے کچھ خیال آیا وہ بنچ سے زمین پر لیٹ گیا اور ناک سے لکیریں کھینچنا شروع کر دیں ایک عجیب سین تھا نوجوان ہنسی دبانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

بیوی رنڈوی ہو جائے گی۔ نوجوان نے اس کا کہا ہوا فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔

بیوی کے ساتھ رنڈوی کا لفظ سنتے ہی قاسم کی ذہنی رو پلٹ گئی اور بھوت کا سارا خوف جیسے غائب ہو گیا غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا وہ تقریباً دھاڑتا ہوا اٹھا۔

کیا کہا رنڈی میری بیوی رنڈی سالے تمہاری بھوتنی ہو۔ رنڈی تمہاری بھوتنی کی اماں جان ہو رنڈی ٹانگیں نہیں چیر دوں گا بڑے آئے سالے بھوت بن کے۔

ارے ارے سنو تو۔

قاسم کو غصے میں اپنی طرف آتا دیکھ کر نوجوان دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن قاسم غصے میں اس کی طرف بڑھتا ہی گیا۔

ارے سنو تمہارے حمید بھائی کا کیا حال ہے۔ نوجوان نے اچھ
طرف اچھلتے ہوئے کہا۔

مر گئے سارے عنید بھائی سالے جہنم کا ایندھن قاسم۔

اگر میں تمہیں حمید سے ملا دوں تو۔ نوجوان نے قاسم سے اپنے آپ
کو بچاتے ہوئے کہا۔

اور قاسم یک دم رک گیا۔

کیا کہا حمید سے ملا دو گے تو کیا مجھے قبرستان لے جاؤ گے اور ہاں
عنید بھائی کی تو قبر ہی نہیں ہے قاسم کو خیال آگیا۔

تم آرام سے سنو۔

نوجوان نے نرمی سے کہا۔

سناؤ۔

قاسم اب ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔

تمہارا عنید بھائی ابھی زندہ ہے اس دن سڑک پر وہ مرا نہیں تھا
تم بے ہوش ہو گئے تھے اس لئے تمہیں پتہ نہیں چلا۔

لیکن وہ سالا گھنٹی کی اولاد ٹرن ٹرن ٹولا کیا جھوٹ بولتا تھا۔ قاسم
نے ہاتھ لچکاتے ہوئے کہا۔

ہاں اس نے جھوٹ بولا تھا۔ کرنل فریدی نے حمید کو بچایا تھا۔

اللہ قسم۔ قاسم نے یقین نہ کرنے والے انداز میں کہا۔

ہاں تو پتہ ہے کرنل فریدی کتنا اونچا آدمی ہے پھر وہ حمید کو کیسے

ے دیتا۔

نوجوان اب نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

ہاں یہ بات ہے قاسم نے سوچتے ہوئے کہا لیکن ہوٹل میں تم نے
ید بھائی جیسی آواز کیوں نکالی تھی۔

قاسم کو یکدم خیال آگیا۔

اس لئے کہ میں خود حمید ہوں۔

نوجوان نے اطمینان سے کہا۔

ارے نہیں۔

یہ دیکھو اور حمید نے چہرے پر سے ایک باریک سی جھلی اتار دی
ب حمید اصل شکل میں موجود تھا۔

اوہ عنید بھائی میرے مرے ہوئے عنید بھائی ر۔

قاسم نے اچانک اچھل کر حمید کو بغل گیر کر لیا۔ حمید نے بچنے کی
وشش کی لیکن قاسم اچانک جھپٹا تھا اس لئے حمید اس کے قابو چڑھ گیا
قاسم نے اسے جوش میں پوری قوت سے بھینچنا شروع کر دیا۔

عنید بھائی تو تم تھے ہوٹل میں میں سمجھا عنید بھائی کا بھوت ہے۔

ادھر حمید کی ہڈیاں کڑکڑا رہی تھیں اس کا دم گھٹا جا رہا تھا اس کے
حلق سے بمشکل آواز نکل رہی تھی۔

ارے ہاتھی کے بچے چھوڑ بھی میں مر رہا ہوں۔

کوئی بات نہیں دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے قاسم نے اطمینان سے کہا۔

حمیداب واقعی مرنے کے قریب ہو گیا تھا اس نے سوچا
ایک منٹ اور اس نے نہ چھوڑا تو واقعی دم گھٹ کر مرجائے گا اس کے ذ
میں ایک ترکیب آئی اس نے پھرتی سے قاسم کی بغل میں گدگدی کردی اور
جھٹکے سے علیحدہ ہو گیا۔

ہی ہی ابے کیا کرتا ہے۔

حمید کا منہ خون کے دباؤ کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا چند لمحے تک وہ ا
سانس ٹھیک کرتا رہا اس زوردار ملاپ کے دوران اس کے میک اپ کی جھلی
چکی تھی اس نے گھاس پر سے وہ جھلی اٹھائی اور پھر منہ پر چڑھائی اب وہ دو
اسی نوجوان کے میک اپ میں تھا۔

پھر جیسے ہی وہ جھلی چڑھا کر فارغ ہوا اچانک اسے کمر میں ریوالور کی نا
کی چبھن محسوس ہوئی اور پھر ایک سرد آواز گونجی۔

ہینڈز اپ کیپٹن حمید اور حمید نے خاموشی سے ہاتھ اوپر کر لئے۔

ایک آدمی نے قاسم کی کمر میں بھی ریوالور لگایا اور قاسم سونٹوں کی طر
منہ لٹکوئے کھڑا تھا

حمید سوچ رہا تھا کہ غلطی اس سے ہوئی وہ خواہ مخواہ قاسم ک
چکر میں اپنا میک اپ اتار بیٹھا۔

باہر چلو۔ اسی آواز نے حمید کو کہا۔

اور حمید خاموشی سے پارک کے دروازے کی طرف چل پڑا۔

سیاہ رنگ کی بند وین مختلف سڑکوں پر سے چکراتی ہوئی آخر زیرو
ہاؤس میں داخل ہو گئی زیرو ہاؤس بلیک فورس کا مقامی ہیڈ کوارٹر تھا۔
در فریدی آج کل وہیں رہائش پذیر تھا۔ وین پورچ میں رکنے کی بجائے
سیدھی گیراج میں چلی گئی ہیڈ کوارٹر کے لئے فریدی نے پابندی لگائی ہوئی
تھی کہ کوئی کار یا وین کمپاؤنڈ میں کسی صورت میں نہ کھڑی کی جائے بلکہ
متعلقہ گیراجوں میں روکی جائے یہ گیراج زمین دوز تھے بلکہ متعلقہ اندر سے
ہی راستے ہیڈ کوارٹر کے کمروں میں جانے کے لئے بنے ہوئے تھے وین ایک
گیراج میں جا کر رک گئی وین کے رکتے ہی کیپٹن حمید نے جو اس وقت ٹائیگر

کے روپ میں تھا بندھے ہوئے ہیبت خاں کو باہر نکالا اور پھر اسے اندرونی راستے سے زیریں ہاؤس کے ڈرائینگ روم میں لے گیا کیوں کہ فریدی اس وقت وہیں بیٹھا ہوا تھا۔

ہیبت خاں کے چہرے پر الجھنیں ہی الجھنیں بکھری ہوئی تھیں۔

صوفے پر بیٹھ جاؤ۔ فریدی نے حکم دیا اور وہ خاموشی سے سا
پڑے ہوئے ایک صوفے پر بیٹھ گیا حمید بھی فریدی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے ہیبت خاں سے معلوم کردہ تمام حالات بڑی سنجیدگی سے سنا دیئے۔

ہوں تو بتاؤ شیرو دادا ٹرنٹولا سے کس بنا پر رابطہ قائم کرتا تھا۔ فرید
نے سنجیدگی لیکن انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

میں نہیں جانتا۔

ہیبت خاں نے جواب دیا۔

مجھے جانتے ہو۔

فریدی نے اس سے پوچھا۔

نہیں۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ تم نے مجھے غیر قانونی طور پر باندھ رکھا ہے اور اس کی جواب دہی تمہیں عدالت میں کرنی ہوگی۔ ہیبت خا
نے سخت آواز میں رعب ڈالتے ہوئے کہا۔

اور فریدی ہنس پڑا۔ میں اپنے معاملات خود نپٹاتا ہوں اس لئے عدا
جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیوں نہ ہم یہیں عدالت قائم کرلیں تاکہ ہیبت خاں کی حسرت دل نہ رہ جائے۔

حمید نے شوخی سے کہا۔

اور شاید تم خود جج بننا چاہتے ہوگے فریدی نے بھی مذاق کے
ڈ میں آتے ہوئے کہا۔

صاف ظاہر ہے ہیبت خاں مدعی ہے آپ ملزم تو جج تو مجھے ہی بننا
ے گا لیکن میں انصاف کے دوران کوئی رعایت نہیں برتوں گا۔

حمید نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا جیسے وہ سچ مچ انصاف کی کرسی
بیٹھا ہوا ہو۔

تو جج صاحب آپ پہلے مدعی کو میرا نام بتا دیں۔ اگر اس کے بعد
ی وہ دعویٰ کرنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

فریدی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

تو سنو مدعی صاحب تمہارے مدعا علیہ کا نام ہے کرنل فریدی۔ حمید
ے لہجے کو پروقار اور رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

کرنل فریدی، ہیبت خاں نے یوں اچھلنے کی کوشش کی جیسے اسے
سی سانپ نے کاٹ لیا ہو۔

اس کا چہرہ زرد پڑ گیا آنکھیں حیرت اور خوف کے ملے جلے جذبات
لئے ابل پڑیں۔

وہ کرنل فریدی کی طرف اس طرح دیکھنے لگا جیسے کبوتر بلی کو دیکھتا ہے

تو تو اس کے منہ سے خوف کے مارے آواز ہی نہیں نکل رہی
ابے کیا تو تو لگا رکھی ہے بتا اب دعویٰ کرتا ہے یا نہیں۔ حمید نے
جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

لیکن۔ لیکن اس کا ثبوت۔ آخر ہیبت خاں نے حواس بحال کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

ثبوت اس کا یہ ہے کہ جج خود کیپٹن حمید ہے۔ حمید نے معنی خیز نظروں سے ہیبت خاں کو گھورتے ہوئے کہا۔

اور ہیبت خاں حیرت زدہ زیادتی کی وجہ سے ششدر رہ گیا۔

ناممکن کیپٹن حمید مر چکا ہے اس نے رکتے رکتے کہا۔

تو یہ دیکھو حمید کرسی سے اٹھا۔ الماری سے امونیا کی بوتل نکالی اور اپنا چہرہ صاف کرلیا اب وہ اپنی اصلی شکل میں تھا۔

کیپٹن حمید کو اپنے سامنے صحیح وسلامت دیکھ کر ہیبت خاں کا چہرہ لٹک گیا۔ اب اسے یقین ہوگیا کہ دوسرا فریدی ہی ہوگا اور کرنل فریدی سے وہ بخوبی واقف تھا اس لئے اس نے کچھ بتانے سے پس و پیش نہ کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔

پوچھئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ اب ہیبت خاں کے چہرے پر مرعوبیت کی جھلک نمایاں تھی۔

شیرو دادا ٹرنٹولا سے کس نمبر پر رابطہ قائم کیا کرتا تھا۔

تھری نین صفر ایک ایک آٹھ ہیبت خاں نے اطمینان سے نمبر بتادیا

یہ نمبر تو ٹیلیفون ڈائرکٹری میں موجود نہیں کرنل فریدی نے حیرت سے
ہا۔

جی ہاں میں جانتا ہوں لیکن شیرو دادا اسی نمبر پر ٹرنٹولا سے گفتگو
ھا۔

ریسیور ٹرنٹولا بذات خود اٹھایا کرتا تھا۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

یہ معلوم نہیں ویسے دوسری طرف سے پہلے ایک زنانہ آواز آتی۔

کس سے ملنا ہے؟

اور شیرو دادا کہتا ٹرنٹولا سے۔

پھر دوسری طرف سے پوچھا جاتا۔

ٹرنٹولا کے زہر کا تریاق کیا ہے۔

اور شیرو دادا جواب دیتا ناچنا اور گانا۔

پھر ہلکی سی کھٹک کی آواز آتی اور سلسلہ مل جاتا۔

تمہیں اتنی تفصیل سے یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوگیا۔ کرنل فریدی نے
ل کیا۔

دراصل ایک بار شیرو دادا کسی فوری کام کے لئے باہر جا رہا تھا
ں نے مجھے یہ سب کچھ سمجھا دیا تھا تاکہ میں ایک مخصوص ٹائم پر ٹرنٹولا
ٹیلی فون کرکے پیغام دے دوں۔

ہیبت خاں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

کیا پیغام تھا؟

کام ہوگیا ہے۔

کون سا کام ؟

فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

یہ تو مجھے علم نہیں بس میں نے یہ فقرہ کہہ دیا تھا۔

ہوں۔ فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر حمید سے مخاطب ہو کر بولا۔

حمید ذرا ٹرنٹولا کے نمبر ملادو۔

لیکن حمید نے قدرے تذبذب سے کہا۔

کیا ٹرنٹولا اس کال کے ذریعے ہمارے نمبر کا پتہ نہیں چلائے گا۔

احمق۔ ہمارا ٹیلیفون نمبر خفیہ ہے ایکسچینج میں ایسا کوئی نمبر نہیں ہے

اوکے۔ حمید نے مطمئن ہو کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر ہیبت خاں کا بتلایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا چند سیکنڈ بعد رابطہ قائم ہوگیا اور ایک ترنم سے زنانہ آواز حمید کے کانوں سے ٹکرائی۔

کس سے ملنا ہے حمید آواز سن کر ہی مست ہوگیا اس کا جی چاہا کہہ دے آپ سے محترمہ لیکن پھر اسے سچوئیشن کا خیال آگیا اور اس نے اپنے خیال کو دباتے ہوئے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

ٹرنٹولا سے۔

ٹرنٹولا کے زہر کا تریاق کیا ہے ؟

حمید نے سوچا کہ کہہ دے آپ کی مترنم آواز لیکن پھر اس نے جواب

ناچنا اور گانا۔

جیسے ہی یہ الفاظ حمید کی زبان سے نکلے ہلکی سی کھٹک کی آواز آئی پھر ایک غراہٹ سے بھرپور آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

کون بول رہا ہے ؟

اور حمید نے جلدی سے رسیور فریدی کی طرف بڑھا دیا۔

فریدی نے ہیلو کہا۔

کون بول رہا ہے۔ دوسری طرف غراہٹ زیادہ شدید ہوگئی

کرنل فریدی۔ فریدی نے مطمئن انداز میں کہا۔

کس سے ملنا ہے۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز میں اب بوکھلاہٹ کا عنصر بھی موجود تھا۔

ٹرنٹولا سے۔ فریدی نے اسی طرح اطمینان سے کہا۔

سوری رانگ نمبر دوسری طرف سے آواز آئی۔

بکواس مت کرو میں جانتا ہوں تم ٹرنٹولا بول رہے ہو۔ میں تمہیں رنگ دیتا ہوں کہ اب تم میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

سنو، کرنل فریدی میں نے اب تک جان بوجھ کر ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ لیکن اب تم نے براہ راست مجھے دھمکی دی ہے اس لیئے اب سنبھل کر رہنا اب میں سب سے پہلے تمہیں ختم کر دوں گا ویسے مجھے علم ہے کہ

میرا مخبر کس سے معلوم کیا ہے تمہیں ابھی تک ٹرنٹولا کی طاقت کا صحیح اندازہ نہیں ہوا ہے۔

کیا تم یہ بتا کر میری معلومات میں اضافہ نہیں کرو گے کہ میں نے یہ خبر کہاں سے حاصل کیا ہے فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

تو سنو تمہارے کیپٹن حمید نے جو میک اپ میں ہے اور جس نے اپنا جعلی نام ٹائیگر رکھا ہوا ہے شیر دادا کے ساتھی ہیبت خاں کو شیر دادا کے اڈے سے اغوا کیا اور وہاں سے تمہاری بلیک فورس کی کار میں اسے ڈال کر پوائنٹ فور ون پر لے جایا گیا وہاں سے ان دونوں کو ایک بند ویگن میں سوار کر کے پوائنٹ دن پر لے جایا گیا ہیبت خاں سے تم نے یہ خبر حاصل کیا۔ اور اب تم مجھے ٹیلی فون کر رہے ہو کیوں کیا میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ ٹرنٹولا نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

اور فریدی یہ سب کچھ سن کر حیرت سے دنگ رہ گیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ٹرنٹولا کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا۔

کیوں سانپ کیوں سونگھ گیا تمہیں تو اپنے آپ کو جاسوس اعظم سمجھے پھر رہے تھے دو چار تھرڈ کلاس مجرموں کو گرفتار کر کے تم نے سمجھ لیا کہ تم نے کوئی بڑا تیر مار لیا ہے۔

ٹرنٹولا نے ایک زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اور فریدی نے خاموشی سے رسیور رکھ دیا۔

اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا زندگی میں پہلی بار اس نے ٹرنٹولا جیسا

…ناک مجرم ٹکرایا تھا جس کے سامنے اس کی بلیک فورس اور اس کا ہیڈ …ڑ بھی چھپا نہ رہ سکا۔

حمید کیا تمہارا کسی نے تعاقب کیا تھا۔ فریدی نے اچانک حمید سے سوال…

ہرگز نہیں۔ حمید نے اطمینان سے کہا۔

تو پھر ٹرنٹولا کو یہ سب کچھ کیسے پتہ چل گیا فریدی نے سوچتے ہوئے کہا بلیک فورس، ٹائیگر، پوائنٹ فور ون پوائنٹ دن۔ تو کیا ٹرنٹولا کو سب معلوم ہو گیا ہے یہ تو انتہائی خطرناک سچویشن پیدا ہو گئی ہے۔ فریدی کمرے …ں ٹہلنے لگا اس کی آنکھوں سے پریشانی صاف عیاں تھی۔

پاکستان کے نامور جاسوسی ناول نگار جناب

ایم اے ساجد

…کے قلم سے ایک اور شاہکار

کرانگ ڈیتھ

سلور جوبلی نمبر

کرانگ ڈیتھ کیا تھا جس نے صفدر جیسے باہمت نوجوان کو بھی زندگی سے …مایوس کر دیا۔ کرانگ ڈیتھ۔ ایک پُر اسرار اور سنسنی خیز مہم جو صرف دس …دنوں میں انجام پائی۔ اور یہ دس دن عمران نے موت کے منہ میں لٹکتے ہوئے گزارے۔

قیمت پندرہ روپے

جمال پبلشرز بوہڑ گیٹ ملتان

ملک کی حالت بالکل ابتر ہو چکی تھی۔ تمام انتظامیہ مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ بہت سے اعلیٰ آفیسروں اور وزیروں اور دیگر حکام نے ٹرنٹولا کے خوف سے استعفے دے دیئے تھے عوام کی پریشانی عروج پر پہنچ چکی تھی۔ کاروبار جامد ہو کر رہ گئے تھے عوام چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پس رہے تھے۔

حکومت اس تمام صورتحال کی ذمہ داری ٹرنٹولا پر ڈال رہی تھی اور ادھر ٹرنٹولا اس کی ذمہ داری حکومت پر ڈال رہی تھی اب تو عوام کی زیادہ تعداد ٹرنٹولا کے حق میں ہوتی جا رہی تھی۔ لوگوں نے تنگ آکر

ب حکومت کے خلاف مظاہرے کرنے شروع کر دیئے تھے حکومت عوام مظاہروں سے اور بھی زیادہ بوکھلا گئی۔ غنڈوں اور شرپسند عناصر نے الات سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ لوٹ مار۔ چوری ڈاکہ زنی عام ہو گئی۔ ان بدترین حالات میں ٹرنٹولا کی ایک اور دھمکی اونٹ کی پیٹھ پہ ری تنکہ ثابت ہوئی۔

اخباروں میں سرخ حاشیوں سے اس کی نئی دھمکی شائع ہوئی۔

ٹرنٹولا ملک کے تمام جاگیرداروں مل مالکوں۔ نوابوں ٹھیکیداروں کو بردار کرتا ہے کہ وہ عوام کا خون چوسنے سے باز آجائیں تمام جاگیردار اپنی جاگیروں کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر کاشت کاروں میں تقسیم کر دیں تمام مل مالک اپنی ملوں میں مزدوروں کو حصہ دار بنائیں تمام ٹھیکیدار یہ سوچ لیں کہ آئندہ انہوں نے اپنے زیر تعمیر کاموں میں کسی بے ایمانی سے کام لیا تو انہیں موت کی سزا دی جائے گی ٹرنٹولا عظیم قوت ہے ٹرنٹولا سے ٹکرانا موت کو دعوت دینا ہے۔

عوام کے مفادات کا نگہبان

ٹرنٹولا

یہ نئی دھمکی تو جاگیرداروں مل مالکوں۔ نوابوں اور ٹھیکیداروں پر آسمانی بجلی بن کر گری خوف کے مارے ان کے چہرے زرد پڑ گئے انہیں علم ہو گیا کہ اب روز حساب آگیا ہے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ انہوں نے ٹرنٹولا کے کہنے پر فوری عمل نہ کیا تو ٹرنٹولا اپنی دھمکی پر بھی عمل کر

گذرے گا کوئی جاگیر داروں کو یہ اعلان سن کر ہارٹ اٹیک شروع ہو گئے ٹرنٹولا نے یہ دھمکی دے کر عوام کو اور زیادہ اپنے حق میں کر لیا اب لوگوں نے کھلم کھلا ٹرنٹولا کی تعریفیں کرنی شروع کر دیں لیکن پھر گورنمنٹ کی مشینری حرکت میں آگئی اور ٹرنٹولا کے حق میں باتیں کرنے والے عوام کی پولیس نے دھڑا دھڑ گرفتاریاں شروع کر دیں۔ عوام بھڑک اٹھے مظاہروں میں شدت پیدا ہوتی چلی گئی۔

ملک میں سرعام قتل و غارت شروع ہو گئی پولیس اور عوام ایک دوسرے سے ٹکرا گئے اور پھر صدر مملکت نے اس نازک ترین صورت حال سے گھبرا کر ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا فوجوں نے حکومت کا نظام سنبھال لیا اس سے وقتی طور پر یہ فائدہ ہو گیا کہ ملک میں امن وامان بحال ہو گیا عوام خاموش ہو گئے لیکن اب ٹرنٹولا کی عزت ان کے دل میں بڑھ گئی وہ عوام کا ہیرو بن گیا۔ ملٹری انٹیلیجنس کے جاسوسوں نے ٹرنٹولا کو گرفتار کرنے کی سرتوڑ کوشش شروع کر دی لیکن بے سود ٹرنٹولا کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا۔

صدر مملکت نے کرنل فریدی سے فون پر رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن کرنل فریدی سے ہزار کوششوں کے باوجود رابطہ قائم نہ ہو سکا کرنل فریدی اپنے بتائے ہوئے ٹیلیفون نمبر پر بھی نہ مل سکا۔

اس وقت وہ اپنے ایوان صدر میں کسی اپنے مخصوص کمرے میں ٹہل رہے تھے۔ ان کا چہرہ پریشانیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ ان کی سمجھ میں نہیں

رہا تھا کہ یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا ٹرنٹولا کا پتہ نہیں چل رہا تھا ملکی حالات بدتر ہو گئے تھے مارشل لاء زیادہ عرصہ تک نافذ نہیں رکھا جا سکتا تھا کیوں کہ خطرہ تھا کہ دشمن ملک کہیں اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر ملک پر حملہ نہ کر دیں ایک عجیب الجھن تھی جس کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا۔

اچانک کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی صدر مملکت نے ریسیور اٹھا لیا۔

سر کوئی کرنل ہارڈسلوٹن آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں ان کے سیکرٹری نے انہیں اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا۔

صدر مملکت نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور پھر انہوں نے زور سے ریسیور کریڈل پر دے مارا۔

لیکن چند لمحے بعد گھنٹی دوبارہ بج اٹھی۔ انہوں نے ریسیور اٹھایا اور دھاڑے۔

ایک بار میں نے کہہ دیا کہ میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا پھر تم نے دوبارہ رنگ کرنے کی جرأت کیسے کی وہ غصے میں بولتے چلے گئے

سوری معافی چاہتا ہوں میں کرنل فریدی بول رہا ہے۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

اور صدر مملکت کا لہجہ اچانک بدل گیا۔

فریدی تم کہاں ہو میں نے کتنی بار تم سے رابطہ قائم کرنا چاہا تم کہہ رہے تھے کہ تم مجرم کو جلد ہی گرفتار کر لو گے۔ لیکن ...،

سر قطع کلامی معاف اس سلسلے میں آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں۔ فریدی نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

تو آؤ جلدی آ جاؤ۔

انہوں نے تیزی سے کہا۔

سر آپ سیکرٹری صاحب کو کہہ دیں۔ فریدی نے جواب دیا۔

اوہ ریسیور سیکرٹری کو دو۔ صدر مملکت نے تیزی سے کہا۔

یس سر دوسرے لمحے سیکرٹری کی آواز آئی۔

سیکرٹری کرنل فریدی کو فوراً میرے خاص کمرے میں پہنچا دو۔ صدر مملکت نے حکم دیا۔

اوکے سر۔ سیکرٹری نے جواب دیا۔

اور چند لمحے کے بعد کرنل فریدی صدر مملکت کے کمرے میں پہنچ گئے۔

تم۔ صدر مملکت نے حیرت سے کرنل فریدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

سر میک اپ کرنل فریدی نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ صدر مملکت نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا

بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے سامنے رکھے ہوئے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور کرنل فریدی نے حکم کی تعمیل کی۔

ہاں اب بتاؤ ٹرنٹولا کے سلسلے میں تم کہاں تک پہنچے۔ انہوں نے قدرے طنزیہ انداز میں کہا۔

اور کرنل فریدی نے انہیں تفصیلاً سب کچھ بتایا کہ اس نے کس طرح فون نمبر پتہ چلایا۔ لیکن تفصیل میں اس نے بلیک فورس کا حوالہ بالکل نہیں دیا۔

لیکن اس سے ٹرنٹولا کی گرفتاری میں کیا مدد ملے گی۔ اور پھر عوام کو مطمئن کرنے کے لئے ثبوت کہاں سے آئیں گے۔

سر یہ سب کچھ آپ مجھ پر چھوڑ دیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں دو دن کے اندر اندر میں ٹرنٹولا کو مع ثبوت کے آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ میں صرف اس لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ ٹاپ اتھارٹی شو کر دیں تاکہ میں بلا روک ٹوک ہر قسم کی کارروائی کر سکوں اور سوائے آپ کے اور کسی کے سامنے جواب دہ نہ ہوں۔

فریدی نے کہا۔

لیکن اس اتھارٹی کی تمہیں کیا ضرورت آن پڑی مجھے وضاحت چاہئے

صدر مملکت نے کچھ پس و پیش کرتے ہوئے کہا۔

دیکھئے سر ملک میں اس وقت مارشل لاء ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ٹرنٹولا کو گرفتار کرنے کے لئے اس کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کے لئے مجھے چند ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے جن کے لئے ٹاپ اتھارٹی کا ہونا انتہائی ضروری ہے فریدی نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"لیکن" صدر مملکت نے ہچکچاتے ہوئے کہا کیوں کہ انہیں علم تھا کہ یہ اتھارٹی سائن کرنل فریدی کو لامحدود اختیارات کا مالک بنا دے گا۔ اور اگر کرنل فریدی نے ذرا سا بھی اس سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا۔ تو وہ ٹرنٹولا سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔

آپ مجھ پر اعتماد کریں جناب میں انشاء اللہ آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔ فریدی نے صدر مملکت کی ہچکچاہٹ کی وجہ سمجھتے ہوئے کہا۔

اوکے۔ صدر مملکت نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا لیکن یہ یاد رکھو دو دن کے اندر اندر ٹرنٹولا بمعہ ثبوت کے گرفتار ہو جائے۔

ایسا ہی ہوگا سر۔ کرنل فریدی نے اعتماد سے کہا۔

اور صدر مملکت نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے چند لمحے بعد وہ اپنے آفس سیکرٹری سے بات کر رہے تھے۔

سیکرٹری ایک ٹاپ اتھارٹی سائن تیار کر کے فوراً میرے پاس پہنچا دو۔ انہوں نے سیکرٹری کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد سیکرٹری ٹاپ اتھارٹی سائن جو کہ ایک چھوٹا سا کارڈ تھا۔ ان کے سامنے رکھ دیا صدر مملکت نے اس پر دستخط کئے اور پھر وہ سائن فریدی کے حوالے کر دیا۔

فریدی نے ایک نظر سائن کو دیکھا اور پھر اسے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

اچھا سر مجھے اجازت دیجئے فریدی نے اجازت طلب نظروں سے صدر مملکت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اوکے وش یو گڈ لک۔ صدر نے اسے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

اور فریدی سیلوٹ کر کے کمرے سے باہر نکل آیا۔

پاکستان کے منفرد جاسوسی ناول نگار
جناب مظہر کلیم ایم اے
شاہکار ناول ——— !!!!

سابولیٹ آگر

سابولیٹ آگر ——— ایک خوفناک بین الاقوامی تنظیم۔
سابولیٹ آگر ——— جس نے عمران کے ملک میں لاشیں ہی لاشیں پھیلا دیں۔
سابولیٹ آگر ——— جس کے کارندے بے گناہ شہریوں کیلئے موت کے فرشتے ثابت ہوئے
سابولیٹ آگر ——— جس کا دوسرا نام موت تھا۔
سابولیٹ آگر ——— جس نے عمران کو حماقتوں کا لبادہ اتارنے پر مجبور کر دیا۔
اعلیٰ کتابت ——— بہترین طباعت ——— خوبصورت سرورق

جمال پبلشرز ——— بوہڑ گیٹ ملتان ۲

حملہ آوروں نے کیپٹن حمید کو پارک کے باہر کھڑی ہوئی ایک
سی سپورٹس کار میں بٹھا دیا اور پھر کار تیزی سے آگے بڑھتی
لیکن اس سے پہلے قاسم کو کلوروفارم سے تر رومال کے ذریعے
ہوش کر دیا گیا تھا چنانچہ گرانڈیل قاسم وہیں پارک میں بے ہوش
اور حملہ آور حمید کو لے کر چل دیئے سپورٹس کار مختلف سڑکوں پر
گزرتی چلی جا رہی تھی کیپٹن حمید کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی اور
ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے تھے یہ سب کچھ ریوالور کے زور پر
اور کیپٹن حمید نجانے کیا سوچ کر خاموش رہا تھا۔

کار کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر چلنے کے بعد رک گئی
کیپٹن حمید کو نیچے اتار دیا گیا اور پھر وہ اسے لے کر چلتے رہے ایک
ر رک کر اس کی آنکھوں سے پٹی اتار دی گئی۔ کیپٹن حمید نے آنکھیں
لیں اور پھر حیرت سے اس جگہ کو دیکھنے لگا۔ وہ ایک بہت بڑا ہال
ا جس میں چاروں طرف مشینیں ہی مشینیں فٹ تھیں متعدد نقاب پوش
لف مشینوں کو آپریٹ کر رہے تھے۔ ہال میں مشینوں سے نکلنے والے
ر کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔ پھر ایک طویل القامت اور
ی الجثہ نقاب پوش اس کی طرف بڑھا حمید کے ساتھ آنے والے
راد نے اسے سیلوٹ کیا۔
کیپٹن حمید جانتے ہو تم کہاں ہو۔ آنے والے نقاب پوش نے رعب
ار آواز میں کہا۔
مشینی جنت میں۔ کیپٹن حمید نے مطمئن انداز میں کہا۔
اور نقاب پوش نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔
ٹھیک ہے تم نے صحیح سوچا لیکن یہ جنت دوستوں کے لئے
ے دشمنوں کے لئے نہیں۔
کیپٹن حمید خاموش رہا وہ بغور ایک مشین کی طرف دیکھ رہا تھا جس
کے اوپر لگی ہوئی بڑی سکرین پر دارالحکومت کے بازار نظر آ رہے تھے
کیپٹن حمید کو روم نمبر تھری میں پہنچا دو۔ نقاب پوش نے حمید کے
ساتھ آنے والے افراد سے کہا۔

اور انہوں نے سر جھکا دیا اور پھر حمید ان کی رہنمائی میں اس ہا
سے نکل کر اور مختلف کمروں سے ہوتا ہوا ایک چھوٹے سے کمرے
میں پہنچا جہاں سامنے دیوار پر ایک بہت بڑی سکرین فٹ تھی کیپٹن
کو انہوں نے ایک کرسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ اور پھر وہ خود کمرے
سے باہر چلے گئے۔

چند لمحے بعد وہی نقاب پوش اندر داخل ہوا وہ سیدھا چلتا ہوا سکر
کے نیچے لگے ہوئے ایک چھوٹے سے ہینڈل کی طرف بڑھا اور پھر اس
وہ ہینڈل گھما دیا سکرین روشن ہو گئی وہ نقاب پوش واپس مڑا اور حمید کے
بائیں رخ پر پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی کے سامنے ایک چھوٹی
مشین رکھی ہوئی تھی۔

دیکھو کیپٹن حمید تمہارے کرنل فریدی نے مجھے چیلنج کیا تھا اب اس کا حشر
دیکھنا۔

نقاب پوش نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

سکرین پر اب دارالحکومت کا منظر نظر آ رہا تھا۔

تو تم ٹرنٹولا ہو۔

کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

تمہیں میرے نقاب پر بنی ہوئی مکڑی نظر نہیں آ رہی،

ٹرنٹولا نے سرد آواز میں کہا۔

اور سکرین پر منظر تبدیل ہونے لگے۔ ایسا محسوس ہوتا جیسے کیمرہ تیز

لکل اوپر فٹ کیا ہوا ہے اور پھر سکرین پر ایوان صدر صاف
ے لگا۔ منظر بدلنے ہی والا تھا کہ ٹرنٹولا اپنے سامنے رکھی ہوئی
کے ساتھ لگے ہوئے چھوٹے سے مائیکروفون پر چیخا۔

رکو کرنل فریدی ایوان صدر سے نکل رہا ہے۔

ور منظر رک گیا۔

ید نے دیکھا واقعی کرنل فریدی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایوان صدر کے
ے شیڈ کی طرف جا رہا تھا پھر کرنل فریدی کا چہرہ کلوز اپ میں آ

ید حیران تھا کہ کرنل فریدی بغیر میک اپ کے کیسے ہیڈکوارٹر سے باہر

تم سوچ رہے ہو گے کہ کرنل فریدی بغیر میک اپ کے کیوں نظر آ
ہے ؟

ٹرنٹولا حمید سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔

وہ کوئی عورت ہے جو میک اپ کرے۔

حمید نے کہا۔

دیکھو۔ ٹرنٹولا نے مشین کا بٹن دبا دیا۔ سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا
اب وہاں کرنل فریدی کی بجائے کوئی اور شخص جا رہا تھا۔

دیکھو کرنل فریدی اس میک اپ میں ہے۔

تو۔ تو کیپٹن حمید اب واقعی حیران تھا۔

ہا ہا۔ ٹرنٹولا عظیم قوت ہے اس کے سامنے میک اپ کی کیا وقعت ہے یہ مشین میری اپنی ایجاد ہے یہ فورلم ڈیبو کا کمال ہے جس کے سامنے کسی قسم کا میک اپ نہیں ٹھہر سکتا۔

اور پھر ٹرنٹولا نے بٹن دبا دیا اب کرنل فریدی اپنی اصل شکل میں کار میں بیٹھا رہا تھا۔

لیکن یہ سب کچھ مجھے کیوں دکھا رہے ہو۔ جبکہ میں نے ٹکٹ بھی نہیں خریدا۔

حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جتنا جی چاہے مسکرا لو۔ ابھی کرنل فریدی لاش میں تبدیل ہو جائے تو تمہاری مسکراہٹ دم توڑ دے گی۔

ٹرنٹولا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

کرنل فریدی آسانی سے مرنے والی ہستی نہیں۔ حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

میں اسے کسی وقت بھی چیونٹی کی طرح مسل سکتا ہوں۔ ٹرنٹولا نے غرا کر کہا۔

اب کرنل فریدی کی کار تیزی سے مختلف سڑکوں سے گزر رہی تھی منظر پہ منظر تبدیل ہو رہے تھے پھر کار ہوٹل تھری سٹار کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی اور ٹرنٹولا اضطراری طور پر اٹھ کھڑا ہوا۔

جیسے ہی یہ کار سے باہر نکلے اسے شوٹ کر دو۔ ٹرنٹولا نے مائیکرو

کہا۔

ے ہوئے کہا۔

ر پھر غور سے سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

ل فریدی کی کار اب پارکنگ شیڈ میں رک چکی تھی۔ حمید کا ی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا ایک عجیب قسم کی بے چینی اس پے میں دوڑ رہی تھی وہ سوچ رہا تھا کہ فریدی واقعی اتنی آسانی ا جائے گا۔

ر پھر کرنل کار سے باہر نکل آیا۔ اس نے کار کا دروازہ لاک کیا مڑ کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھا حمید نے دیکھا کہ ایک سا لپکا اور دوسرے لمحے کرنل فریدی لڑکھڑاتا ہوا اور پھر وہ ؤنڈ کے فرش پر گر پڑا حمید نے اضطراری طور پر اٹھنے کی کوشش کی رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے اٹھ نہ سکا۔

ور کمرہ ٹرنٹولا کے خوفناک قہقہے سے گونج اٹھا۔

یکن دوسرے لمحے حمید کے چہرے پر تدریجاً اطمینان کے آثار نظر جب اس نے دیکھا کہ کرنل فریدی فرش پر گرتے ہی قلابازی کھا کر باڑ میں جا گرا پھر دو تین شعلے لپکے اور فریدی جو باڑ کی آڑ سے نظر آ رہا تھا ایک بار پھر لڑکھڑایا اس کے بائیں بازو سے خون نظر آیا تھا۔ پہلی گولی اس کے بائیں بازو پر لگی تھی اب دوسری گولی نے صاف دیکھا کہ فریدی کی ران میں لگی تھی حمید کا چہرہ جوش سے ہو گیا اس نے اپنے بازو چھڑانے کی پوری کوشش کی لیکن رسی مضبوط

ہا سکے وہ پھڑپھڑا کر رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ اب دوسرے لوگ بھی فریدی کی طرف بھاگ پڑے تھے پھر چند شعلے اور لپکے اور پھر دو تین کسی آدمی اس نے گرتے دیکھے مجرم اب شاید اندھا دھند گولیاں برسا رہے تھے۔ پھر فریدی ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا۔

فائرنگ اب بند کردو۔

ٹرنٹولا اب صورتحال دیکھ کر چیخا۔

اور پھر فائرنگ بند ہو گئی کیوں کہ پھر کوئی شعلہ نہ لپکا تھا ٹرنٹولا نے مشین کا کوئی بٹن دبایا اور سکرین تاریک ہو گئی۔

سکرین کے تاریک ہوتے ہی کمرہ حمید کے زوردار قہقہے سے گونج اٹھا ٹرنٹولا جو غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا اس نے آگے بڑھ کر ایک زور دار تھپڑ حمید کے چہرے پر مارا تھپڑ واقعی زوردار تھا کیوں کہ حمید کے چہرے پر انگلیوں کے نشان ابھر آئے تھے۔

بزدل حمید کے منہ سے نکلا۔

اور ایک اور تھپڑ پڑا۔

میں تمہیں گولی مار دوں گا۔

ٹرنٹولا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔

تعاقب کا کیا نتیجہ رہا۔

ٹرنٹولا نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

سر فریدی بنک روڈ کی ایک کوٹھی میں گیا ہے نقاب پوش نے کہا۔

زیرو دوز کی مشین سے اس کوٹھی کو تباہ کر دو۔

ٹرنٹولا نے چیختے ہوئے کہا۔

اور نقاب پوش سر جھکائے واپس مڑنے لگا۔

ٹھہرو ٹرنٹولا نے اسے حکم دیا۔

نقاب پوش رک گیا۔

کیپٹن حمید کو جنگ روم میں بند کر دو۔ ٹرنٹولا نے نفرت سے حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور نقاب پوش نے آگے بڑھ کر حمید کو کرسی سے کھولا اور جیب سے ریوالور نکال کر اس کی طرف کر دیا حمید خاموشی سے نقاب پوش کے آگے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ مختلف کمروں سے گذرنے کے بعد وہ ایک کمرے میں پہنچا جس کی دیواریں اور چھت گہرے سیاہ رنگ کی تھیں کمرے میں کسی قسم کا فرنیچر نہیں تھا جو نقاب پوش اس کمرے کے باہر ڈیوٹی دے رہا تھا وہ بھی اندر آ گیا اور پھر حمید کو لے آنے والے نقاب پوش نے اس کے بازو بھی رسیوں سے آزاد کر دیئے۔ اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ اس کمرے میں کوئی کھڑکی نہیں تھی چھت پر ایک کم طاقت کا بلب جل رہا تھا اور بائیں طرف کی دیوار پر چھت کے نزدیک ہوا کے لئے چھوٹے چھوٹے سوراخ موجود تھے حمید کے ہاتھ اتنی دیر تک بندھے رہنے کی وجہ سے سن ہو گئے تھے اس نے انہیں گردش دے کر ذرا گرم کیا اور پھر اس

نے اپنی پینٹ اتارنی شروع کر دی پینٹ اتار کر اس نے ایک طرف ڈال دیا اور پھر بائیں پیر پہ اس نے ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا ایک لمحے بعد اس نے سکن کلر کی جراب اتارنی شروع کی جو اس کی پوری ٹانگ پر چڑھی ہوئی تھی یہ فریدی کی نئی اور مخصوص ایجاد تھی یہ جراب پلاسٹک کی بنی ہوئی تھی اس کا کلر بالکل حمید کے جسم کے کلر کے بالکل مشابہ تھی اور پھر اس پر باقاعدہ بال بھی موجود تھے کوئی شخص اس کے نقلی ہونے کا گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اب حالانکہ ٹرنٹولا کے آدمیوں نے اس کی مکمل تلاشی لی تھی اور اس کی گھڑی تک اتار لی تھی۔ لیکن وہ اس جراب کو محسوس نہ کر سکے تھے جراب اتارنے کے بعد اس نے اس کی لینٹ پر پتلی ٹیپ کے ساتھ چپکا ہوا ایک بالکل چپٹا چھوٹا سا بکس اتار لیا پھر اس نے اس کی سائیڈ سے ایک باریک سی تار نکالی اور کر کے پرے کونے میں چلا گیا۔ اس نے بکس کے ایک کونے کو دبایا اور بکس کے ساتھ منہ لگا کر آہستہ آہستہ بولنے لگا۔

ہیلو ہیلو کیپٹن حمید سپیکنگ۔

ایک لمحے بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا دوسری طرف سے آواز آئی۔

ہارڈسٹون۔ یہ فریدی تھا۔

حمید نے اسے مختصر الفاظ میں اپنی گرفتاری کے متعلق بتلایا اور پھر اس مشین کے متعلق بھی بتلا دیا جس میں فورٹرم ریز استعمال کی جاتی تھیں اور جو میک اپ کے باوجود بھی اصلی شکل ظاہر کر دیتی تھی۔

آپ زیادہ زخمی تو نہیں ہوئے۔ حمید نے پوچھا۔

تھوڑا سا زخمی ہوا ہوں ایک گولی بازو کا گوشت چیر گئی تھی۔ دوسری ے گوشت کو ذرا سے چھیلتی ہوئی گزر گئی تھی۔

اپ بنک روڈ کی کوٹھی سے بول رہے ہیں۔ حمید نے پوچھا۔

نہیں اسے تباہ کر دیا گیا ہے میں اس کی تباہی سے چند منٹ پہلے ہی سے چلا گیا تھا۔ فریدی نے جواب دیا۔

تم اندازہ کر سکتے ہو کہ تم کہاں ہو۔ فریدی نے پوچھا۔

نہیں حمید نے جواب دیا۔

اچانک دروازے کے باہر کھٹکے کی آواز آئی حمید نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اس نے پھرتی سے ٹیپ کے ذریعے پنڈلی سے چپکا لیا اور وہ جراب پہننی روع کر دی چند منٹ بعد وہ جراب پہن چکا تھا اور پھر اس نے پینٹ بھی لی لیکن دروازہ نہیں کھلا کھٹکا شاید کسی چیز کے گرنے سے ہوا تھا۔

ت افسانوں کی خالق عذرا بانو عوشی
حقیقت نگار قلم سے ایک اور شاہکار ناول
شبنم
وہ جس میں نفرتوں کی آنچ بھی ہے اور
بت کی شبنمی نرمی بھی۔ شبنم صوبہ سرحد کی ایک سچی ہوئے کہا۔
ہانی ہے جس میں ہمارے سماج کی صحیح تصویر نظر آتی ہے ہو
یہ ایک خوبصورت، تعلیم یافتہ دوشیزہ کی کہانی ہے جسکی محبات نہیں
پنگار وادیوں سے گزرتی ہوئی پرشور جذبات کے سہارے اپنی منز
ہنچتی ہے۔ خوبصورت سرورق۔ قیمت۔ ۲۳/ روپے لیا ہوگا

کے سے

بیلو سال پہلے حمید کے مشورے سے قاسم نے ٹھیکیداری کا کام شروع
ایک نہ پھر حمید اور فریدی کے اثر و رسوخ کی وجہ سے اس کا کام
ہارڈ سلو چلنے پر چل نکلا اب تو وہ ایک تجربہ کار ٹھیکیدار بن چکا
حمید کے مشورے پر جس چیز نے قاسم کو دلچسپی لینے پر مجبور کر
مشین سیکرٹری کہ وہ اپنے آفس میں خوبصورت لڑکیاں ملازم رکھ سکتا
بیک اپ۔ اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ مینجر گھبرایا ہوا آیا اس کے ہاتھ میں تازہ

آپ یہ ٹرنٹولا نے ٹھیکیداروں کو دھمکی دی ہے مینجر نے گھبرائے ہوئے

ہیں کہا، اور اس نے اخبار کی سرخی کی طرف اشارہ کیا۔
قاسم نے جیسے ہی خبر پڑھی اس کے چھکے چھوٹ گئے وہ تھر تھر کانپنے
ا۔
خدا غارت کرے اس ٹائم پیس کی اولاد کو مروا دیا۔ قاسم نے ٹرنٹولا کو
سنا شروع کر دیا،
صاحب اب کیا ہو گا۔ مینجر بھی اس اعلان سے سخت ہراساں تھا۔
بیٹا ہو گا۔
قاسم نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔
لیکن ،، مینجر نے اس کی جھنجھلاہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے بات کرنے
کوشش کی۔
ابے کیا لیکن میکن لگا رکھی ہے بند کر دیں باپ دادا کی دکان قاسم نے
تے ہوئے کہا۔
کون سی جناب ؟
مینجر نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔
پیٹھ ہی تو ہے۔ قاسم نے جسم کو لچکاتے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
اور مینجر اسے یوں دیکھنے لگا جیسے قاسم کا دماغ خراب ہو گیا ہو۔
ابے اسی ٹھیکیداری کی بات کر رہا ہوں کسی پانوں والی دکان کی بات نہیں
رہا۔
لیکن جناب اتنے بہت سے ٹھیکے جن پر کام ہو رہا ہے ان کا کیا ہو گا

مینجر نے گھبراتے ہوئے کہا۔

ابے لعنت بھیج ان ٹھیکوں پر اور اس ٹھیکیداری پہ یہاں اپنی جان کے ہندو پڑے ہوئے ہیں۔

ہندو "، مینجر نے حیرت سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

ابے لالے بھی تو ہندوؤں کو ہی کہتے ہیں۔ اگر میں نے لالے کی بجائے ہندو کہہ دیا تو آنکھیں نکالنے لگے ہو۔

قاسم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اتنے میں ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ قاسم نے برا سا منہ بنا ہوئے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

ہالو۔ قاسم نے گرجدار آواز نکالی۔

قاسم میں فریدی بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی کی خشک آواز آئی۔

اور قاسم یوں ٹھنڈا پڑ گیا جیسے آگ پر پانی پڑ گیا ہو۔

جی جی کرنل صاحب عرض کیجئے اس نے گھبراہٹ میں فرمانے کی بجائے عرض کیجئے کہہ دیا۔

قاسم فریدی سے بے حد مرعوب تھا وہ اپنے باپ سے اتنا نہیں ڈرتا تھا۔ جتنا فریدی سے۔

حمید تمہیں کہاں ملا تھا۔ فریدی نے اس کا فقرہ نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

جی ہوٹل تھری سٹار میں۔ قاسم نے جلدی سے جواب دیا۔

کب کی بات ہے؟

کل کی کل یعنی پرسوں کی۔

قاسم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

مجھے علم ہو گیا تھا۔ فریدی نے گول مول بات کر دی۔

جی ہاں جی ہاں میں جانتا ہوں کہ آپ علم گیب جانتے ہیں۔ قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

پوری تفصیل بتاؤ۔ فریدی نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

اور قاسم نے پوری جزئیات کے ساتھ تفصیل بتا دی۔

اچھا ٹھیک ہے فریدی نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔ اور ہاں تمہاری ٹھیکیداری کا اب کیا حال ہے۔ فریدی کی آواز میں ہلکی سی ہنسی نمایاں تھی۔

میں نے ٹھیکیداری پر لعنت بھیج دی ہے۔ کرنل صاحب اس سالے ٹائم پیس کی اولا یعنی میرا مطلب ہے ٹرنٹولا نے جو دھمکی دی ہے قاسم نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ دیا۔

کیوں تم ٹھیکوں میں بے ایمانی کرتے ہو۔ فریدی کا لہجہ قدرے سرد تھا۔

جی ہاں نہیں نہیں کرنل صاحب قاسم گڑبڑا سا گیا۔

ہی ہی ہی کرنل صاحب آپ کو پتہ ہے ٹھیکیداری میں سب چلتا ہے۔

تو پھر اچھا کیا جو ٹھیکیداری چھوڑ دی۔ ورنہ ٹرنٹولا تمہیں گولی مار دیتا فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

جی ہاں لیکن کرنل صاحب آپ ٹرنٹوا کو پکڑ کیوں نہیں لیتے۔ قاسم نے اشتیاق سے کہا۔

اگر پکڑ لوں تو تم پھر ٹھیکیداری میں بے ایمانی کرنے لگو گے فریدی نے شاندار مذاق کے موڈ میں کہا۔

فریدی کا مزاج ہی کچھ ایسا تھا وہ عام طور پر انتہائی سنجیدہ رہتا لیکن کبھی کبھی اس پر مذاق کا موڈ بھی طاری ہو جاتا اور عموماً یہ ایسے موقعوں پر ہوتا تھا جبکہ حالات انتہائی سنجیدہ اور نازک ہوں۔

خدا قسم کرنل صاحب میں کان پکڑتا ہوں کہ بے ایمانی نہیں کروں گا قاسم نے واقعی رسیور چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے کان پکڑ لئے اور رسیور میز پر آگرا۔

ارے ارے قاسم نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا اور پھر کانوں سے لگا لیا۔

ہالو کرنل صاحب۔ لیکن دوسری طرف فریدی رسیور رکھ چکا تھا۔

مینیجر اس کی حالت پر منہ پھیرے ہنس رہا تھا۔

قاسم تھوڑی دیر ہالو ہالو کرتا رہا لیکن جب دوسری طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ تو غصے میں آکر زور سے رسیور کریڈل پر دے مارا اور منیجر کی طرف دیکھے بغیر غصے سے بڑبڑاتا ہوا آفس سے باہر نکل گیا کار کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور پھر دوسرے لمحے کار تیزی سے سڑک پر دوڑنے لگی تھوڑی دور جانے کے بعد اچانک اس نے ایکسیلیٹر پر پیر کا دباؤ

دیا گاڑی آہستہ ہو گئی وہ غور سے سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے
وجوان کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں اب اس نے گاڑی
ے کی سائیڈ میں روک لی تھی اور کھڑکی سے سر نکال کر پیچھے کی طرف
رہا تھا وہ اس نوجوان کو پہچان چکا تھا یہ وہی نوجوان تھا جس نے
نل پارک میں حمید کی کمر سے ریوالور لگایا تھا اس کی جاسوسیت کی
بھڑک اٹھی۔

سالے اب دیکھتا ہوں کہاں جاتا ہے اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اتنے میں وہ نوجوان ایک ٹیکسی میں بیٹھ چکا تھا۔ ٹیکسی اس کی کار کی
تیزی سے بڑھ رہی تھی پھر دوسرے لمحے وہ اسی کی کار کو کراس کرتی
آگے بڑھ گئی قاسم حمید کی صحبت میں رہ کر تعاقب کرنے کا طریقہ سیکھ
تھا۔ اس لئے دو منٹ تک خاموش بیٹھا رہا۔ اور پھر اس نے کار سٹارٹ
ری۔ اب اس کی کار اس ٹیکسی کے پیچھے دوڑ رہی تھی ٹیکسی اور اس کی
رکے درمیان اب ایک اور کار تھی۔ مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد
یکسی تھری سٹار کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی قاسم کی کار بھی اس کے پیچھے ہوٹل
کمپاؤنڈ میں چلی گئی اور پھر چند لمحے بعد قاسم اس نوجوان کے پیچھے ہوٹل کے
ل میں داخل ہو گیا وہ نوجوان تیز تیز چلتا ہوا سیدھا لفٹ میں داخل ہو
قاسم جیسے ہی قریب پہنچا لفٹ کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ بے بسی سے دیکھتا
لیکن پھر اسے خیال آیا اور وہ تیزی سے دوسری لفٹ کی طرف بڑھا
ٹل میں دو لفٹیں کام کرتی تھیں وہ لفٹ میں داخل ہو دروازہ بند ہو گیا

لفٹ بوائے نے سوالیہ انداز میں قاسم کی طرف دیکھا۔

ابے جدھر وہ گیا ہے ادھر لے چل۔ قاسم نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

وہ کون۔ لفٹ بوائے حیرت سے بولا۔

تمہارا باپ ابے اب چلا بھی اس کو یا میرا منہ دیکھتا رہے گا۔ قاسم نے آنکھیں نکالیں۔

اور لفٹ بوائے نے سمجھا کہ کوئی کریک ہے اس نے گھبرا کر پانچویں کا بٹن دبا دیا۔

لفٹ تیزی سے اوپر جانے لگی اور پھر پانچویں منزل پر جا کر رک گئی دروازہ کھلا اور قاسم باہر نکل آیا، لفٹ واپس چلی گئی قاسم نے گیلری میں نظریں دوڑانی شروع کیں۔ مختلف لوگ آجا رہے تھے وہ نوجوان قاسم کو کہیں نظر نہیں آیا۔ قاسم اب پریشان سا ہو گیا اچانک اس کی نظر ایک دروازے پر پڑی جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا اسے یقین ہو گیا کہ وہ نوجوان اسی دروازے سے گذرا ہوگا ورنہ دروازہ بند ہوتا وہ بغیر سوچے سمجھے اس کمرے کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے دروازہ پورا کھول دیا۔ کمرہ خالی تھا وہ اندر گھس آیا اور پھر اس نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا اس نے گلدان اٹھا کر دیکھا دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی تصویریں اٹھا اٹھا کر ان کے پیچھے دیکھنے لگا اس نے دراصل ایک جاسوسی فلم میں ہیرو کو اس طرح دیکھا تھا پھر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا باتھ روم بھی خالی پڑا

انک اس کی نظر کونے میں پڑے ہوئے سگرٹ پر پڑی جو اب بھی سلگ رہا تھا۔ قاسم کے دماغ میں ایک برق سی لہرائی، وہ سمجھ گیا کہ کوئی شخص ابھی یہاں موجود تھا۔ چنانچہ اس نے غور سے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا اور کچھ نہ پا کر قدرے مایوسی کے عالم میں باتھ روم سے نکلنے لگا تھا کہ ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اس نے مڑ کر دیکھا تو فلش ٹینکی اپنی جگہ سے ہٹ رہی تھی۔ وہ ڈر سا گیا اور جب ایک بار خوف کے سائے اس کے ذہن میں رینگنے لگے تو پھر وہ اس پر چھاتے ہی چلے گئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

ٹھہرو۔

اچانک ایک کرخت آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی، اور غیر اختیاری طور پر اس کے قدم رک گئے۔ وہ دروازے کے درمیان کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔

اندر آؤ ورنہ گولی مار دوں گا وہی آواز اس کے کانوں سے ایک بار پھر ٹکرائی اور گولی کا لفظ سن کر اس کا چہرہ فق ہو گیا۔

وہ تیزی سے مڑا اور پھر کمرے میں داخل ہو گیا سامنے وہی نوجوان کھڑا تھا جس کے تعاقب میں وہ یہاں تک پہنچا تھا۔ اب اسے اتفاق کہیے یا کچھ اور کہ وہ بھی نا دانستگی میں اسی کمرے تک آ پہنچا تھا اس نوجوان کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

دروازہ بند کر دو۔

نوجوان نے حکم دیا۔

اور قاسم نے خاموشی سے دروازہ بند کر دیا۔

اس کا چہرہ ریوالور کے خوف سے بگڑ گیا تھا اتنا بڑا جسم اور ایک چھوٹے سے ہتھیار کے سامنے بے بس تھا اور قاسم جتنا ریوالور سے ڈرتا تھا اتنا کسی سے نہ ڈرتا تھا وہ شیروں سے لڑ سکتا تھا ہاتھی کو پچھاڑ سکتا تھا لیکن جہاں اسے ریوالور نظر آیا اس کی سٹی گم ہو جاتی تھی۔

اس کمرے میں کیوں داخل ہوئے تھے اس نے کڑک کر پوچھا۔

سب بھائی صاحب کمرہ دیکھ رہا تھا۔ قاسم نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

تم میرے پیچھے ہوٹل میں داخل ہوئے تھے اس کا مطلب ہے کہ تم میرا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہو۔

نوجوان نے غراتے ہوئے کہا

ج ج جی ہاں۔ قاسم نے بے اختیار سچ بول دیا۔

ہوں تو چلو باتھ روم میں۔

نوجوان نے ریوالور کے ٹریگر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

اور قاسم کی روح فنا ہو گئی وہ باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھا پھر رک گیا۔

لیکن بھائی صاحب میں گھر سے تو نہا کر آیا تھا اس نے معصومیت سے کہا۔

اور نوجوان مسکرا دیا۔

چلو اب اگر رکے تو گولی مار دوں گا اس نے دھمکی دی۔

اور قاسم حیرت سے سر جھکاتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اس کے وہ نوجوان بھی آ گیا۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کر دیا اور پھر قاسم کو کہا۔

دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ

اور قاسم دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا اس نے جیسے نہ بولنے کی کھا لی ہو۔

اس نوجوان نے پھرتی سے ٹینکی کی زنجیر کو دو دفعہ کھینچا اور پھر ٹینکی کے ہاتھ ڈال دیا۔ ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا اور پھر اس نے زنجیر کو دوبارہ کھینچا والی جگہ گھوم گئی اور ایک دروازہ سا بن گیا۔

چلو اس کے اندر داخل ہو جاؤ۔ اس نوجوان نے قاسم کو حکم دیتے ہوئے

اور قاسم خاموشی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ قدرے چھوٹا اس لئے قاسم بڑی مشکل سے اس میں گذرا آگے ایک اور کمرہ تھا وہ نوجوان اندر داخل ہو گیا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر سامنے والی دیوار میں لگا ہوا بٹن دبانا چاہا اور پھر قاسم اچانک وہ کر گزرا جس کی اس سے قطعی رنہ تھی وہ نوجوان چونکہ قاسم کے آگے آ گیا تھا ایسا اس نے شاید اس لئے تھا کہ قاسم کی بے ضرری کا اسے یقین سا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اچانک قاسم پیچھے سے اس کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جس میں ریوالور تھا وہ نوجوان غرا کر پلٹا ن گرفت قاسم کی تھی جو اکٹوپس کی گرفت سے کم نہ تھی دوسرے ہاتھ سے

اس نے نوجوان کی گردن پکڑ لی اور ہلکے سے جو دبا ڈالا تو ادھر ریوالور نوجوان کے ہاتھ سے گر پڑا ادھر اس کا گلا گھٹنے لگا اس نے زور سے دوسرے ہاتھ کا مکہ قاسم کے پیٹ میں مارا لیکن قاسم پر اس کا کیا اثر ہونا تھا وہ گلا دباتا چلا گیا چند لمحے بعد اس نوجوان نے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دیئے اس کی آنکھیں باہر ابل آئی تھیں زبان لٹک گئی تھی وہ دم گھٹنے کی وجہ سے مر چکا تھا۔

قاسم نے جھٹکے سے اسے پھینک دیا۔

ارے باپ رے باپ یہ مر گیا اور پھر اس کی آنکھوں کے سامنے پھانسی کے تختے کا تصور آ گیا وہ خوف کے مارے زرد پڑ گیا دو سکنڈ لمحے وہ تیزی سے مڑا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ وہ دروازے سے گزر کر باتھ روم میں پہنچ گیا۔ وہ جیسے ہی باتھ روم میں پہنچا دروازہ خود بخود بند ہو گیا اب اس جگہ ٹینکی تھی قاسم پیچھے مڑے بغیر باتھ روم سے کمرے میں آ گیا اور پھر وہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گیا اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں آنکھیں خوف کے مارے ابلی ہوئی تھیں منہ کھلا ہوا تھا وہ تیز تیز چلتا ہوا ہال سے باہر نکل گیا۔ پھر وہ تیر کی طرح اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا نجانے اس میں اتنی پھرتی کہاں سے آ گئی تھی اس نے کار کا لاک کھولا اور پھر اس کی کار تیزی سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی عاصم مینشن کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔

قاسم کار سے اترا اور سیدھا اپنے بیڈ روم میں چلا گیا اور بستر پر پڑا ہانپ رہا تھا۔

یکایک ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی قاسم اچھل پڑا اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے وہ سمجھا پولیس والوں کا فون ہو گا پھر گھنٹی بجتی

آخر مرتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے رسیور اٹھا لیا۔

ہالو۔ قاسم نے کہا اور ساتھ ہی اس کی سسکی نکل گئی۔

قاسم میں فریدی بول رہا ہوں۔

دوسری طرف سے فریدی کی آواز آئی۔

کرنل صاحب مجھے بچا لیجئے میں نے اسے جان بوجھ کر نہیں مارا تھا۔

قاسم اب باقاعدہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگا۔

قاسم پورا واقعہ سناؤ۔

فریدی کی سنجیدہ آواز سنائی دی فریدی نے شاید کسی اور کام کے لئے فون کیا تھا۔

اور قاسم نے تفصیل سے پورا واقعہ سنا دیا۔

قاسم فکر نہ کرو تمہیں کوئی نہیں پکڑ سکے گا میرا آدمی ابھی کار لے کر تمہاری ں پر پہنچ رہا ہے سرخ رنگ کی امپالا ہو گی تم اس کار میں میرے پاس فوراً پہنچ جاؤ ہرگز دیر نہ کرنا ورنہ میں تمہیں نہیں بچا سکوں گا۔

بہت اچھا کرنل صاحب آپ کا شکریہ قاسم نے قدرے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر وہ کمپاؤنڈ کی طرف چل دیا تھوڑی دیر

لعد سرخ رنگ کی امپالا وہاں پہنچی اور وہ قاسم کو لے کر مختلف
سے گزرتی ہوئی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں داخل ہوئی۔ فریدی وہاں مو
تھا وہ اسے لے کر اندر چلا گیا۔

تمہیں یقین ہے کہ وہ وہی نوجوان تھا جس نے حمید کو اغوا
تھا۔ فریدی نے اس سے پوچھا۔

جج جی ہاں مجھے پوری طرح یقین ہے۔ قاسم نے کہا۔

تمہیں کمرہ کا نمبر یاد نہیں۔

فریدی نے پوچھا۔

نہیں کرنل صاحب میں نے نمبر دیکھا ہی نہیں۔ قاسم نے کچھ
ہوئے کہا۔

اس کی کوئی نشانی۔

بس دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا۔

قاسم نے معصومیت سے کہا۔

اور فریدی مسکرا پڑا۔

اور کوئی نشانی بتاؤ۔ فریدی نے پوچھا۔

اور قاسم سوچ میں پڑ گیا۔ چند لمحے تک وہ سوچتا رہا پھر اس
کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔

یاد آگیا اس کا ایک ہینڈل تھوڑا سا ٹوٹا ہوا تھا میں نے جب
کھولنے کے لئے اس پر ہاتھ رکھا تو مجھے وہ چبھا تھا اس وقت تو

وچا نہیں اب سوچ رہا ہوں۔

بس کافی ہے میں باہر جا رہا ہوں جب تک میں نہ آؤں تم یہیں
اگر تم باہر نکلے تو پھر میں پولیس والوں سے تمہیں نہیں بچا سکوں گا۔
نے سنجیدگی سے اسے کہا۔

بہت اچھا کرنل صاحب میں ساری عمر یہیں رہوں گا آپ فکر
یں۔

کار ہوٹل تھری سٹار کے پارکنگ شیڈ میں آکر رک گئی۔ فریدی
اس وقت ایک خصوصی میک اپ میں تھا کار سے باہر نکلا دو دن پہلے
جگہ اس پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا حالانکہ وہ اس وقت بھی میک اپ میں ت
لیکن مجرموں سے اسے پہچان لیا تھا گو وہ زخمی ہوگیا تھا لیکن اسے اپنے زخ
سے زیادہ اس چیز نے پریشان کر دیا تھا کہ مجرموں نے اسے میک اپ
باوجود کیسے پہچانا۔ کیونکہ فریدی میک اپ میں بدرجہ اتم مہارت رکھتا ت
لیکن اس کی مشکل حمید نے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرکے حل کر دی تھی۔ ا
علم ہوگیا کہ ٹرنٹولا کے پاس ایسی مشین ہے جو فضا میں موجود ایتھر کی ا

رٹم ریز میں تبدیل کر دیتی ہے اور میک اپ کے تمام سامان کا لازمی
یلن ۲۲ پر جب یہ فورٹم ریز پڑتی ہیں تو شیلگوں لکر کے بائی لینز کے ذریعے
دیر کھینچی جاتی ہے اس میں میک اپ غائب ہو جاتا ہے اور اصلی شکل سکرین
جاتی ہے یہ ریز ہنگری کے ایک سائنسدان فورٹم نے دریافت
ہیں۔ اس لیے ان ریز کا نام فورٹم ریز رکھا گیا تھا اس نے اس قسم
شین بنانے کا اعلان کیا تھا لیکن مشین بنانے سے پہلے اسے قتل کر
گیا تھا۔ اب یہ مشین ٹرنٹولا نے بنا لی تھی۔

فریدی نے حمید سے فورٹم ریز کا حوالہ ملتے ہی اپنی لائبریری سے
ٹم کی اس بارے میں مکمل رپورٹ نکالی۔ اور اسے تمام تفصیلات کا علم ہو
فورٹم نے اس کے بارے کے بارے میں بھی اپنی رپورٹ میں مکمل بحث کی
اس نے لکھا تھا کہ اگر میک اپ کے سامان میں تیلن ۲۲ جز کی بجائے
۲۱ استعمال کیا جائے تو فورٹم ریز بے کار ہو جاتی ہے یہی چیز فریدی
لئے اہم تھی اس نے میک اپ کا سامان تیار کرنے والی ایک فرم سے
یک اپ کا ایسا سامان تیار کرایا جس میں یکم ۲۱ استعمال کیا گیا تھا چنانچہ
س وقت وہ اسی مخصوص میک اپ میں تھا اس لئے بے فکر تھا کہ ٹرنٹولا
فورٹم مشین اس کی اصلی صورت ظاہر نہیں کر سکے گی۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل میں داخل ہوگیا اور پھر سیدھا لفٹ
طرف بڑھا۔

لفٹ بوائے نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

پانچویں منزل۔

فریدی نے آہستہ سے کہا۔

اور لفٹ والے نے پانچوین منزل کا بٹن دبا دیا ایک لمحے ب
لفٹ پانچویں منزل پر رک گئی دروازہ کھلا اور فریدی باہر نکل آیا
واپس چلی گئی۔

فریدی آہستہ آہستہ ٹہلتا ہو گیلری میں بڑھا وہ گیلری میں موجو
کمروں کے دروازوں کو غور سے دیکھ رہا تھا ۱۰۵ نمبر کمرے کا ہینڈل تقر
ٹوٹا ہوا تھا باقی سب کمروں کے ہینڈل صحیح تھے فریدی کو یقین ہو گیا ک
کمرہ ہوگا اس نے دروازے کو ہاتھ سے دبایا لیکن دروازہ بند تھا
نے جیب سے ایک ماسٹر کی نکال کر تالے میں ڈال دی وہ اس اطمین
سے کام کر رہا تھا جیسے اس کمرے کا مالک وہی ہو گیلری میں سے
گذرنے والے دوسرے افراد اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر آ جا رہے
فریدی نے ماسٹر کی کو گھمایا ایک کھٹک کی آواز آئی لیکن دروازہ پھ
بھی نہ کھلا۔ کہ اس میں ڈبل لاک سسٹم ہے چنانچہ اس نے چابی نکال
اور پھر جیب سے ایک باریک سی تار نکال کر تالے میں ڈالی ایک
لمحے تک وہ اسے اِدھر ادھر گھماتا رہا دوسرے لمحے ایک اور کھٹک کی
آواز آئی اور دروازہ کھل گیا فریدی نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا لیکا
کمرہ خالی تھا وہ کمرے میں چلا گیا دروازہ اس نے بند کر دیا کمرے میں
ادھر ادھر نظر دوڑانے کے بعد وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا باتھ رو

خالی تھا۔ قاسم کے بیان کے مطابق اس کے ہاتھوں مرنے والے
ن نے ٹینکی کی زنجیر کو دو دفعہ کھینچا تھا تو ٹینکی اپنی جگہ سے ہٹ گئی تھی
ی نے بھی ایسا ہی کیا لیکن کچھ بھی نہ ہوا وہ تھوڑی دیر تک غور
ہا۔ پھر اس نے ٹینکی کا ڈھکن اتار کر اس میں ہاتھ ڈالا اس کا ہاتھ ٹینکی
اندر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن پر پڑا۔ اس نے اسے دبا دیا ایک
ـ کی آواز آئی لیکن اب بھی اپنی جگہ موجود تھی۔ فریدی حیران تھا کہ
ہو گیا ہے اس نے ایک بار پھر ٹینکی کو بغور دیکھنا شروع کیا لیکن بظاہر
ی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی جس سے وہ کوئی سراغ لگا سکتا۔
اس نے تنگ آ کر زنجیر کو دوبارہ کھینچنا شروع کر دیا جیسے ہی
ے نے زنجیر کو دوبارہ کھینچا ٹینکی والی دیوار آدھی گھوم گئی دیوار میں دروازہ
گیا۔

فریدی اب سمجھا کہ قاسم نے جب مجرم کو دوبارہ زنجیر کھینچتے دیکھا تھا
وہ دوبارہ کھینچ رہا تھا فریدی دروازے کے اندر چلا گیا یہ ایک چھوٹا سا
رہ تھا کمرے کے سامنے والی دیوار میں اوپر تلے دو بٹن لگے ہوئے تھے
ریدی نے اوپر والا بٹن دبا دیا۔ دروازہ دوبارہ بند ہو گیا فریدی نے
یچے والا بٹن دبایا تو دروازہ دوبارہ کھل گیا فریدی سارا میکنزم سمجھ گیا
ب وہ حیران تھا کہ اس کمرے کا کیا کرے اس میں ایک دروازہ تھا لیکن
وہ بند تھا ہزار کوششوں کے باوجود فریدی دروازہ نہ کھول سکا اس نے
کمرے کی دیواروں پر مکے مارنے شروع کر دیئے لیکن بے سود آخر اس

نے دروازے کے ہینڈل پر دوبارہ زور آزمائی کی اچانک ہینڈل دائیں ا
گھوم گیا اور دوسرے لمحے اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کمرہ نیچے جا رہا
ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ کمرہ لفٹ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے چند لمحے بعد
کمرہ رک گیا اور دروازہ کھل گیا۔ اس نے کھلے ہوئے دروازے سے
باہر جھانکا تو ایک اچھا خاصا وسیع کمرہ تھا جس میں ایک میز اور اس
کے گرد چند کرسیاں موجود تھیں کمرہ خالی تھا اس لئے وہ بلا جھجک کمرے
میں داخل ہو گیا اس کمرے سے ہوتا ہوا وہ ایک گیلری میں نکل آیا وہ اچھی
طرح سمجھ گیا کہ نوجوان کی لاش ملنے پر مجرم پوری طرح چوکنے ہوں گے لیکن
ٹرنٹولا کے اڈے میں گھسنے کے لئے اس نے ہر قسم کا رسک لینے کا فیصلہ کر
لیا تھا۔ وہ گیلری میں چلتا رہا ایک دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا اس نے
اسے اور زیادہ کھولا اور جھانکا تو یہ کمرہ بھی خالی تھا معاملہ کچھ پراسرار ہی تھا
سارے کمرے خالی تھے کیا مجرم یہ اڈا خالی کر گئے ہیں۔ وہ اس کمرے میں داخل
ہو گیا۔ لیکن جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا کمرہ خود بخود بند ہو گیا اور ساتھ
ہی کمرہ زور دار قہقہوں سے گونج اٹھا فریدی نے ٹھٹھک گیا اس نے م
کر دروازہ پر زور آزمائی کی لیکن دروازہ انتہائی مضبوط تھا۔

تم چوہے دان میں پھنس چکے ہو مسٹر۔ ایک بھیانک آواز فریدی
کے کانوں سے ٹکرائی۔

وہ خاموش رہا۔

ہمیں علم تھا کہ دکرٹ کے مرنے کے بعد یہاں کوئی نہ کوئی ضرور آئے

ا۔ اور پھر جیسے ہی تم اوپر والے کمرے میں داخل ہوئے تھے تمہاری
ب ایک حرکت ہماری نظر میں تھی۔

اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟

آنے والی آواز اور زیادہ بھیانک ہو گئی۔

جب تک میرے سامنے نہیں آؤ گے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ فریدی
نے اطمینان سے کہا۔

جو میں کہوں تمہیں وہی کرنا پڑے گا۔

جلدی بتاؤ تم کون ہو؟ آواز میں غراہٹ بڑھ گئی۔

جو کر سکتے ہو کر لو میں نے ایک بار کہہ دیا ہے کہ جب تک تم سامنے
نہیں آؤ گے کچھ نہیں بتاؤں گا۔

فریدی کا لہجہ اعتماد سے بھرپور تھا۔

اچھا تو پھر تیار ہو جاؤ اب میں نہیں پوچھوں گا تم خود بتاؤ گے نامعلوم
آواز آئی۔

فریدی خاموشی سے کھڑا رہا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اچانک وہ
اپنی جگہ سے اچھل پڑا اس کے پیروں کو شدید کرنٹ لگا تھا اور پھر سارے
کمرے میں کرنٹ دوڑ گیا۔ کرنٹ میں شدت آتی گئی سارا کمرہ دراصل
لوہے کی چادروں سے تیار کیا گیا تھا۔ اور مجرم نے اس میں بجلی کی لہر دوڑا
دی تھی فریدی بری طرح اچھل رہا تھا۔ کرنٹ اب اس کی برداشت سے
باہر ہوتا جا رہا تھا کمرہ اب قہقہوں سے گونج رہا تھا فریدی کی حالت

لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی کمرے میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس میں کرنٹ
نہ دوڑ رہا ہو۔

یہ تو ناممکن تھا کہ فریدی اس تکلیف سے گھبرا کر مجرم کا کہا مان لے
چاہے اس کے لیے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جاتی۔ اچانک اسے خیال
آیا کہ اس کی جیب میں ربڑ کے دستانے موجود ہیں اس نے کوٹ کی جیب
ٹٹولی۔ اس کی اندرونی جیب میں اسے ربڑ کے دستانے مل گئے اس نے
دستانے نکال کر فرش پر رکھ دیئے اور ان پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا کرنٹ
لگنا رک گیا۔ اب کمرہ فریدی کے قہقہے سے گونج اٹھا۔

اچانک دروازہ کھلا اور دو نقاب پوش ٹامی گن اٹھائے اندر داخل
ہوئے کرنٹ شاید بند کر دیا گیا تھا۔ فریدی دستانے سے نیچے اتر آیا
کرنٹ واقعی موجود نہیں تھا

ٹامی گن والوں نے اسے کور کر لیا اور پھر وہ ان کی رہنمائی میں کمرے
سے باہر نکل گیا۔ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے
کمرے میں آ گیا یہاں ایک قوی الجثہ نقاب پوش موجود تھا اس کے
نقاب پر سنہری رنگ میں ایک بڑی سی مکڑی بنی ہوئی تھی ایک ٹامی گن والے
نے آگے بڑھ کر فریدی کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

اسے کرسی پر باندھ دو۔ نقاب پوش جو ٹرنٹولا تھا دوسرے نقاب
پوش کو حکم دیا۔

فریدی بچانے کیا سوچ کر ابھی تک خاموش تھا نقاب پوش نے اسے

کے ذریعے کرسی سے اچھی طرح جکڑ دیا۔

ہاں اب بتاؤ کہ تم کون ہو۔

ٹرنٹولا نے غراتے ہوئے کہا۔

پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم ہی ٹرنٹولا ہو۔

فریدی نے اطمینان سے پوچھا۔

ٹرنٹولا ایک لمحے کے لئے خاموش رہا پھر اس نے کہا۔

ہاں میرا ہی نام ٹرنٹولا ہے

میں ایک پرائیویٹ جاسوس ہوں۔ سرقاسم نے میری خدمات اس نوجوان
نادانستہ ہلاکت کے سلسلے میں حاصل کی ہیں۔

فریدی نے آہستہ سے کہا۔

نوجوان میرے ساتھ فراڈ مت کرو۔ مجھے علم ہے کہ اس ملک میں پرائیویٹ
سوسی کا لائسنس نہیں دیا جاتا۔

ٹرنٹولا نے غراتے ہوئے کہا۔

ہر چیز قانون کے دائرے میں نہیں کی جاتی۔

فریدی نے کہا۔

اچھا چلو میں مان لیتا ہوں کہ تم صحیح کہہ رہے ہو۔ اب بتاؤ تمہیں کیا سزا
ی جائے۔

جو مناسب سمجھو اس وقت میں تمہارے بس میں ہوں۔ فریدی نے
د اعتمادی سے کہا۔

ہوں جیالے بھی ہو. ٹرنٹولا نے فریدی کی خود اعتمادی سے مت ہوتے ہوئے کہا.

جو سمجھ لو. فریدی نے اسی لہجے میں کہا.

اسے گولی مار دو. ٹرنٹولا کا لہجہ اچانک بدل گیا.

فریدی کے پیچھے کھڑا ہوا ٹامی گن بردار نقاب پوش آگے بڑھا وہ فرید کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ٹامی گن کا رخ اس نے فریدی کی طرف کر دیا ف خاموشی سے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا نقاب پوش کی انگلی ٹریگر کی طر بڑھی اس نے ایک لمحے کے لئے فریدی کو غور سے دیکھا فریدی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں ایک منٹ تک دونوں ایک دوسر کو دیکھتے رہے. دوسرے لمحے ٹامی گن نقاب پوش کے ہاتھ سے چھوٹ فرش پر آگری نقاب پوش ابھی تک بے حس و حرکت کھڑا فریدی کی طر دیکھ رہا تھا.

ٹرنٹولا یہ پوزیشن دیکھ کر گھبرا گیا.

کیا بات ہے ٹامی گن کیوں پھینک دی اس نے گرجتے ہوئے نقاب پو سے پوچھا.

میں اگر چاہتا تو اس ٹامی گن کا رخ تمہاری طرف بھی ہو سکتا تھا ٹرنٹولا.

فریدی نے پرسکون لہجے میں کہا.

کیا مطلب. اوہ میں سمجھا تم نے اسے ہپناٹائز کر دیا ہے ٹرنٹولا

راتے ہوئے کہا.

کیا کرتا تم نے جو اسے گولی مارنے کا حکم دے دیا تھا.

فریدی نے کہا.

میں تمہیں خود گولی مار سکتا ہوں. ٹرنٹولا نے سخت لہجے میں کہا.

کوشش کر کے دیکھو.

فریدی نے اطمینان سے کہا.

اور ٹرنٹولا نے جیب سے ریوالور نکال لیا اس کا رخ اس نے فریدی کی طرف کیا اچانک کمرے کا دروازہ زور سے کھلا اور ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا.

کیا بات ہے ٹرنٹولا نے دھاڑتے ہوئے کہا.

سر ملک میں سول نافرمانی شروع ہو گئی ہے چاروں طرف لوٹ مار اور غدر مچا ہوا ہے صدر مملکت نے اعلیٰ حکام اور فوجی ہائی کمان کا ہنگامی جلاس طلب کر لیا ہے. آنے والے نقاب پوش نے ٹرنٹولا کو اطلاع دیتے ہوئے کہا.

یہ تو بڑا اچھا ہوا. ٹرنٹولا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا.

جی ہاں اب اگر ایک اور دھمکی آپ دے دیں تو ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا. نقاب پوش نے اسے رائے دیتے ہوئے کہا. شاید وہ ٹرنٹولا کے بعد سینئر پوزیشن کا مالک تھا.

ہاں ٹھیک ہے مائیکو سیٹ لے آؤ جلدی کرو ٹرنٹولا نے اسے حکم دیتے

ہوئے کہا۔

اور وہ پھرتی سے باہر چلا گیا۔

لوٹ مار اور غدر سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔ فریدی نے ایسے پوچھا جیسے کوئی عام سی بات ہو۔

تم کیوں پوچھتے ہو۔ ٹرنٹولا نے اسے ڈانٹ دیا۔

چلو نہ بتاؤ کیا فرق پڑتا ہے۔ میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا فریدی نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے تمہیں بتا دینے میں حرج ہی کیا ہے تم نے تو ابھی قتل ہو جانا ہے یہ حسرت تو دل میں نہ لے جاؤ۔

ٹرنٹولا کے لہجے سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔

فریدی خاموش رہا۔

سنو میں تمہارے ملک کے ہر شعبے میں بربادی دیکھنا چاہتا ہوں کلی بربادی میں نہیں چاہتا کہ یہ ملک اتنی ترقی کرلے کہ میرے ملک کو آنکھ دکھانا شروع کر دے اور آج میں سمجھتا ہوں کہ ملک تباہی کے اندھے غار کے دہانے پر کھڑا ہے اب میری طرف سے اس کو آخری دھچکہ لگے گا اور میرا مشن کامیاب ہو جائے گا۔ ٹرنٹولا نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

لیکن تم تو عوام کے خیرخواہ ہو اور اب تک تم نے جو کچھ کیا ہے وہ عوام کے فائدے کے لئے ہی کیا ہے فریدی نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

ہا ہا یہی تو میری کامیابی ہے۔

اسی لیے تو کہتا ہوں کہ ٹرنٹولا عظیم ہے تم نے دیکھا کہ بظاہر میں نے ہر کام عوام کے فائدے کے لئے کیا ہے لیکن اس کا جو نتیجہ نکلا وہ تمہارے سامنے ہے۔

ٹرنٹولا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

لیکن اس کے لئے اگر تم صرف حکومت تبدیل کرا دیتے تو تمہارا مقصد حل ہو جاتا اتنا لمبا چوڑا کھڑاک پھیلانے کی کیا ضرورت تھی۔ فریدی نے قدرے ناگواری سے کہا۔

میری سکیم انتہائی جامع اور دور رس نتائج کی حامل ہے اگر میں صرف ہنگامے کرا کر حکومت تبدیل کرا دیتا تو میرا مقصد حل نہ ہوتا اور نہ ہی اس حکومت کو عوام کی تائید حاصل ہوتی اب میری سکیم کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ کاروبار تمام بند ہو گئے ہیں ملک کو روزانہ کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے غیر ممالک میں ملک کی ساکھ گر چکی ہے ملک اندرونی طور پر شدید خلفشار میں مبتلا ہے مالی بحران ان دنوں میں اتنا ہوا ہے کہ کم از کم یہ ملک دس سال تک نہیں سنبھل سکتا انتظامیہ مشینری فیل ہو چکی ہے اب موجودہ حکومت میری دھمکی سے مستعفی ہونے پر مجبور ہو جائے گی فوج زیادہ دیر تک ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں نہیں رکھ سکتی چنانچہ ہمارے ملک کی مرضی کے مطابق جو حکومت قائم ہوگی ہم ایسے لوگوں کو حکومت دیں گے جو ہمارے ملک کے وفادار ہوں گے۔ نتیجہ جو ہم چاہیں گے وہی ہوگا ایک طرح سے تمہارا ملک

ہمارے ملک کا غلام رہے گا۔ ٹرنٹولا نے جوش میں اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اس دوران نقاب پوش ایک چھوٹی سی مشین لاکر میز پر رکھ چکا تھا ٹرنٹولا بات ختم کر کے اس مشین کی طرف بڑھا اس نے بٹن دبایا۔ مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی ٹرنٹولا نے مشین کے ساتھ لگے ہوئے ایک مائیک کو اٹھایا اور بولنا شروع کر دیا۔

ٹرنٹولا آپ سے مخاطب ہے۔ ٹرنٹولا عظیم قوت ہے ٹرنٹولا جو جو عوامی طاقت ہے ٹرنٹولا جو عوام کے مفادات کا نگہبان ہے حکومت ٹرنٹولا کے اقدامات سے گھبرا گئی ہے اور اس لئے تشدد پر اتر آئی ہے اٹھو اور حکومت کا تختہ الٹ دو ان خون چوسنے والی جونکوں کو پیروں تلے مسل ڈالو اٹھو اور امراء کے محلوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دو اب وقت آگیا ہے کہ عوام اپنا حق حاصل کریں اب وقت آگیا ہے کہ عوام اپنے اوپر ہونیوالے ظلموں کا انتقام لیں ان سے انتقام لو بھیانک انتقام۔ ایسا خوفناک انتقام کہ آئندہ کسی کو بھی عوام کا خون چوسنے کی جرأت نہ ہو۔ ان کو علم ہو جائے کہ عوام کتنی بڑی طاقت ہوتے ہیں۔ میں صدر مملکت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر استعفے کا اعلان کر دیں ورنہ انہیں گولی مار دی جائے گی یہ ٹرنٹولا کا حکم ہے ٹرنٹولا سے ٹکرانا اپنی موت کو

دعوت دینا ہے ٹرنٹولا عظیم ہے ٹرنٹولا عظیم ہے

فقط

عوام کے مفادات کا نگہبان

ٹرنٹولا

اعلان کرنے کے بعد ٹرنٹولا نے مشین کا بٹن بند کر دیا لیکن جیسے ہی وہ مشین بند کر کے واپس مڑا اچانک وہ لڑکھڑاتا ہوا فرش پر جا گرا۔ فریدی کی زوردار فلائنگ کک اس کے سینے پر پڑی۔ اعلان کرتے ہوئے ٹرنٹولا اور اس کے دونوں ساتھیوں کی توجہ فریدی سے ہٹ گئی تھی فریدی نے اس دوران اپنی ریسٹ واچ کے ونڈ کو دبا دیا تو وہ ایک چھوٹی سی تار نکل آئی یہ تار جتنی باریک تھی اتنی ہی تیز تھی اس تار کے ذریعے اس نے چند ہی لمحوں میں ہاتھوں کی رسیاں کاٹ لی تھیں پھر باقی رسیاں کاٹنے میں اسے دیر نہ لگی۔ وہ اب تک موقع کی تلاش میں تھا کیونکہ رسیاں کاٹنے میں کچھ نہ کچھ تو حرکت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ جیسے ہی ان کی توجہ ہٹی وہ اپنا کام کر گزرا اس سے پہلے کہ دوسرے نقاب پوش اس اچانک افتاد سے سنبھلتے فریدی نے ایک کو اٹھا کر دوسرے پر دے مارا وہ دونوں ایک دوسرے کے اوپر فرش پر جا گرے اس دوران ٹرنٹولا فرش سے اٹھ چکا تھا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکالنا چاہا لیکن فریدی کی لات چلی اور ریوالور اڑتا ہوا کمرے کے کونے میں جا گرا فریدی نے لپک کر ایک نقاب پوش کے ہاتھ سے ٹامی گن گھسیٹ لی لیکن اسی لمحے ٹرنٹولا

جس جگہ کھڑا تھا وہ زمین میں دھنس گئی اور جب فریدی سنبھلا ٹرنٹولا غائب ہو چکا تھا فریدی نے جھنجھلاہٹ میں ٹامی گن کا ٹریگر دبا دیا گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور وہ دونوں نقاب پوش فرش پر گر کر تڑپنے لگے فریدی پھرتی سے باہر نکل آیا۔ گیلری میں اسے تین چار نقاب پوش اپنی طرف بڑھتے نظر آئے ٹامی گن گنگنائی اور وہ سب ڈھیر ہو گئے فریدی بھاگتا ہوا آگے بڑھا اچانک ایک دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش باہر نکلا ٹامی گن ایک بار پھر گنگنائی وہ نقاب پوش ایک چیخ مار کر گرا فریدی نے ٹامی گن کی نال سے دروازہ کھول دیا اور ٹریگر دبا دیا اچانک مختلف چیخیں لہرائیں فریدی اندر گھسا تو یہ ایک اچھا خاصا وسیع ہال تھا اچانک ایک گولی چلی اور فریدی کے کان کے پاس سے گزر گئی یہ ایک نقاب پوش تھا۔ جو ایک مشین کی آڑ لے چکا تھا فریدی نے بھی ایک مشین کی آڑ لے لی۔ اور پھر دوسرے لمحے دونوں میں گولیوں کا تبادلہ ہونے لگا اچانک فریدی کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی دوسرا نقاب پوش خوشی کے مارا اچھل پڑا کہ اس نے فریدی کو مار گرایا ہے جیسے ہی اس کا سر مشین سے اوپر ہوا فریدی نے فائرنگ کر دی اور وہ مری ہوئی چھپکلی کی طرح فرش پر جا گرا۔

فریدی نے اب مشینوں کی طرف نال کا رخ کر کے گولیاں چلا دیں زوردار دھماکے ہوئے اور مشینیں پھٹ گئیں فریدی جھپٹ کر سامنے والے دروازے سے باہر نکل آیا یہ ایک لمبی سی گیلری تھی وہ اس میں

لتا چلا گیا۔

گیلری کے آخر میں ایک کمرہ تھا جو باہر سے مقفل تھا۔ اس نے ہی فائر سے تالا توڑ دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول کر نگ شروع کر دیتا کیپٹن حمید کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

یہ کیا پٹاخے چھوڑے جا رہے ہیں۔

کیا شب برات آ گئی ہے۔

فریدی نے ٹریگر سے انگلی ہٹا لی اور زور سے کہا۔

حمید جلدی کرو باہر نکلو۔ میں فریدی بول رہا ہوں۔

اور حمید لپک کر دروازے سے باہر نکل آیا۔

جلدی کرو میرے پیچھے آؤ۔ فریدی نے آگے بھاگتے ہوئے کہا۔

اور حمید اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔

گیلری کے سامنے ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا وہ ان کے اندر داخل ہو گئے یہاں بھی چاروں طرف مختلف قسم کی مشینیں فٹ تھیں لیکن ہال خالی تھا فریدی آگے بھاگتا چلا گیا ہال کے کونے میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا اس کی سائیڈ میں دیوار میں ایک چھوٹا سا بٹن تھا جس کا رنگ انتہائی سرخ تھا ایسا ایک بٹن اس نے ٹرنٹولا کے کمرے میں بھی دروازے کے پاس دیکھا تھا۔ اس نے سوچا شاید یہ بٹن دروازہ کھولنے کے لئے ہے اس نے جلدی سے بٹن دبا دیا کہ اچانک ان کے پیروں کے نیچے زمین لرزنے لگی پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں

سنبھلتے ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان پر کوئی پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو۔ دونوں کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا وہ ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے نیچے ہی نیچے گرتے چلے جا رہے ہوں۔

کل ٹوگیدر — ڈانیٹا ہل — ساتورانا — اوزیے گاتوز — ڈیگرال — پاس پون جیراڈجورے — زانے کا نرا — ڈاٹی روز اور کیپٹن براؤن کے بعد

ناصر جاوید کا ایک اور ہنگامہ خیز کارنامہ

عمران اور جولیانا اور روشی کے درمیان خوفناک تصادم

بلی چیخی تھی

روشی کو انٹیلیجنس کی افسر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا ——

عمران ایک مجرم کی تلاش میں ——

روشی عمران اور مجرم دونوں کی تلاش میں ——

عمران اور روشی کے درمیان مجرم کے حصول کے لئے خوفناک ٹکراؤ — جیت کس کی ہوئی

جولیا نے عمران کی محبت کی خاطر روشی کے قتل کا فیصلہ کر لیا ——

جوزف جوان سب کی راہ میں دیوار ثابت ہوا۔

ان تمام سوالوں کے جواب کے لئے تحیر و سسپنس سے بھرپور ناول آج ہی پڑھیے۔

خوبصورت سرورق —— اعلیٰ کتابت —— عمدہ طباعت ——

ٹرنٹولا کا اعلان سنتے ہی عوام کے جذبات اور زیادہ بھڑک اٹھے ہنگاموں اور لوٹ مار میں شدت آ گئی۔ دارالخلافہ میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ سارے شہر میں گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں لوگ دھڑا دھڑ مرنے لگے شہر میں موت کی سی ویرانی چھا گئی۔ اچانک ہوٹل تھری سٹار کی عمارت میں زوردار دھماکہ ہوا اور پھر دھماکے ہوتے چلے گئے ہوٹل کی عظیم الشان عمارت ملبے کا ڈھیر بن کر زمین پر آ رہی۔ ہوٹل میں موجود سینکڑوں لوگ ملبے میں دب کر ہلاک و زخمی ہوئے فوج اور پولیس کی امدادی پارٹیاں ملبہ ہٹا کر لوگوں کو نکالنے لگیں۔ اس کام میں بارہ گھنٹے لگ گئے زخمی ہونیوالوں

کو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ اور انہی میں فریدی اور حمید بھی شامل تھے ان کو بظاہر زیادہ چوٹیں نہیں آئی تھیں۔ کیونکہ وہ ایک فولادی میز کے نیچے پڑے ہوئے تھے میز کے اوپر آہنی شہتیر پڑا ہوا تھا جس نے تمام ملبہ روک لیا تھا۔

ہسپتال پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد کرنل فریدی کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا ابھی تک اس کے کانوں میں دھماکے کی بازگشت گونج رہی تھی ایک لمحے تک وہ سمجھ نہیں سکا کہ وہ کہاں ہے۔ اور کیا ہو رہا ہے پھر اس کا ذہن جاگنے لگا اور جیسے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ ہسپتال میں ہے اور بظاہر صحیح سلامت ہے وہ پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا ڈاکٹر اسے اٹھتا دیکھ کر اس کی طرف بھاگے وہ اسے پکڑ کر دوبارہ بیڈ پر لٹانا چاہتے تھے۔

ہٹو مجھے مت پکڑو۔

فریدی نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

لیٹ جاؤ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔

ایک ڈاکٹر نے سختی سے کہا۔

فریدی نے بے اختیار جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں پھر جیب سے ایک کارڈ نکال کر ڈاکٹر کے سامنے کر دیا۔ یہ ٹاپ اتھارٹی سائن تھا ڈاکٹر اسے دیکھ کر چونکا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر سلام کر دیا۔

ایمونیا کی ایک بوتل لاؤ فریدی نے اسے حکم دیا۔

اور ڈاکٹر نے ایک نرس کو سٹور سے ایمونیا کی بوتل نکال کر لانے کو کہا۔

چند ہی منٹ بعد بوتل آ گئی فریدی نے اپنا میک اپ صاف کر دیا اب اسے اصلی صورت میں دیکھ کر ڈاکٹر چونک پڑا کیونکہ وہ فریدی کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

آپ ؟

وہ حیرت سے بھرپور لہجے میں بولا

ہاں ڈاکٹر اور یہ ساتھ والے بیڈ پر کیپٹن حمید ہے اس کا خیال رکھنا دوسرا یہ بتاؤ ملبے سے کوئی نقاب پوش بھی ملا ہے۔ جس کے نقاب پر سنہری رنگ میں مکڑی بنی ہوئی ہو۔

فریدی نے پوچھا۔

نو سر ایسا کوئی نقاب پوش نہیں ملا۔ البتہ بارہ کے قریب نقاب پوشوں کی لاشیں ملی ہیں جن میں سے آٹھ تو گولیوں سے چھلنی تھے اور چار ملبے میں دب کر ہلاک ہو گئے تھے دو زخمی تھے جو ہسپتال میں موجود ہیں ڈاکٹر نے اسے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

مجھے فوراً ان کے پاس لے چلو۔

فریدی نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

لیکن آپ کی حالت جناب۔

ڈاکٹر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو۔

فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

تو چلیں جناب ویسے ان کی حالت سخت نازک ہے۔

ڈاکٹر نے کہا۔

اور پھر فریدی ڈاکٹر کے پیچھے پیچھے چل دیا وہ دونوں ایک اور ہال میں پہنچے جیسے ہی وہ دروازے میں گھستے چلے گئے ایک نرس باہر آئی اس نے کہا بیڈ نمبر ۱۲۴ اور ۱۲۵ کے زخمی انتقال کر گئے ہیں۔

اوہ کرنل فریدی یہ وہی نقاب پوش تھے ڈاکٹر نے فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

پھر چند لمحے بعد فریدی ان دونوں کی لاشوں کے پاس کھڑا تھا اس نے ان کے کپڑوں کی تلاشی لی لیکن بے سود کچھ بھی نہ ملا۔

اور پھر وہ واپس مڑ گیا اور چند لمحے بعد وہ ہسپتال کی عمارت سے باہر آ گیا اس نے ڈاکٹر سے تھوڑی دیر کے لیے کار مانگ لی۔ وہ بلیک فورس کو بھی کال نہیں کر سکتا تھا۔ کیوں کہ شہر میں کرفیو نافذ تھا۔ اس کی کار کو بھی کئی جگہ روکا گیا لیکن ٹاپ اتھارٹی سائن نے ہر جگہ اس کی مدد کی وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا ایوان صدر پہنچا۔ پھر ٹاپ اتھارٹی سائن کی مدد سے وہ تھوڑی دیر بعد صدر مملکت کے سامنے موجود تھا۔

مسٹر فریدی ہم ہار گئے ہیں۔ میں نے استعفیٰ لکھ دیا ہے آدھ گھنٹہ

بعد میں اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ صدر مملکت نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

نہیں جناب آپ استعفیٰ نہیں دیں گے میں ٹرنٹولا کا اڈہ تباہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اس کا اڈہ ہوٹل تھری سٹار کے نیچے موجود تہہ خانوں میں تھا جب اس نے آخری اعلان کیا تھا میں وہیں موجود تھا وہ فی الحال میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے لیکن میں اس کا اڈا تباہ کر چکا ہوں جس کے بغیر وہ مفلوج ہو گیا ہے اس کے خلاف میں ثبوت بھی حاصل کر چکا ہوں آپ اس کے اڈے کی تباہی کا اعلان کر دیں۔

فریدی نے اسے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

لیکن ٹرنٹولا کہاں ہے۔

صدر مملکت نے بے چینی سے پوچھا۔

میں اسے پہچان چکا ہوں۔ وہ اب میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتا۔ میں عنقریب اسے گرفتار کر کے عوام کے سامنے پیش کر دوں گا۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں۔

اگر ایسی بات ہے تو پھر جتنی جلدی ہو سکے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کرو۔ لیکن یہ یاد رکھو اس کے خلاف مکمل اور قطعی ثبوت موجود ہونے چاہئیں۔

صدر مملکت نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں اچھا مجھے اجازت دیں میں ٹرنوٹلا کی گرفتاری کی کوشش کرتا ہوں۔

فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے۔ وش یو گڈ لک فریدی۔ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور فریدی انہیں سلام کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

کل ٹو گیدر۔ سانورا۔ زانتنے کاڈرا۔ ڈیتھ ہل۔ ادنسے گاڈز۔ اپریشن جیری کو۔ پاس پون مشن ٹوجیک لینڈ۔ ڈیتھ آف ڈراگون۔ ڈبگرالی۔ مسمریزم کی موت

جیسے شاہکاروں کے بعد

کردگانہ

کردگانہ قبائل کی وحشت اور بربریت سے بھرپور داستان ● کردگانہ ایک ایسا قبیلہ جن کے پاس لاتعداد جڑی بوٹیاں پائی جاتی تھیں۔ جن سے آب حیات بھی تیار ہو سکتا اور ایٹم سے زیادہ زہریلا مادہ بھی ● عمران اور اس کے ساتھی ان جڑی بوٹیوں کی تلاش میں افریقہ کے بھیانک جنگلات میں مارے مارے پھرتے رہے ● عمران، جولیا اور صفدر کو کردگانہ دیوی کی بھینٹ چڑھانے کی تیاریاں ● کردگانہ کے خوفناک اور پُر اسرار قبیلے میں جوزف کا ناقابل فراموش کارنامہ

فریدی کی کار تیزی سے دارالخلافہ سے باہر جانے والی سڑک پر دوڑ رہی تھی لمحہ بہ لمحہ وہ سپیڈ بڑھاتا چلا جا رہا تھا۔ گاڑی طوفان کی طرح اڑی چلی جا رہی تھی۔ شہر سے چودہ میل دور وہ ایک بائی پاس روڈ پر آ گیا۔ یہ سڑک ڈاکٹر باقر کی لیبارٹری کو جاتی تھی ڈاکٹر باقر کی عظیم الشان اور وسیع و عریض لیبارٹری ہائی وے سے تقریباً پانچ میل اندر کی طرف تھی۔ ڈاکٹر باقر ملک کا مایہ ناز سائنسدان تھا فریدی کے ملک کو اس نے کئی اہم ایجادیں تیار کر کے دی تھیں جن سے اس ملک کی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا فریدی اُسے ملنے کے لئے جا رہا تھا۔

وہ پہلے بھی کئی بار اس سے مل چکا تھا۔ چند لمحے بعد اس کی
لیبارٹری کے پھاٹک پر جا کر رک گئی۔ اس نے گیٹ پر متعین
چوکیدار کو اپنا وزیٹنگ کارڈ دیا۔ اس نے ٹیلیفون پر ڈاکٹر سے
کی اور پھر گیٹ کھول دیا۔

آپ جا سکتے ہیں ڈاکٹر صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔
چوکیدار نے اسے سلام کرتے ہوئے کہا۔

اور فریدی کی کار آگے بڑھ گئی وہ سیدھا بڑھتا چلا گیا
پھر اس نے کار پورچ میں روک دی۔ ایک اور ملازم نے اس کی
کے مخصوص کمرے تک رہنمائی کی اور پھر وہ ڈاکٹر کے سامنے موجو
ڈاکٹر نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

ہیلو کرنل فریدی کافی عرصے کے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی۔
ڈاکٹر نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

جی ہاں بس مصروفیت اتنی رہتی ہے کہ ملنے ملانے کی فرصت ہی
ملتی۔ فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں بھئی تمہاری مصروفیت بھی قوم کے لئے فائدہ مند ہے ا
پھر آج کل جو حالات ہیں ان میں تمہیں زیادہ مصروف رہنا پڑتا ہو
اتنے میں ملازم نے چائے کی ٹرے لا کر دونوں کے سامنے رکھ دی۔

جی ہاں ٹرنٹولا نے ملک میں ابتری مچا رکھی ہے۔
فریدی نے چائے بناتے ہوئے کہا۔

ہیں اس مجرم کا اصل مقصد نہیں سمجھ سکا ہوں۔ ڈاکٹر نے سنجی
ے ہوئے کہا۔

مجھے بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ آخر چاہتا کیا ہے فریدی نے
، دیا۔

اچھا فرمائیے آپ نے کیسے تکلیف کی۔
ڈاکٹر نے فریدی سے پوچھا۔

ڈاکٹر صاحب میں ایک مسئلے پر آپ سے مشورہ لینے کے لئے آیا تھا
تائیے کہ فورٹم ریز کیا ہوتی ہے اور ان کا کیا فنکشن ہوتا ہے۔
ریدی نے سوالیہ انداز میں کہا۔

فورٹم ریز۔ ڈاکٹر چونک پڑا ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر
رت کے تاثرات ابھرے پھر اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا وہ چند لمحے
ے سوچتا رہا پھر بولا۔

لیکن کرنل فریدی آپ نے یہ نام کہاں سے سنا ہے ڈاکٹر کی نظروں میں
ے چینی تھی۔

ڈاکٹر صاحب دراصل ٹرنٹولا کے خلاف تحقیقات کے دوران مجھے ان ریز
ے متعلق پتہ چلا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ان ریز کے متعلق کوئی مواد
اصل کر سکوں لیکن ناکام رہا۔ آخر تنگ آ کر آپ سے رجوع کرنا پڑا فریدی
ے اسے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

ہوں فریدی مجھے افسوس ہے کہ ان ریز کے متعلق مجھے کچھ زیادہ معلومات

نہیں ہیں بس اتنا جانتا ہوں کہ آج سے دس سال پہلے ہنگری ے
ایک ڈاکٹر فورٹم نے یہ ریز دریافت کی تھیں اس کے نام پر اس کا نا
فورٹم ریز پڑھ گیا۔ جہاں تک ان کے فنکشن کا سوال ہے اس بارے
ابھی کوئی خاص تحقیقات نہیں ہوئیں۔ فورٹم خود ان کیمپز پر تجربات کر
تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا بعد میں کسی نے اس میں دلچسپی نہیں لی فورٹم
جو کچھ اس کے متعلق تحقیق کی تھی وہ اتنی تھی کہ یہ ریز انتہائے
طاقت کی حامل ہے اگر ایتھر کی لہروں کو فورٹم ریز میں تبدیل کر دیا
تو جو چیز یا علاقہ اس کی زد میں ہوگا وہاں آکسیجن کا خلا واقع ہو جائے
نتیجتہً وہاں پر موجود تمام جاندار آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو جا
گے اور وہ سب کچھ ہوگا جو آکسیجن نہ ہونے سے عمل پذیر ہو سکتا۔
ڈاکٹر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اس سے تو ظاہر ہے کہ یہ ایک خوفناک ہتھیار ثابت ہو
سکتا ہے۔

فریدی نے کہا۔

ہاں کرنل فریدی لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایتھر کی لہروں کو فور
ریز میں کیسے تبدیل کیا جائے۔ کیونکہ صرف فورٹم ریز کوئی طاقت نہیں
رکھتیں یہ خوفناک اسی وقت ہو سکتی ہیں جب ایتھر کی لہروں کو فورٹم ریز
میں تبدیل کر لیا جائے ڈاکٹر فورٹم نے اس کا تجربہ کیا تھا وہ چالیس
فیصد کامیابی بھی حاصل کر چکا تھا لیکن اسے قتل کر دیا گیا اور دوسرے

سدانوں کو اس کا فارمولا بھی نہ مل سکا۔
بھی دوسرے سائنسدان اس کے متعلق تجربہ کرنے کی کوشش تو کر
تے۔

فریدی نے اعتراض کیا۔

دراصل مسئلہ یہ ہے ایتھر کی لہروں کو فورٹم ریز میں تبدیل کرنے
، انتہائی خوفناک اور تباہ کن ہے ایتھر کی لہریں جب فورٹم ریز
بدیل ہونے لگتی ہیں تو وہ کشش ثقل پر اثر انداز ہو جاتی ہیں۔
م جانتے ہو اگر کشش ثقل میں کوئی معمولی سی بھی گڑبڑ ہو جائے تو
نظام ہی الٹ جائے۔ اور پھر جو تباہی مچے گی اس کا تصور ہی نہیں کیا
سکتا۔
اکٹر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔
یکن ڈاکٹر فورٹم نے کیسے چالیس فیصد کامیابی حاصل کر لی۔ فریدی نے
اور سوال کیا۔

دراصل چالیس فیصد کامیابی اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس نے انتہائی
دہ پیمانے پر اس کا تجربہ کیا تھا۔ وہ قدرے کامیاب بھی ہوا
پھر معمولی سی غلطی سے اس کی فیکٹری تباہ ہو گئی۔
" اچھا ڈاکٹر صاحب آپ کی نوازش میں نے آپ کا بہت
وقت لیا ہے۔
فریدی نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

کوئی بات نہیں کرنل فریدی میرا وقت ضائع نہیں ہوا۔ بلکہ تمہ
وجہ سے مجھے تجربات کی ایک نئی راہ مل گئی ہے مجھے دراصل ان کا
خیال ہی نہیں تھا اب میں ان پر تجربات کروں گا۔

ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر صاحب آپ لیبارٹری سے باہر اکثر جاتے رہتے ہوں گے
فریدی نے اچانک سوال کیا۔

نہیں تو۔

ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

مجھے اپنے تجربات سے ہی اتنی فرصت نہیں ملتی کہ میں شہر
سیر کرسکوں یا کسی دوسری تفریح میں حصہ لے سکوں۔

لیکن آج سے سات دن پہلے آپ تھری سٹار ہوٹل میں موجو
تھے۔

فریدی نے اسے بتاتے ہوئے کہا۔

غلط ہے میں آج سے پندرہ دن پہلے ایک میٹنگ کے سلسلے
لیبارٹری سے باہر نکلا تھا پھر باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ڈ
نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

تو پھر میری نظروں کو دھوکا ہوا ہوگا۔

فریدی نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

ہاں اکثر ایسا ہو جاتا ہے ڈاکٹر نے اطمینان سے کہا۔

ے ڈاکٹر اب مجھے اجازت دیجیے۔ فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

چھا کبھی کبھی آجایا کرو تمہارے ساتھ بات کر کے دل خوش ہوتا ہے

نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

کوشش کروں گا کہ آپ سے دوبارہ ملاقات جلد ہو فریدی نے ہنستے
ئے کہا۔

اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

مس فریدہ انیس
ے جادو نگار قلم سے
میٹھی آنچ
یک اور معاشرتی شہ پارہ
قیمت ۔/۳۲ روپئے
میٹھی آنچ نئی نسل کی کہانی ہے جسکے کردار ساری عمر محبت کی تلاش میں
رتے ہیں لیکن وہ ایک نظر اپنے من میں ڈالنے کی تکلیف گوارا کرتے نہیں۔
میٹھی آنچ میں شبنم کی ٹھنڈک بھی ہے اور شعلوں کی تپش بھی۔
سفید کاغذ خوبصورت سرورق، قیمت ۔/۳۲ روپے
جمال پبلشرز۔ بوہڑ گیٹ ملتان

صدر مملکت کی طرف سے اعلان ہو چکا تھا کہ ٹرنٹولا ایک بہت بڑا مجرم ہے جو ملک کو تباہ کرنا چاہتا ہے اس کا اڈا جو ہوٹل تھری ستار کے نیچے تہہ خانوں میں تھا تباہ کر دیا گیا ہے عنقریب مجرم کو گرفتار کرکے مع ثبوت عوام کے سامنے پیش کر دیا جا گا۔ اس اعلان کو بار بار ریڈیو پر دہرایا جاتا رہا عوام منتظر تھے کہ ٹرنٹو اس کی تردید میں ضرور کوئی اعلان کرے گا لیکن اس کی طرف سے مسلسل خاموشی معنی خیز تھی اور عوام کو حکومت کے کئے اعلان پر یقین آتا جا رہا تھا۔ چنانچہ اب وہ منتظر تھے کہ ٹرنٹولا کب گرفتار ہوتا ہے۔ تا

ہ جان سکیں کہ اس کا اصل مقصد کیا تھا اس اعلان کے ساتھ ہی ارالخلافہ سے کرفیو کی پابندیاں ہٹا لی گئی تھی شہر میں امن و امان حال ہو گیا تھا ہنگامے بند ہو گئے تھے ہر شخص اپنی جگہ بے چین تھا ٹرنٹولا کی اصلیت کا پتہ چلے۔ رات گئے تک حکومت نے اس کی گرفتاری ا کوئی اعلان نہ کیا۔

اندھیری رات تھی ایک کار ڈاکٹر باقر کی لیبارٹری کے گیٹ پر آکر کی۔ اس میں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید موجود تھے کار روک کر وہ دونوں اہر نکلے گیٹ پر متعین مسلح چوکیدار جب ان کے قریب پہنچا تو اچانک کرنل فریدی نے ریوالور نکال کر اس کے سینے پر رکھ دیا اور حمید نے پھرتی سے جیب سے ایک باریک سی رسی نکال کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ ئیے اور منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا اور پھر اسے اس کی کوٹھڑی میں بند کرکے دروازہ بند کر دیا گیا۔

اس سے فارغ ہو کر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا رکسی کو کال کرنے لگا۔

ہیلو میجر فرحت آپ لوگ ڈاکٹر کی لیبارٹری کو چاروں طرف سے گھیر یں ہم اندر جا رہے ہیں میری طرف سے مخصوص کاشن ملنے پر آپ لوگ ہلہ بول دیں۔ سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کوئی آدمی لیبارٹری سے نکل بھاگنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

فریدی نے ٹرانسمیٹر پر حکم دیا۔

او۔ کے کرنل ایسا ہی ہو گا اوور۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔
اوور اینڈ آل۔ فریدی نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا ایک اور
بٹن دبا دیا۔

چند لمحے بعد وہ کسی اور سے بات کر رہا تھا۔

ونگ کمانڈر ناصر میں کرنل فریدی بول رہا ہوں آپ لوگ تیار
رہیں اگر ڈاکٹر کی لیبارٹری سے کوئی راکٹ ہوائی جہاز یا ہیلی کوپٹر اڑے
تو آپ نے اسے ہر صورت میں نیچے اتارنا ہے۔

کرنل فریدی نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

ہم تیار ہیں کرنل اوور۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

اوور اینڈ آل۔ فریدی نے ٹرانسمیٹر جیب میں رکھ لیا۔

یہ سب آپ کے حکم کی تعمیل اتنی فرمانبرداری سے کیوں کر رہے
ہیں حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

ٹاپ اتھارٹی سائن۔ فریدی نے مختصر سا جواب دیا۔

اوہ سمجھا یہ اسی سائن کی کرامات ہے۔

حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

فریدی نے گیٹ کھول دیا اور وہ دونوں کار میں بیٹھے اور کار آگے
بڑھ گئی۔

یہ کیس حل ہونے کے بعد آپ یہ ٹاپ اتھارٹی سائن مجھے دے دیجئے
گا۔ حمید نے التجائیہ انداز میں فریدی سے کہا۔

کیوں کیا کرو گے۔ فریدی نے حیرت سے پوچھا۔

کام آتا رہے گا۔ حمید نے جواب دیا۔

کیا مجھے گرفتار کرنے کا ارادہ ہے۔ فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

ارادہ تو کچھ ایسا ہی ہے حمید نے سنجیدگی سے کہا اور ہنس پڑا۔

اتنے میں ان کی کار لیبارٹری کے پورچ میں جا کر رک گئی۔

دو مسلح گارڈ وہاں موجود تھے وہ ان کے قریب آئے فریدی اور
ید نیچے اترے اور پھر اچانک دونوں مسلح گارڈز کے سینوں پر ریوالور کی
یں رکھ دیں وہ بھونچکا رہ گئے پھر دوسرے لمحے ایک زوردار مکے
نے انہیں بے ہوش ہونے پر مجبور کر دیا انہیں ایک طرف ڈال کر
ریدی اور حمید اندر داخل ہو گئے۔

وہ مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے ایک گیلری میں آ گئے اس لمبی سی
ری میں صرف ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔

یہ لیبارٹری کا دروازہ ہے۔

فریدی نے حمید سے کہا۔

کیا ڈاکٹر باقر کو علم نہیں کہ مجرم اس کی لیبارٹری میں چھپا ہوا
ہے۔ حمید نے پوچھا۔

معلوم نہیں فریدی نے کہا۔

اور پھر دونوں دروازے کے قریب آ گئے فریدی نے ایک چھوٹا
سا آلہ نکالا اور اسے دروازے کے ساتھ لگا دیا آلہ میں لگا ہوا

چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

اس میں کرنٹ دوڑ رہا تھا فریدی نے کہا اور پھر آلہ کے اوپر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا بلب سپارک ہوا اور بجھ گیا۔

فریدی نے جیب سے تار نکال کر تالے میں ڈال دی چند لمحے بعد دروازہ کھل گیا۔ فریدی نے جیب سے رومال نکال کر اندر پھینکا ایک شعلہ سا لپکا۔ اور رومال فضا میں ہی جلنے لگا۔ حمید حیران رہ گیا۔

یہ حفاظتی شعاعوں کا کمال ہے اگر ہم اندر داخل ہو جاتے تو ہمارا بھی یہی حشر ہوتا جو اس رومال کا ہوا ہے۔ فریدی نے اسے بتایا۔

تو اب ہم اندر کیسے جائیں گے۔

حمید نے بے چینی سے پوچھا۔

ابھی لو میں پوری تیاری کرکے آتا ہوں مجھے ان حفاظتوں کا پہلے ہی علم تھا اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا بکس نکالا اس میں سے ایک راڈ کھینچی اور پھر بکس کے اوپر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

راڈ کے سرے پر نیلے نیلے شعلے ناچنے لگے فریدی راڈ دروازے کے اندر لے گیا ایک جھماکا سا ہوا پھر نیلے شعلے ناچنے لگے فریدی نے بٹن بند کر دیا راڈ کھینچ کر واپس ڈبے میں کر دی۔

اور پھر وہ اندر داخل ہو گیا اسے کچھ بھی نہیں ہوا حمید بھی اندر

ل ہو گیا۔

فریدی نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا لیبارٹری انتہائی عظیم الشان
ں مختلف آلات اور مشینیں چاروں طرف سیٹ تھیں فریدی اِدھر اُدھر
ظریں گھمانے لگا ایک کونے میں اسے لوہے کی ایک الماری رکھی ہوئی
ر آئی۔ فریدی اس کی طرف بڑھ گیا اس نے جیب سے وہی بکس نکالا
ر اس کا راڈ کھینچ کر بٹن دبا دیا راڈ کو الماری کے ساتھ لگایا
یسا ہی ایک جھماکا ہوا جیسے دروازے پر ہوا تھا فریدی نے بٹن
ند کر دیا راڈ واپس کھینچ کر بکس جیب میں ڈال لیا جیب سے
ہی پہلے والا چھوٹا سا آلہ نکالا اور الماری کے ساتھ لگا دیا بلب
ل اٹھا۔ اس نے بٹن دبا دیا بلب سپارک ہوا اور بجھ گیا۔

حمید خاموشی سے کھڑا یہ سب عمل دیکھ رہا تھا فریدی
نے تالے کے نمبر ملانے شروع کر دیئے یہ تالا مخصوص نمبر
ملانے سے کھلتا تھا۔ چند لمحے تک وہ کوشش کرتا رہا پھر اچانک
کھٹک کی آواز آئی اور تالا کھل گیا فریدی نے الماری کھولی تو
س میں مختلف قیمتی دوائیں اور محلول رکھے ہوئے تھے الماری میں
کوئی فائل موجود نہیں تھی فریدی خاموشی سے کھڑا دیکھتا رہا پھر
اس نے محلول کی شیشیاں نکال نکال کر غور سے دیکھنی شروع کر
دیں ایک بڑی سی بوتل کا ڈھکن کھول کر جیسے ہی اس نے اندر نگاہ
ڈالی اس کے منہ سے ایک سیٹی کی آواز نکلی۔

حمید میز پر سے کوئی چمٹی تو دے آؤ۔

فریدی نے حمید کو کہا۔

اور حمید ساتھ والی میز پر پڑی ہوئی چھوٹی سی چمٹی اٹھا کر لے آیا فریدی نے چمٹی بوتل میں ڈالی اور پھر دوسرے لمحے اس میں ایک چھوٹی سی فلم نکال لی فریدی نے الماری سے ایک اور بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر وہ فلم اس میں ڈال دی پھر انگلیاں ڈال کر وہ فلم نکال لی۔

حمید ذرا ٹارچ جلاؤ۔

حمید نے ٹارچ جلا دی ٹارچ کی روشنی میں فریدی وہ فلم دیکھنے لگا۔ پھر اس نے اسے لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا۔

اب چلو ڈاکٹر کی خوابگاہ میں۔

فریدی نے حمید سے کہا۔

اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے لیبارٹری سے باہر نکل آئے۔

پھر مختلف گیلریوں میں گھومتے ہوئے فریدی ایک دروازے پر رک کر رک گیا فریدی نے لیبارٹری کے دروازے والا عمل یہاں بھی دہرایا اور پھر ماسٹر کی سے تالا کھول کر دروازے پر دباؤ ڈالا دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا پھر فریدی نے حفاظتی شعاعوں کا جال بکس نما آلے سے توڑا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے فریدی نے ہاتھ بڑھا کر

دیوار پر لگا ہوا بٹن دبا دیا کمرہ روشن ہو گیا ایک لمحے کے لئے دونوں کی آنکھیں جھپک گئیں۔

ڈاکٹر اپنے بستر پہ چادر اوڑھے بے خبر سو رہا تھا۔

فریدی نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر آگے بڑھ کر چادر الٹ دی۔

"ارے"، فریدی کے منہ سے نکلا کیونکہ بستر پر ڈاکٹر کی بجائے سرہانے رکھ کر چادر اوڑھا دی گئی تھی۔

اسی لمحے کمرے میں ڈاکٹر کی آواز گونج اٹھی۔

ہینڈز اپ میرے ہاتھ میں سٹین گن ہے۔

فریدی اور حمید پھرتی سے مڑے لیکن سامنے ڈاکٹر واقعی سٹین گن لئے کھڑا تھا۔

فریدی نے ریوالور نیچے گرا کر ہاتھ اٹھا لئے حمید نے بھی فریدی کی تقلید میں ہاتھ اٹھا لئے۔

ڈاکٹر ایک لمحے تک حیرت سے کرنل فریدی کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

کرنل فریدی مجھے تمہاری ملک سے وفاداری پر کوئی شک نہیں ہے لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم میری خواب گاہ میں چوروں کی طرح کیوں گھسے تھے۔

ڈاکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

ہاں ڈاکٹر۔ اس لیے کہ تم اب ملک کے وفادار نہیں رہے تم نے ٹرنٹولا کا روپ دھار کر ملک کو تباہی کے غار میں پہنچا دیا ہے فریدی نے سرد آواز میں کہا۔

"ٹرنٹولا" ڈاکٹر اچھل پڑا اور ساتھ ہی حمید کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹ گئیں۔

اور اسی لمحے فریدی نے اچانک اچھل کر لات ماری اور سٹین گن ڈاکٹر کے ہاتھوں سے نکل کر دور کونے میں جا پڑی۔

لیکن دوسرے لمحے ڈاکٹر نے اچھل کر فریدی کو فلائنگ کک مارنی چاہی فریدی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور ڈاکٹر حیران کھڑے ہوتے حمید پر آ گرا۔ حمید فرش پر گر پڑا فریدی نے جھک کر فرش سے اپنا ریوالور اٹھانا چاہا مگر ڈاکٹر کی پھرتی قابلِ داد تھی وہ سپرنگ کی طرح اچھلا اور فریدی کو رگیدتا ہوا دیوار تک چلا گیا اور پھر اس نے سر کی زور دار ٹکر فریدی کی ناک پر ماری حمید پھرتی سے اٹھا اور اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا لیکن ڈاکٹر نے ریوالور چلانے کا موقع ہی نہ دیا کیوں کہ اس نے ایک دم فریدی کو پکڑ کر آگے کر دیا اب حمید بے بس تھا اچانک فریدی نے ایک داؤ مارا اور ڈاکٹر اس کے سر پر سے اچھلتا ہوا حمید کے آگے آ گرا ڈاکٹر کی لات لگنے سے اس کا ریوالور چھوٹ گیا اس سے پہلے کہ فریدی ڈاکٹر پر جھپٹا ڈاکٹر نے جمپ لگایا اور کھلے ہوئے دروازے سے باہر جا گرا وہ دونوں بھی

ہی باہر کی طرف لپکے لیکن جیسے ہی وہ باہر آئے ڈاکٹر گم ہو چکا ما فریدی دیوانہ وار ایک طرف کو دوڑا حمید بھی اس کے پیچھے تھا ب موڑ مڑتے ہی فریدی کے سامنے سیڑھیاں آ گئیں جو چھت کی ت جا رہی تھیں۔ اوپر والی سیڑھیوں پر ڈاکٹر تھا۔

رک جاؤ ڈاکٹر ورنہ گولی مار دوں گا فریدی نے چیختے ہوئے کہا۔

لیکن ڈاکٹر اوپر دروازے سے گزر چکا تھا۔ دروازہ بند ہو گیا۔ ر دونوں تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دروازے تک پہنچے اور ھر فریدی نے قدرے پیچھے ہٹ کر زور سے دروازے پر کاندھے ے ٹکر ماری۔ دو تین ٹکروں کے بعد دروازہ ٹوٹ گیا اور وہ اندر جا ا۔ یہ ایک وسیع و عریض چھت تھی جیسے ہی وہ چھت پر پہنچے چھت ر موجود ہیلی کاپٹر نے چھت چھوڑ دی فریدی وہیں رک گیا اس نے رتی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اسے آن کر کے کسی سے رابطہ ائم کرنے لگا۔

ہیلو ہیلو ونگ کمانڈر ناصر فریدی سپیکنگ۔ فریدی تیزی سے خ رہا تھا۔

ہیلو ناصر دس سائیڈ سپیکنگ دوسری طرف سے مدھم سی آواز ی۔

ناصر ابھی مجرم ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے ڈاکٹر باقر کی لیبارٹری ی چھت سے فرار ہوا ہے فوراً ہیلی کاپٹر کو گھیرے میں لے لو اور اسے

ملٹری رن وے پر اتارنے کی کوشش کرو۔ یاد رہے کہ مجرم کو ہر صورت زندہ گرفتار کرنا ہے۔

فریدی تیزی سے بول رہا تھا۔

اوکے ونگ کمانڈر نے جواب دیا۔

اور فریدی نے ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب میں ڈالا اور پھر وہ پھرتی سے سیڑھیاں اترنے لگے چند لمحے بعد وہ گیلری میں دوڑ رہے تھے وہ دوڑتے دوڑتے وہاں آ پہنچے جہاں ان کی کار موجود تھی وہ دونوں کار میں داخل ہوئے اور پھر کار نے تیزی سے ٹرن لیا اور گیٹ کی طرف بھاگنے لگی۔ حمید ڈرائیونگ کر رہا تھا فریدی نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر ہیڈ کوارٹر کو کال کرنا شروع کر دیا اور اسے بتایا کہ ہماری کار گیٹ سے باہر جا رہی ہے اسے نہ روکا جائے اور کوٹھی میں موجود بے ہوش گارڈز اور رسیوں سے بندھے ہوئے چوکیدار کو حراست میں لے لیا جائے مجرم ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے چند لمحے بعد ان کی کار گیٹ کراس کر گئی اور پھر اس کا رخ ملٹری رن وے کی طرف ہو گیا۔

قیمت

تیس روپے

مصنفہ — عبداللہ عرشی

ڈاکٹر کا ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کر رہا تھا ڈاکٹر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر تھا کہ اچانک ڈاکٹر کو اپنے اوپر لڑاکا اور بمبار طیاروں کی گونج سنائی دی اور پھر چند لمحے بعد طیارے ہیلی کاپٹر کو گھیر چکے تھے ہیلی کاپٹر میں ٹرانسمیٹر کا بٹن جلنے لگا۔ ڈاکٹر نے بٹن آن کر دیا۔

ہیلو ہیلو ہیلی کاپٹر میں کون ہے جواب دیجئے۔

ٹرانسمیٹر پر آواز ابھری۔

میں ڈاکٹر باقر ہوں آپ لوگ کون ہیں میرے ہیلی کاپٹر کو کیوں

گھیرے میں لیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

آپ جو کوئی بھی ہیں فوراً ملٹری رن وے پر جو دس میل کے فاصلے پر آ رہا ہے اتر جائیں ورنہ آپ کا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جائے گا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

آپ کو کیا اختیار ہے کہ آپ مجھے روک سکیں میں صدر مملکت سے شکایت کروں گا۔

ڈاکٹر نے چیختے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر اپنا ہیلی کاپٹر نیچے اتار لیں ورنہ ہیلی کاپٹر پر گولیوں کی بارش کر دیں گے۔

دوسری طرف سے آنے والی آواز نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

اچھا میں اتارتا ہوں لیکن یاد رکھو تم اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ ڈاکٹر نے کہا۔

اب رن وے چار میل رہ گیا ہے دوسری طرف سے کہا گیا۔

لیکن ڈاکٹر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے اسٹیرنگ راڈ کو ایک چھوٹی سی رسی سے باندھ دیا اور رسی کا دوسرا سرا تھراٹل سے باندھ دیا۔ اور پھر اس

نے دروازہ کھول کر نیچے چھلانگ لگا دی۔ ہیلی کاپٹر سیدھا اڑتا چلا گیا۔ ڈاکٹر کی پشت سے بندھا ہوا پیراشوٹ کھل گیا اور وہ آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتا گیا ہیلی کاپٹر کافی دور نکل چکا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے اوپر اڑنے والے بمباز جہاز بھی۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر زمین پر آ گرا اس نے پھرتی سے پیراشوٹ کی بیلٹ کرسے کھولی اسے لپیٹ کر ایک طرف پھینک دیا وہ کھیتوں کے درمیان گرا تھا وہ شہر کی طرف بھاگتا رہا کیوں کہ دور سے اسے شہر کی بتیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

ملک کی نامور ادیبہ **عذرا بانو عرشی** بی اے کی انمٹ تحریر

شبنم

ایک حقیقت جس کی کسک آپ اپنے دل میں محسوس کریں گے

ایک الہڑ اور معصوم لڑکی کی داستان جو ذات پات کی صلیب پر چڑھا دی گئی۔

حیا، معصومیت اور وفا کی ایک ایسی کہانی جس میں آہیں بھی ہیں اور آنسو بھی

خوبصورت سرورق — اعلیٰ طباعت — قیمت ۔/۳۲ روپے

جمال پبلشرز۔ بوہڑ گیٹ ملتان

فریدی حمید کی کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی ملٹری رن وے کی طرف بھاگی جا رہی تھی ابھی وہ رن وے سے چھ میل دور تھے کہ فریدی کے ٹرانسمیٹر پر سیٹی سنائی دی فریدی نے پھرتی سے ٹرانسمیٹر نکال کر بٹن آن کر دیا۔

ہیلو ونگ کمانڈر ناصر کالنگ

دوسری طرف سے آواز آئی۔

یس کرنل فریدی سپیکنگ۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

کرنل فریدی مجرم کا ہیلی کاپٹر رن وے سے تین میل آگے ایک

درخت سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ہے۔

کیا کہا تباہ ہو گیا اسے صحیح سلامت کیوں نہیں اتار لیا گیا۔ فریدی نے انتہائی درشتی سے کہا۔

بات یہ ہے کہ رن وے سے چار میل پہلے مجرم جو اپنا نام ڈاکٹر باقر بتا رہا تھا۔ مان گیا کہ وہ رن وے پر اتر جائے گا لیکن پھر اس کا ہیلی کاپٹر رن وے سے گزر گیا پھر جب اس سے رابطہ قائم نہ کیا گیا تو کوئی جواب نہ ملا ہیلی کاپٹر بتدریج نیچا ہوتا چلا جا رہا تھا۔ پھر رن وے سے تین میل دور کم بلندی کی وجہ سے درخت سے ٹکرا کر نیچے گرا اور تباہ ہو گیا۔ ونگ کمانڈر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

پھر مجرم کی لاش ملی۔

فریدی نے پوچھا۔

یہی تو حیرت ہے ہم فوراً جائے حادثہ پر پہنچ گئے تھے لیکن ہیلی کاپٹر سے کوئی لاش نہیں ملی۔ میں اس وقت وہیں سے بول رہا ہوں۔

مجرم کہیں راستے میں ہی پیراشوٹ کے ذریعے نہ اتر گیا ہو آپ نے لائٹ بم پھینکے تھے

اوہ میرا خیال ہے یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا نہیں چونکہ اس کی توقع نہیں تھی اس لیے ہم نے لائٹ بم پھینکنے ضروری ہی نہیں سمجھے

ونگ کمانڈر نے جواب دیا۔

اچھا آپ ایسا کریں جائے حادثہ سے ادھر اُدھر چاروں طرف پھیل جائیں مجرم وہیں کہیں اتر ہوگا۔ اسے ہر حالت میں زندہ گرفتار کرنا ضروری ہے۔

فریدی نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

بڑا چالاک مجرم ہے۔

حمید نے کہا۔

ہاں توقع سے زیادہ چالاک ہے۔ فریدی نے جواب دیا۔

اچانک ایک گولی چلی۔

اور گولی دائیں سائڈ کا شیشہ توڑتی ہوئی حمید کے سر کے پاس سے گزر گئی۔ حمید جو کار چلا رہا تھا بال بال بچا اس نے اضطراری طور پر کار روک دی۔

یہ کس نے گولی چلائی ہے، حمید نے کار روکتے ہوئے کہا۔

بائیں طرف اتر جاؤ جلدی کرو شیشہ چونکہ دائیں طرف کا ٹوٹا ہے اس لئے یقیناً حملہ آور اسی طرف موجود ہے۔

پھر حمید اور فریدی دائیں طرف کا دروازہ کھول کر نیچے رینگ گئے اور پھر اسی طرح رینگتے ہوئے وہ سائے دار درختوں کی آڑ میں ہو گئے یہ درخت چونکہ کار سے ذرا ہٹ کے تھے اس لئے دوسری طرف وہ آسانی سے دیکھ سکتے تھے چند لمحے بعد انہیں ایک سایہ رینگتا ہوا کار

طرف بڑھتا نظر آیا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے وہ کار قریب پہنچ کر رک گیا پھر آہستہ سے سر اٹھا کر کار کے اندر جھانکنے لگا پھر اچانک اچھل کر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے سٹیرنگ پر تھا۔

چابی تم نے اگنیشن میں ہی چھوڑ دی تھی۔ فریدی نے غصے سے کہا۔

ہاں جلدی میں ذہن بھول آیا۔ حمید نے جواب دیا۔

دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہوئی اسی لمحے فریدی کار کے پیچھے بھاگ پڑا۔ فاصلہ چونکہ بہت کم تھا اس لئے وہ جلد ہی کار کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن اچانک کار کو سپیڈ میں ڈال دیا گیا فریدی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے بھاگنے لگا لیکن کار کی رفتار چونکہ کافی تیز تھی اس لئے فاصلہ لمحہ بہ لمحہ بڑھنے لگا فریدی نے بھاگتے بھاگتے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا ایک دھماکہ ہوا اور کار کا ٹائر برسٹ ہو گیا کار کی رفتار میں نمایاں کمی آ گئی اب وہ بری طرح لہرا رہی تھی فریدی نے رفتار اور زیادہ تیز کر دی حمید بھی اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا لیکن وہ فریدی سے کافی پیچھے تھا فریدی تو جیسے اڑا جا رہا تھا اچانک کار زور سے لہرائی اور پھر ایک درخت سے ٹکرا گئی اسی لمحے ایک سایہ کار سے اچھل کر باہر آ گرا کار کو آگ لگ گئی تھی۔

سایہ زمین پر گر کر جیسے ہی اٹھا فریدی اس کے اوپر ہی آ گرا سایہ

نے پھرتی سے کروٹ لی اور فریدی اس کے آگے گھسٹتا چلا گیا وہ سایہ یکدم اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس سے پہلے کہ وہ بھاگتا فریدی کے ریوالور سے گولی نکلی اور سایہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا پڑا گولی اس کی ٹانگ میں لگی تھی۔ اسی لمحے حمید بھی وہاں پہنچ چکا تھا اس نے اس سایہ کو چھاپ لیا سایہ نے اس کے پیٹ میں کہنی مارنی چاہی لیکن حمید نے اسے دونوں بازوؤں سے اچھی طرح جکڑ لیا تھا پھر فریدی نے اس کی کنپٹی پر ریوالور رکھ دیا حمید نے جیب سے ٹارچ نکال کر سایہ کے چہرے پر ڈالی تو وہ چونک پڑا وہ ڈاکٹر باقر تھا۔

حمید میری جیب سے رسی کا گچھا نکال کر ڈاکٹر کو باندھ دو فریدی نے حمید کو حکم دیا۔

اور حمید فریدی کی جیب سے رسی کا گچھا نکال کر ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے ڈاکٹر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز منہ میں ڈالنی چاہی لیکن حمید نے پھرتی سے جھپٹا مارا اور ڈاکٹر کے ہاتھ سے وہ چیز زمین پر گر پڑی حمید نے اس کے دونوں ہاتھ پھرتی سے پکڑ کر پیچھے باندھ دیئے۔

حمید ٹارچ کے ذریعے دیکھو ڈاکٹر کے ہاتھ سے کیا چیز گری ہے فریدی نے کہا۔

اور حمید نے جیب سے ٹارچ نکال کر جب زمین پر اس کی اس چیز پر روشنی ڈالی تو ڈاکٹر سے چند قدم دور ایک سرخ رنگ کا چھوٹا سا

پستول پڑا ہوا ملا اس نے وہ اٹھا کر فریدی کو دے دیا۔

تو ڈاکٹر باقر خودکشی کرنا چاہتے تھے۔

فریدی نے طنزیہ انداز میں کہا۔

تم میرے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے کرنل فریدی تمہیں میری گرفتاری کے لئے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اچانک ڈاکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

بے فکر رہو ڈاکٹر میں نے ثبوت حاصل کرنے کے لئے ہی تم پر ہاتھ ڈالا تھا۔ الماری میں موجود محلول کی بوتل میں رکھی ہوئی قلم اب میرے قبضے میں ہے کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے اس کے علاوہ تم نے ہوٹل تھری سٹار کے تہہ خانے میں اس پرائیویٹ جاسوس کے سامنے جو کچھ کہا تھا اس کا ٹیپ بھی میرے پاس ہے۔

تو۔ تو کیا وہ پرائیویٹ جاسوس تم تھے۔ ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں ڈاکٹر میں ہی تھا۔

فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن میری مشین پر تمہارا میک اپ ظاہر کیوں نہیں ہوا ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا۔

اس لئے ڈاکٹر کہ میں فوٹم ریز کی حقیقت سے آگاہ ہو گیا تھا اور میں نے میک اپ میں نیلون ۲۲ کی بجائے بگم ۲۱ استعمال کیا تھا فریدی نے جواب دیا۔

اوہ کاش میں اس وقت تمہیں گولی ماردیتا ڈاکٹر نے تاسف سے بھرپور لہجے میں کہا۔

لیکن فریدی جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر ونگ کمانڈر سے رابطہ قائم کر رہا تھا رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے ایک ہیلی کاپٹر وہاں بھیجنے کے لئے کہا۔ اور اس جگہ کی پوزیشن بتادی۔

چند لمحے بعد ایک ہیلی کاپٹر ان کے سر پہ چکر لگانے لگا حمید نے ٹارچ کے ذریعے اسے سگنل دیا ہیلی کاپٹر نیچے اتر آیا۔ اور پھر فریدی اور حمید کو لے کر اس میں سوار ہو گئے اور ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں بلند ہو گیا۔

عابدہ، حوریہ، عدنانہ، نورستہ، وفا کی خوشبو، نشوریہ اور میٹھی آنچ کے بعد ہمارے ادارے کا ایک اور یادگار ناول

عروسِ بہار

قیمت ۳۶ روپے

خوبصورت پھول شگفتہ بنفشے، بہاریے کانٹوں کے گرد گھومنے والی ایک خوبصورت کہانی۔ جسے آپکی محبوب مصنفہ رشیدہ بانو نے صفحہ قرطاس پر ابھارا ہے

جمال پبلشرز
بوہڑ گیٹ
ملتان

دوسری صبح اخباروں نے ٹرنٹولا کی گرفتاری پر خصوصی ضمیمے چھاپے ڈاکٹر باقر کی تصویریں بھی چھاپی گیئں فلم میں موجود مواد سب سے صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر دشمن ملک کے لیے کام کر رہا تھا تفصیل کے ساتھ چھاپ دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر باقر نے بھی اقبال جرم کر لیا تھا وہ بھی اخباروں میں موجود تھا۔ اور اس کی گرفتاری کا سہرا کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے سر تھا اس لئے اخباروں نے دل کھول کر ان کی تعریفیں کیں۔

حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ ٹرنٹولا یا ڈاکٹر باقر پہ کھلی

عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا ملک میں امن وامان بحال ہو گیا۔ ہنگامی حالات ختم کر دیئے گئے اور کاروبارِ روزمرہ زندگی دوبارہ حسبِ معمول رواں دواں ہو گئی۔

ادھر حمید کوٹھی میں بیٹھا فریدی کا سر کھا رہا تھا۔

ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ کو ڈاکٹر باقر پر شک کیسے ہوا۔ حمید نے پوچھا۔

دراصل ڈاکٹر کی غلطی سے ہوا جس وقت پر اس نے مجھے قید کر رکھا تھا۔ اور اطلاع ملی کہ ملک میں لوٹ مار ہنگامے اور سول نافرمانی شروع ہو گئی ہے جو اس کا اصل مقصد تھا تو وہ خوشی کے مارے اچھل پڑا اور اس خوشی کی زیادتی کی وجہ سے وہ ایک فقرہ اپنی اصلی آواز میں کہہ گیا۔ شائد اسے اس وقت احساس بھی ہو گیا ہو لیکن اس نے خیال نہیں کیا میں ڈاکٹر باقر سے کئی بار پہلے بھی مل چکا تھا اس لئے میں پہچان گیا پھر بس اڈے کی تباہی کے بعد ڈاکٹر باقر سے ملا اور جان بوجھ کر فورتھ ریز کا تذکرہ چھیڑ دیا ڈاکٹر چونک پڑا پھر اس نے فورتھ ریز کے متعلق بالکل غلط نظریہ سمجھانے کی کوشش کی۔ میرا یقین پختہ ہو گیا کیونکہ میں بخوبی سمجھ رہا تھا کہ ڈاکٹر جھوٹ بول رہا ہے۔

فریدی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

لیکن ڈاکٹر نے ہمارے ملک کو بڑی اچھی ایجادات دی ہیں کیا وہ شروع سے ہی دشمن ملک کا ایجنٹ تھا حمید نے دوسرا سوال کیا۔

نہیں وہ شروع میں ملک کا وفادار ہی تھا لیکن جیسا
نے اپنے اعتراف جرم میں بتایا ایک حادثہ ہوا اس کی اکلوتی بیٹی
ین سے وہ بے پناہ محبت کرتا تھا اغوا کر لیا گیا اور پھر اس
عصمت دری کرکے اسے قتل کر دیا گیا۔ یہ سب کچھ کرنے والا ہمارے
ے کے ایک بہت بڑے آفیسر کا لڑکا تھا۔ اس لئے معاملہ دبا دیا گیا سے
ں سے ڈاکٹر کے دل میں ہمارے ملک سے بے پناہ نفرت کا جذبہ
یدا ہو گیا۔ اور دشمن ملک سے بے پناہ فائدہ اٹھایا اور ڈاکٹر ان
ے لئے کام کرنے لگا۔

فریدی بے حد سنجیدہ تھا۔

ٹرنٹولا نے ایک نیک کام کیا کہ قاسم سے ٹھیکیداری پر لعنت بھجوا
ی۔ حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں لیکن اس بار قاسم نے ہی صحیح معنوں میں ٹرنٹولا کا سراغ
لگایا ہے اگر وہ نوجوان کا پیچھا کرتا ہوا وہاں تک نہ پہنچ جاتا اور
ھے رپورٹ نہ ملتی تو بچانے مجھے اور کتنا پریشان ہونا پڑتا۔ فریدی
ے ہنستے ہوئے کہا۔

ایک سوال اور؟

حمید نے کہا۔

پوچھ لو آج کیا پوچھتے ہو۔ فریدی بھی شاید موڈ میں تھا۔

ٹرنٹولا نے بیک وقت اتنے سینماؤں اور سٹوڈیوز کو کیسے تباہ

کر دیا۔

یہ سب کچھ ڈاکٹر کی ایجاد کردہ مشینوں کے ذریعے ہوا اس کی تمام تفصیلات ڈاکٹر نے بتا دی ہیں لیکن افسوس وہ تمام مشینیں وہیں اڈے کے ساتھ ہی تباہ ہو گئیں۔

کیا لیڈی بہزاد ٹرنبولا کی شریک کار تھی۔

حمید نے ایک اور سوال کر دیا۔

ہاں وہ بھی دشمن کی ایجنٹ تھی۔ وہ بھی ہوٹل کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔

ویسے آپ کے پوائنٹ تھری والی حسینہ کی دریافت میرے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔

حمید نے اچانک موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

سور! اگر اب تم نے ادھر کا رخ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ اور وہ تمہیں گھاس بھی نہیں ڈالے گی وہ جوتی کی زبان سے بات کرنے کی عادی ہے۔

فریدی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر زیٹو بے پناہ صلاحیتوں کا حامل ہے حمید نے سینہ پھیلاتے ہوئے کہا۔

اور فریدی اسے سخت نظروں سے گھورنے لگا۔

آپ مجھے گھور کیوں رہے ہیں اگر آپ کی نظر اس پر ہے تو بندہ

رضا کارانہ طور پر اپنا چیلنج واپس لیتا ہوں حمید نے بڑے سٹائل سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

اور فریدی ہنس پڑا پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا۔ وہ چونک پڑا اوے تاہم شاید ابھی تک اس کوٹھی میں موجود ہو میں اسے دھمکی دے آیا تھا کہ اگر وہ میرے آنے تک اس کوٹھی سے باہر نکلا تو پولیس اسے گرفتار کرے گی۔

عابدہ۔ حوریہ، عدنانہ، نورستہ، دنیا کی خوشبو، نشو یہ اور میٹھی آنچ کے
بعد ہمارے ادارے کا ایک اور یادگار ناول
خوبصورت پھولوں اور شگفتہ غنچوں
زہریلے کانٹوں کے گرد گھومنے والی ایک خوبصورت کہانی جسے آپ کے
عروس بہار
قیمت ۳۶ روپے
محبوب مصنفہ رشیدہ بانو نے نشتر کے ... سے صفحۂ قرطاس
پرا بجا راست: جمال پبلشرز لوہر گیٹ ملتان

قاسم دو روز سے اسی کوٹھی میں موجود تھا وہ سخت بور ہو چکا تھا۔ فریدی دو روز سے واپس نہیں آیا تھا اور قاسم کرنل فریدی کا حکم ماننے پر مجبور تھا۔ کیوں کہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ اگر فریدی کے واپس آنے سے پہلے وہ کوٹھی سے باہر نکلا تو پولیس اسے یقیناً قتل کے الزام میں گرفتار کرے گی گو اسے کوٹھی میں کوئی تکلیف نہیں تھی کوٹھی میں موجود ملازم اسے ہر طرح کا آرام پہنچا رہے تھے لیکن پھر بھی وہ بور ہو چکا تھا اچانک اس نے کچھ سوچ کر فیصلہ کیا اور پھر ایک ملازم کو بلایا۔

جمن ادھر آؤ۔

چند لمحے بعد ایک ملازم جس کا نام جمن تھا اس کے

جناب فرمائیے کیا حکم۔ ملازم نے مودّبانہ لہجے میں کہا۔

تھا

میں اور کتنے روز یہاں رہوں گا۔ قاسم نے اس سے پوچھا۔

مجھے کیا معلوم جناب مرضی کے مالک ہیں۔ ملازم نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

ابے اگر میں مرضی کا مالک ہوتا تو اب تک بھاگ نہ جاتا۔ سالے کرنل صاحب مجھے پھنسا کر بھاگ گئے اب میں یہاں بیٹھا کیا دعا العرش پڑھا کروں۔ قاسم نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔

اسے اب فریدی پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا جس نے اسے اس کوٹھی میں رہنے کا پابند کر دیا تھا۔

ملازم خاموش کھڑا رہا کیونکہ ان دونوں میں اسے قاسم کے مزاج کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا۔

اب بھاگ بھی کیا منہ میں گھنگھنیاں ڈالے کھڑا رہے گا۔ قاسم نے اسے خاموش کھڑا دیکھ ڈانٹا اور ملازم خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ابھی ملازم کو باہر نکلے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کمرے میں داخل ہوئے۔

شکر ہے آپ آئے تو سہی ورنہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ بھاگ جاؤں ... جائے

تو باہر نکل جاؤں گا۔ قاسم نے کرنل فریدی کو دیکھ کر کہا۔

بے افسوس ہے میں تمہیں پولیس سے نہ بچا سکوں گا کیوں کہ تمہاری اس کوٹھی میں موجودگی کی اطلاع پولیس کو دے دی ہے اب وہ تمہیں گرفتار کرنے کے لئے آنے ہی والی ہے فریدی نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

اور قاسم کا رنگ فق ہو گیا اس نے انتہائی گڑگڑاتی نظروں سے حمید کی طرف دیکھا۔

یہ تو میرا اصلی دشمن ہے میں تو اس کے مرنے پر روتا رہا گلتی کی۔ قاسم نے حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تو کیا تم میرے مرنے پر خوش ہوتے حمید نے مزے لینے کے لئے کہا۔

ہاں سالے اب اللہ کرے تم مر جاؤ تو میں گھی کے چراغ جلاؤں گا پلاؤ کی دیگیں پکاؤں گا خوشیاں مناؤں گا ناچوں گا گاؤں گا۔ قاسم نے ٹھنکتے ہوئے کہا۔

اور حمید کے ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے فریدی بھی مسکرا رہا تھا پھر اچانک قاسم کو پولیس کا خیال آ گیا۔ اس نے فریدی کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے

کرنل صاحب خدا کے لئے مجھے پولیس سے بچا لیجئے میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ سالی جاسوسی نہیں کروں گا بھاڑ میں جائے سالی

جاسوسی ماسوسی قاسم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے پھانسی کا پھندا اسے اپنی آنکھوں کے آگے نظر آ رہا تھا۔

فریدی نے اسے زیادہ ستانا مناسب نہ سمجھا۔

قاسم بے فکر رہو وہ نوجوان جو تمہارے ہاتھوں مارا گیا مجرم تھا ٹرنٹولا کا ساتھی تھا اس لئے تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

قاسم کا چہرہ یہ سن کر اور بھی زیادہ زرد پڑ گیا۔

باپ رے باپ ٹرنٹولا کا ساتھی ٹرنٹولا سالہ پہلے ہی میری ٹھیکیداری سے خار کھاتا ہے اب تو مجھے یقیناً گولی مار دے گا قاسم نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

ٹرنٹولا پکڑا جا چکا ہے اب وہ تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا فریدی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

کیا کہا پکڑا جا چکا ہے شکر ہے خدا کا میری جان تو چھوٹی قاسم کے چہرے پر اطمینان کے آثار ظاہر ہوئے۔

اب تم ٹھیکیداری دوبارہ شروع کر سکتے ہو حمید نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

بھاڑ میں جائے سالی ٹھیکیداری پھر کوئی اور ٹرنٹولا آ گیا تو مارا جاؤں گا قاسم نے جواب دیا۔

فریدی صاحب یہ ٹرنٹولا کا مطلب کیا ہے؟ قاسم کو اچانک ہی خیال آ گیا۔

ٹرنٹولا ایک خوفناک مکڑی کو کہتے ہیں فریدی نے بتلایا۔

مکڑی۔ باپ رے باپ پھر آپ نے اسے کس طرح پکڑا شاید چمٹی سے پکڑا ہو گا قاسم نے انتہائی خوفزدہ انداز میں کہا۔

اور فریدی اور حمید کے قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

قاسم بونقوں کی طرح منہ کھولے انہیں اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے دونوں کے دماغ خراب ہو گئے ہیں۔

ختم شد

ملک کی نامور ادیبہ عذرا بانو عرشی بی اے کی انمٹ تحریر۔ ایک حقیقت
جس کی کسک آپ اپنے دل میں محسوس کریں گے

شبنم

ایک انپڑھ اور معصوم لڑکی کی داستان جو زمانے کی صلیب پر چڑھا دی گئی۔ بیچاری معصوم
آپ بھی رو دیں گے آنسو بھی!
اور دردناک ایک ایسی کہانی جس میں خوابوں کی دنیا سے حقیقت کی روشنی ایک نفرت کے دوزخ سے محبت کی جنت تک اور جفا کی زہر سے وفا کی مٹھاس تک نرم و گداز اور شبنم و شعلوں کی کہانی!
خوبصورت سرورق۔ اعلیٰ طباعت قیمت ۳/ روپے

جمال پبلشرز — بوہڑ گیٹ ملتان

زہریلا عمران، عمران اک وحشی۔ پاگل ایکسٹو۔ سارا ٹیگ اور لیڈی آف نائٹ کے بعد محترم جناب ایم۔ اے پیرزادہ کے قلم سے عمران سیریز پر ایک

تہلکہ خیز ناول

غدّار ایکس ٹو

— عمران نے اپنے ملک سے غداری کرلی اور سیکرٹ سروس ٹیم نے عمران کو گنوں کی زد پر رکھ دیا اور غدار کو موت کے گھاٹ اتارنے کی قسم کھائی۔

— ایک ایسا درندہ جو عمران کو زندگی دینے پر تلا ہوا تھا لیکن عمران اس سے گڑگڑا کر موت کی بھیک مانگ رہا تھا۔

— ایک ایسا سفاک مجرم جس کے ڈر سے عمران ملک سے غداری کرنے پر مجبور ہو گیا۔

— ایک وحشت ناک تنظیم جس نے سیکرٹ سروس کو اتنا مفلوج کر دیا کہ حکومت کو مجبوراً یہ ادارہ ہی بند کر دینا پڑا۔

— خون کی ہولی۔ تشدد کی آتش اور بربریت کی سفاکی میں ڈوبی ہوئی ایک ایسی داستان جس میں عمران کی عمرانیت کی دھجیاں بکھر گئیں۔ اور عمران ہنسی کے نام تک کو بھول گیا۔

خوبصورت سرورق۔ اعلیٰ طباعت۔ قیمت ۲/۱ روپے

جمال پبلشرز بوہڑ گیٹ ملتان نمبر ۲